(۱۹۸۱ء)
مع ترجمہ
مجاہدِ ملت کا حرفِ حقانیت
۱۴۰۱ھ
ترتیب
سماحۃ الشیخ العلامہ محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی
ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ
۱۴۰ اترسوئیا، الہ آباد ۳ (یو پی)

المجموع المسمّٰی

سیوف اللہ الأجلۃ بمدد یمین مجاہد الملۃ

۱۴۰۱ھ

و

عذاب اللہ المجدی لجوف منکر التوسل النجدی

۱۹۸۱م

مع ترجمۃ

مجاہدِ ملت کا حرفِ حقانیت

۱۴۰۱ھ

ترتیب

سماحۃ الشیخ العلامۃ محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی
رئیس المدرسین بالجامعۃ الحبیبیۃ ببلدۃ اللہ آباد

ناشر

مکتبۃ الحبیب، جامعہ حبیبیہ، مسجد اعظم، نمبر ۱۴۰ اترسیا، الہ آباد ۳

تاریخ اختتام ترتیب :- ۲۳ رمضان ۱۴۰۱ھ تاریخ اشاعت : ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مطبوع

حبیب المطابع۔ الہ آباد ۳

طبع اول : ۱۴۰۳ھ : گیارہ سو ۱۱۰۰ قیمت : ۴۰/- روپیہ

المجموع المسمّٰی

سیوف اللہ الأجلّة بمدد یمین مجاهد الملّة

۱۴۰۱ھ

و

عذاب اللہ المجدی لجونِ منکر التوسّل النجدی

۱۹۸۱م

مع ترجمته

مجاہدِ ملّت کا حرفِ حقّانیت

۱۴۰۱ھ

ترتیب

سماحة الشیخ العلّامة محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی
رئیس المدرسین بالجامعة الحبیبیة ببلدة اللہ آباد

ناشر

مکتبۃ الحبیب، جامعہ حبیبیہ، مسجد اعظم نمبر ۱۴۰ اترسیا، الہ آباد ۳

تاریخ اختتام ترتیب :- ۲۳ر رمضان ۱۴۰۱ھ
تاریخ اشاعت : ۱۲ر ربیع الاول ۱۴۰۳ھ

مطبوع

حبیب المطابع۔ الہ آباد ۳

طبع اول : ۱۴۰۳ھ : گیارہ سو ۱۱۰۰
قیمت : 40/- روپیہ

یطلب من
مکتبة الحقیقة ... دار الشفقة بفاتح ۵۷

فهرست

ج

فہرست

فهرست

فہرست

اهداء

الی

روح

المجاهد فی الله القائم باللّٰہ بحر العلم المنقول والمعقول سند العلماء فی الفروع والاصول جامع الشریعۃ والطریقۃ حامل المعرفۃ والحقیقۃ سیّد المناظرین المحققین رأس الباحثین المدققین رافع علم افضل المجاھدۃ مفخر اصحاب الکشف والمشاھدۃ زین الاتقیاو الزھاد امام ارباب الھدایۃ والارشاد صاحب العطایا محبّ غوث البرایا حمید الخصائل المتوسل الی اللّٰہ تعالٰی بسید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم اعظم الوسائل سیّدی العلامۃ الحاج محمد حبیب الرحمٰن القادری قدس سرہ العزیز۔

ھدیہ

اللہ تعالیٰ میں مجاہدہ فرمانے والے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم، علوم نقلیہ وعقلیہ کے سمندر، فروع واصول میں علماء کے معتمد، شریعت وطریقت کے جامع، معرفت و حقیقت کے حامل، محقق مناظروں کے سردار، مدقق باحثوں کے پیشوا، افضل جہاد کے عَلَم کو بلند کرنے والے، اصحاب کشف ومشاہدہ کی جائے فخر، ارباب زہد وتقویٰ کی زینت، ہدایت وارشاد فرمانے والوں کے امام، عطیات بخشنے والے، حضور غوث البرایا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاہنے والے، خصائل حمیدہ رکھنے والے، اللہ تعالیٰ کی جانب عظیم ترین وسیلہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل فرمانے والے، میرے آقا علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن قادری قدس سرہ العزیز

کی

روح مقدس

کے

حضور میں

٧٨٦
٩٢

بسم الله الرحمٰن الرحيم الذى له الحمد
التوسل اليه بسيد المرسلين الذى عليه و على آله
وصحبه واولياء امته اجمعين لا سيما سيدنا الغوث الاعظم
الصلوٰة والتسليم في استجابة دعائى وقضاء ما انا
بصدده ؛ وبعد فهذه مجموعة تحتوى على ذكر بعض المباحثات
التى دارت بين شيخنا وسيدنا مجاهد الملة العلامة الحاج محمد
حبيب الرحمٰن الهاشمى العباسى الحنفى القادرى الاڑيسوى الهندى قدس
سره العزيز ورئيس المحاكم بالمدينة المنورة عبد العزيز بن صالح الوهابى
النجدى فى التوسل باحد من الانبياء العظام عليهم السلام او الاولياء الكرام
قدست اسرارهم أوطلب مدده ؛ وفتاوى علماء البلاد الاسلامية التى فى الشرق والغرب
واقاويل الوهابية وما اوردت عليها من الاسئلة فى هذه المسئلة ومراسلة هذا
العبد الحقير السعودى الذى بدا هلى صالح - ا - الصغير وملك المملكة العربية
السعودية خالد بن عبد العزيز لكى يصرح الحض من زبده ؛ والباعث على
هذا الامر شيخنا قدس سره بعد ما حدث به فى العربية السعودية سنة
تسع وتسعين بعد الف وثلثمائة من سجنه وايذائه ومنعه عن اداء الحج
وترحيله الى الهند قبل الحج لاجل كونه معتقدا بالتوسل بالانبياء والمرسلين
عليهم السلام لا سيما بسيد العالم وسنده ؛ وكنت وعدت شيخنا قدس
سره ان اوجه الى ترتيبها بعد ما فرغت من شرح قصيدة الشيخ عبد
الب[illegible] فى رحمه الله تعالى التى نظمها فى مدح سيدنا الغوث الاعظم رضى
الله تعالى عنه التى جئت بها من العراق وكان شيخنا قدس سره اجاز ذلك
بكرم سؤدده ؛ ولكنه توفى قبل ان اشرعه لامر
الله [illegible] بعد الاختتام اسمها

ط

۷۸۶
۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الذی لہ الحمد اتوسل الیہ بسید المرسلین الذی علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ واولیاء امتہ اجمعین لاسیما سیدنا الغوث الاعظم الصلوٰۃ والتسلیم فی استجابۃ دعائی وقضاء ما انا بصددہ۔

وبعد۔۔۔ یہ ایک مجموعہ ہے جو ان امور کے ذکر پر مشتمل ہے:۔ ہمارے شیخ سیدنا حجۃ الملت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن ہاشمی عباسی حنفی قادری اڑیسوی ہندی قدس سرہ العزیز اور مدینہ منورہ کے بڑے قاضی وہابی نجدی عبد العزیز بن صالح کے درمیان حضرات انبیاء عظام علیہم السلام یا اولیاء کرام قدست اسرارھم میں سے کسی سے توسل کرنے یا آپ کی مدد طلب کرنے کے بارے میں جو مباحثات ہوئے ہیں ان میں سے بعض مباحثات، اس مسئلہ میں مشرقی ومغربی بلاد اسلامیہ کے علماء کے فتاویٰ، وہابیہ کے اقوال، ان پر بندہ کے وارد کیے ہوئے سوالات، اور دہلی میں مقیم سفیر سعودی صالح ۔ا۔ الصغیر اور سعودی عرب کے شاہ خالد بن عبد العزیز سے بندہ کا مراسلہ ـــــ تاکہ خالص شئی جھاگ سے الگ ہو جائے۔

حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کا ۱۳۹۹ھ میں آپ کے ساتھ سعودی عرب میں پیش آئے ہوئے حادثہ کے بعد اس تالیف کے لئے حکم فرمانا اس کا باعث ہے۔ اس واقعہ میں آپ کے حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام خصوصاً حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کا اعتقاد رکھنے کی وجہ سے آپ کو قید کیا گیا، ایذائیں پہنچائی گئیں، اداء حج سے روک دیا گیا اور حج سے پہلے آپ کو ہندوستان بھیج دیا گیا۔

بندہ نے حضور شیخ مخدوم قدس سرہ سے وعدہ کیا تھا کہ عراق شریف سے لائے ہوئے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں منظوم حضرت شیخ عبد الباقی علیہ الرحمۃ کے قصیدہ کی شرح سے فارغ ہونے کے بعد بندہ اس تالیف کی طرف متوجہ ہوگا اور حضور شیخ مخدوم قدس سرہ نے اپنے مرتبۂ علیا کے شایانِ شان فضل وکرم سے بندہ کو اس کی اجازت دے دی۔ لیکن امر الٰہی کے تقاضے پر اس کے شروع کرنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہوگیا۔

ی

بالاسم التاریخی الھجری

"سیوف اللہ الاجلۃ بمدد یمین مجاھد الملّۃ" والاسم التاریخی المیلادی
۱۴۰۱ھ

"عذاب اللہ المجدی لجوف منکر التوسل النجدی" واسمی ترجمتھا
۱۹۸۱م

الاردویۃ بالاسم التاریخی الاردوی

"مجاھدِ ملّت کا حرفِ حقّانیت" لکی یدل کل من ھذہ الاسماء علی
۱۴۰۱ھ

عام الترتیب باعتبار عدد ابجدہ ÷ والحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علی

احمدہ ÷ وعلیٰ آلہ وصحبہ واولیاء امتہ ماتوسل المتوسلون بسیّد احبّ

البلاد الی اللہ واھل غرقدہ ÷

اختتام کے بعد اب بندہ اس مجموعہ کو ان تاریخی ناموں سے موسوم کرتا ہے:- نام تاریخی ہجری:- سیوف اللہ الاجلۃ بمدد یمین مجاھد الملۃ۔ (۱۴۰۱ھ) نام تاریخی عیسوی:- عذاب اللہ المجدی لجوف منکر التوسل النجدی۔ (۱۹۸۱ء) اور اس کے اردو ترجمہ کا یہ اردو نام تاریخی رکھتا ہے:- مجاہد ملت[عہ] کا حرف حقانیت (۱۴۰۱ھ) تاکہ ان ناموں میں سے ہر ایک عدد ابجدی کے اعتبار سے سال تالیف کو ظاہر کرے۔

والحمد للہ تعالٰی والصلوٰۃ والسلام علی احمدہٖ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ واولیاء امتہ ما توسل المتوسلون بسیّد احبّ البلاد الی اللہ واھل غرقدہ۔

عہ اس نام کی مناسبت معلوم کرنے کے لئے صـ ۲۴ ملاحظہ کریں۔ ۱۲

٧٨٦
٩٢

وفق الله تعالیٰ شیخنا وسیدنا المخدوم مجاهد الملّة قائد اهل السنة رئیس التارکین ملك العارفین شمس العلماء بدرا لفضلاء العلامة الحاج محمد حبیب الرحمٰن الهاشمی العباسی القادری الاڑیسوی الهندی رضی الله تعالیٰ عنه وقدس سرّه وروحه ونوّر ضریحه فحج حجّته الاولیٰ فی عهد الشریف حسین رحمه الله تعالیٰ ثمّ حج خمس حجّات فی الدولة الوهابیة النجدیة السعودیة وکان اٰخرها فی اٰخر المائة الرابعة عشرة ولم یصلّ خلف امام وهابی قط لتکفیرهم المسلمین وکون عقائدهم مخالفة لعقائد اهل السنة مخالفة تمنع عن الصلوٰة خلفهم واخبر بذلك بعض وهابیة الهند او باکستان رئیس المحاکم الوهابیة بالمدینة المنورة عبد العزیز بن صالح فطلب الشیخ ودارت المباحثة بینهما کل مرة الا فی سنة الف واربعمائة۔

المباحثة التی دارت سنة ۱۳۸۷ھ

فحج الشیخ المخدوم قدس سره حجة فی سنة ست وثمانین بعد الف وثلثمائة وحضر المدینة المنورة فی شهر محرم سنة سبع وثمانین بعد الف وثلثمائة لزیارة سیدنا الرسول الکریم صلی الله علیه وسلم وادّی کلّا من الصلوات الخمس وصلوٰة الجمعة فی المسجد النبوی الشریف بجماعة مستقلة لکونه عالما بما هو من کون الامام نجدیا باطل العقائد فلما اخبر بذلك ذلك الامام النجدی الوهابی الذی هو رئیس المحاکم المذکور طلب الشیخ المخدوم قدس سره الیه بوساطة الشرطة فدارت بینهما مباحثة وها هی خلاصة[ع] تلك المباحثة :-

---

ع هذه ماخوذة مما کان رتبه اخونا مولانا الحاج محمد عبد التواب الحبیبی المکرم۔

۷۸۶
۹۲

اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ و مخدوم سیدنا مجاہد ملت قائد اہل سنت رئیس التارکین ملک العارفین شمس العلماء بدر الفضلاء علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب ہاشمی عباسی قادری اڑیسوی ہندی قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قدس سرہ و روحہ و نور ضریحہ کو توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے حضرت شریف حسین رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں اپنا پہلا حج ادا فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے وہابی نجدی سعودی حکومت کے زمانے میں پانچ بار حج کیا۔ آپ کا آخری حج چودھویں صدی ہجری کے اخیر میں ہوا۔ آپ نے کبھی کسی وہابی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اس لئے کہ یہ لوگ مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں، اور ان کے اور اہل سنت کے عقائد کے درمیان ایسا اختلاف ہے جو ان کے پیچھے نماز ادا کرنے سے مانع ہے۔ ہندوستان یا پاکستان کے وہابیوں میں سے بعض نے مدینہ منورہ کے وہابی رئیس المحاکم (بڑے قاضی) عبدالعزیز بن صالح کو اس بات کی خبر دی اور اس نے حضور کو طلب کیا اور سوائے ۱۴۰۰ھ کے ہر بار دونوں کے درمیان مباحثہ ہوا۔

۱۳۸۷ھ کا مباحثہ

حضور مخدوم قدس سرہ نے ۱۳۸۶ھ میں ایک حج ادا فرمایا اور محرم الحرام ۱۳۸۷ھ میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جمعہ اور پنج وقتہ نمازوں کی علیحدہ جماعت مسجد نبوی شریف ہی میں قائم فرمائی اس لئے کہ آپ کو مسجد نبوی شریف کے امام کا بدعقیدہ نجدی ہونا معلوم تھا۔ جب مسجد نبوی شریف کے نجدی وہابی امام کو، جو کہ وہاں کا بڑا قاضی بھی ہے، معلوم ہوا، تب اس نے

پولس کے ذریعہ حضور کو اپنے پاس بلایا۔ بڑے قاضی اور حضور مخدوم قدس سرہٗ کے درمیان جو گفتگو ہوئی، اس کا خلاصہ ؏ ذیل کی سطروں میں ملاحظہ فرمائیں:۔

؏ یہ دراصل مکرم و محترم برادر خواجہ تاش حضرت مولانا الحاج محمد عبد المنان صاحب حبیبی کا مرتب کردہ ہے۔ ۱۲

رئیس المحاکم الوهابیة :- لماذا لا تصلی خلفنا و تصلی بالناس جماعة مستقلة ؟
مجاهد الملة :- ذاك یبتنی علی وجوه کثیرة الاول منها انکم تستعملون مکبر الصوت فی الصلوٰة ونحن لا نجوز ذلك -
رئیس المحاکم الوهابیة :- اعلم هذا الاختلاف - وماهو الوجه سواه ؟
مجاهد الملة :- انتم تعدوننا مشرکین -
رئیس المحاکم الوهابیة :- ماهو ثبوت عدنا ایاکم مشرکین ؟
مجاهد الملة :- قد قال العلامة ابن عابدین الشامی رضی الله تعالیٰ عنه فی حاشیته المسماة ردّ المحتار ان النجدیة یعتقدون انهم هم المسلمون ومن خالفهم فی العقائد فهو مشرك - عه
رئیس المحاکم الوهابیة :- لماذا قال هکذا ؟
مجاهد الملة :- نحن نقول بجواز التوسل وانتم تجعلونه شرکا -
رئیس المحاکم الوهابیة :- التوسل لیس بوجه ذلك -
فذکر مجاهد الملة ان هؤلاء النجدیین فی هذه الایام قد اخذوا فی القول بجواز شیئ من التوسل لکی یتسموا باهل السنة فقال :-

---

عه عبارة ردّ المحتار هذه :- (قوله یکفرون اصحاب نبینا صلی الله علیه وسلم) علمت ان هذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل هو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی الله تعالیٰ عنه والا فیکفی فیهم اعتقادهم کفر من خرجوا علیه کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتی کسر الله تعالیٰ شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلث

وہابی بڑا قاضی :- تم ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہو اور حرم میں علیحدہ جماعت کرتے ہو۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟

مجاہد ملت : - اس کی بہت سی وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ تم لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھاتے ہو ہم لوگ اسکی اقتداء کو جائز نہیں کہتے ۔

وہابی بڑا قاضی :- یہ اختلاف مجھے معلوم ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور بات کہو۔

مجاہد ملت : - تم ہم لوگوں کو مشرک سمجھتے ہو۔

وہابی بڑا قاضی :- اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہم تم لوگوں کو مشرک سمجھتے ہیں ؟

مجاہد ملت : - علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حاشیہ ردالمحتار میں لکھا ہے کہ نجدیوں کا عقیدہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو لوگ انکے عقیدہ کی مخالفت کریں وہ مشرک ہیں ۔

وہابی بڑا قاضی :- ان کے ایسا کہنے کی وجہ کیا ہے ؟

مجاہد ملت : - ہم لوگ توسل کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ توسل کو شرک کہتے ہو۔

وہابی بڑا قاضی :- توسل اس کی وجہ نہیں ہے ۔

اس پر حضور مخدوم قدس سرہ کو یاد آیا کہ یہ نجدی آج کل سنی کہلانے کی غرض سے تھوڑے سے توسل کو جائز کہنے لگے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا :-

---

عـــہ ردالمحتار کی عبارت یہ ہے :- (درمختار کا قول " ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کی تکفیر کرتے ہیں") تمھیں یہ معلوم ہو گیا کہ خارجیوں میں سے ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ بلکہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خروج کیا تھا ورنہ ان کے خارجی ہونے کے لئے اتنا بہت ہے کہ وہ جن پر خروج کریں ان کے کفر کا اعتقاد رکھتے ہوں، جیسا کہ ہمارے زمانے میں ان وہابیوں کا حال رہا جنھوں نے نجد سے خروج کیا اور حرمین شریفین پر زبردستی مسلط ہو گئے یہ لوگ حنبلی کہلاتے رہے لیکن ان لوگوں کا اعتقاد یہ رہا کہ یہی لوگ مسلمان ہیں اور جو لوگ اعتقاد میں انکے مخالف ہیں مشرک ہیں۔ اس سے ان لوگوں نے اہل سنت اور علمائے اہل سنت کو قتل کر دینا جائز قرار دیدیا یہانتک کہ ۱۲۳۳ھ میں اللہ تعالیٰ نے ان کی طاقت ختم کر دی، ان کے شہروں کو اجاڑ دیا اور مسلمانوں کے لشکر ان پر غالب آ گئے۔ ۱۲

مجاهد الملة :- لو لم يكن التوسل وجه ذلك فالاستعانة هي الوجه۔

رئيس المحاكم الوهابية :- هل تجوزون الاستعانة ونداء غير الله تعالى ايضا ؟

مجاهد الملة :- نعم ، نقول بجوازهما۔

رئيس المحاكم الوهابية :- هذا هو شرك مشركي الجاهلية۔

مجاهد الملة :- لو كان نداء غير الله تعالى مطلقا شركا كنت مشركا بقولك يا زيد فان زيدا ايضا غير الله تعالى۔

رئيس المحاكم الوهابية :- فاي نداء من الشرك ؟

مجاهد الملة :- من الشرك ان ينادي احدا مع اعتقاد كونه معبودا۔

وههنا تلا رئيس المحاكم الوهابية اية من القران لكي يثبت بها على زعمه مطلق النداء شركا وهي قوله تعالى

لا نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى

مجاهد الملة :- هذه الاية في عبادة غير الله تعالى ونحن ايضا نقول بكون عبادة غير الله شركا وبكون عباد غير الله مرتدين ومشركين ونقول ان من لم يكفرهم مع علمه بعقيدتهم هذه فهو ايضا كافر ومرتد بل من شك في كفره وعذابه فقد كفر۔

رئيس المحاكم الوهابية :- هم قد ماتوا وفنوا فما هي الفائدة من ندائهم ؟

مجاهد الملة :- ان الروح لا يموت ۔ امعنى الموت ان يعدم الروح ايضا ؟ فان فني الروح فكيف السبيل الى الثواب الدائم والعذاب الخالد ؟

رئيس المحاكم الوهابية :- لماذا تدعون من بعد ؟

مجاهد الملة :- ما يفهم من البعد ان تكون اجسامنا ههنا واجسامهم هناك على بعد الف ميل او عشرة الاف ميل وهذا ابعد ما بين الاجسام ولا تعلق للروح بهذا البعد فانه من عالم الامر - قال الله تعالى [illegible]

مجاہد ملت :۔ توسل نہ سہی، استمداد ہی سہی۔

وہابی بڑا قاضی :۔ کیا تم لوگ استمداد اور نداء غیر اللہ کو بھی جائز کہتے ہو؟

مجاہد ملت :۔ ہاں، ہم اس کو بھی جائز کہتے ہیں۔

وہابی بڑا قاضی :۔ یہی تو مشرکین جاہلیت کا شرک تھا۔

مجاہد ملت :۔ اگر مطلقاً غیر اللہ کی نداء شرک ہو تو یا زید کہہ کر مشرک ہو جاؤ گے کیونکہ زید بھی غیر اللہ ہے۔

وہابی بڑا قاضی :۔ پھر کون سی نداء شرک ہے؟

مجاہد ملت :۔ معبود جان کر نداء کرنا شرک ہے۔

یہاں پر وہابی بڑے قاضی نے اپنے زعم میں مطلقاً نداء کو شرک ثابت کرنے کے لئے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:۔

لا نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفىٰ (ہم تو انہیں صرف اتنی ہی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں)۔

مجاہد ملت :۔ اس میں تو عبادت غیر اللہ کا بیان ہے۔ ہم بھی عبادت غیر اللہ کو شرک کہتے ہیں اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کو مرتد و مشرک۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو کوئی اس کے اس عقیدہ کو جان کر اسے کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر و مرتد ہے، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ من شك فى كفره وعذابه فقد كفر۔

وہابی بڑا قاضی :۔ وہ تو مر کر ختم ہو گئے، ان کو بلانے سے کیا فائدہ؟

مجاہد ملت :۔ روح تو نہیں مرتی۔ کیا موت کے یہ معنیٰ ہیں کہ روح بھی فنا ہو جائے؟ اگر روح فنا ہو جائے گی تو پھر ہمیشگی کا ثواب اور ہمیشگی کا عذاب کیسے ہوگا؟

وہابی بڑا قاضی :۔ پھر دور سے کیوں بلاتے ہو؟

مجاہد ملت :۔ دور کے معنیٰ یہی تو ہیں نا کہ ہمارا جسم یہاں ہے اور ان کا جسم ایک ہزار یا دو ہزار میل پر ہے۔ یہ تو جسموں کی دوری ہوئی۔ روح کو اس دوری سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے کہ روح عالم امر سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل الروح من امر ربى (تم فرماؤ روح میرے رب کے امر سے ایک چیز ہے)۔ تم عالم ارواح

عالم الارواح على عالم الاجسام وهذا قياس مع الفارق والا فعليك ان تبيّن ماهى العلة المشتركة -

رئیس المحاکم الوهابیة (مضطربًا):- انتم تدعونهم فمن این لهم القوة على اعانتکم ؟

مجاهد الملة :- ینبغی لك ان تعرف ان ذواتهم هی الذوات التی قال الله تعالیٰ فیها کنتُ[عه] لہ[عہ] ید ایبطش لی۔ افکانت الید التی قال الله فیها هکذا شلّاء لا قوة فیها۔ فان کان الامر هکذا لکان قول الله هذا لغوا۔ فینبغی لك ان تعلم اننا نستعین بتلك الید التی لها تعلق خاص بقدرة الله تعالیٰ۔

رئیس الاحکام الوهابیة (منزعجا بتکریر مجاهد الملة قوله المار):- هذا متصلب فی عقیدته بحیث لا یفهم وان افهمته ساعة اوساعتین بل یومین۔

مجاهد الملة :- اسلم اولا اسلم، اقم الدلیل انت۔

عه ماوجدت هذا القول بهذه الالفاظ فی احادیث الٰهیة انما الموجود فی مارواه البخاری عن سیدنا ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه "یده التی یبطش بها" ولکن هذا القول یوجد فی کتب الصوفیة الصافیة ویشتهر علی السنتهم فی معناه فانهما راجعان الی معنیٰ واحد علی مالا یخفی لا سیما عند الوهابیة فانه قد قال امامهم عبد الرحمٰن بن حسن حفید شیخهم ابن عبد الوهاب النجدی فی ما سماه قرة عیون الموحدین "ولا یتم الایمان الا بقبول اللفظ بمعناه الذی دل علیه ظاهرا فان لم یقبل معناه اوردّه اوشك فیه لم یکن مؤمنا به فیکون هلاکا" وان کان فیه شیئ۔ ۱۲

عه فیه اشارة الی التقرب الخاص والا فلیس لله تعالیٰ شیئ من الایدی اوالارجل اوغیرها۔ ۱۲

کو عالم اجسام پر قیاس کرتے ہو اور یہ قیاس مع الفارق ہے۔ ورنہ بتاؤ یہاں کیا علت مشترکہ ہے؟

وہابی بڑا قاضی (پریشان ہو کر):۔ تم جو ان کو بلاتے ہو، ان کو طاقت کہاں سے آئی کہ تمہاری مدد کریں؟

مجاہد ملت :۔ تمھیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ ذوات کریمہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُنۡتُ لَہٗ یداً یبطش بی[عہ] (میں اُس[عسہ] کے ہاتھ ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے پکڑتا ہے)۔ تو جس ہاتھ کے متعلق اللہ تعالیٰ ایسا فرماۓ کیا وہ ہاتھ بے کار ہے؟ اس میں اگر کوئی طاقت نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا فرمانا معاذ اللہ بے کار ہو جائیگا۔ لہذا تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم اس ہاتھ سے مدد مانگتے ہیں جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت سے ایسا خاص تعلق ہے۔

وہابی بڑا قاضی (حضور قدس سرہ کے اُس جملہ کی بار بار تکرار سے عاجز ہو کر):۔ یہ تو اپنے عقیدہ میں اتنا پختہ ہے کہ گھنٹہ دو گھنٹہ تو کیا، اگر دو دن بھی اسے سمجھاؤنگا تب بھی اسکی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

مجاہد ملت :۔ میں مانوں یا نہ مانوں، تم دلیل تو قائم کرو۔

عہ ان الفاظ کے ساتھ یہ قول بندہ کو احادیث قدسیہ میں نہیں ملا ہے۔ بخاری نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث قدسی روایت کی ہے اس میں "یدہ التی یبطش بہا (اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے)" ہے۔ لیکن حضرات صوفیہ صافیہ کی کتابوں میں موجود اور ان حضرات کی زبانوں پر مشہور یہ قول اسی کے معنیٰ میں ہے اس لئے کہ یہ دونوں قول ایک ہی معنیٰ کی طرف راجع ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے، بالخصوص وہابیہ کے نزدیک اس لئے کہ ان کے امام ان کے شیخ عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنی قرۃ عیون الموحدین میں کہا ہے "جب تک لفظ کو اس کے اس معنیٰ کے ساتھ قبول نہ کیا جائے جس پر وہ ظاہراً دلالت کرتا ہے، ایمان کامل نہ ہوگا، اگر اس کے معنیٰ کو قبول نہ کرے، یا اس کو رد کرے، یا اس میں شک کرے، تو وہ مومن نہ ہوگا، تو ہلاک ہوگا" اگرچہ اس میں کچھ ہے (وہ یہ ہے کہ اس صورت میں بسا اوقات کفر ہو جاتا ہے)۔ ۱۲

عسہ اللہ تعالیٰ کے واقعی ہاتھ پیر نہیں ہوتے، یہ تقرب خاص کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲

[illegible]

فاجتمع نحو خمسة عشر او عشرين من الوهابيين وكان بعضهم على ما ظهر من اهل الهند و پاکستان والنجد والحجاز.

رئيس المحاكم الوهابية (مخاطبا الوهابيين الحاضرين) :- هذا لا يقول بعدم جواز نداء غير الله مطلقا- اليس نداء غير الله مطلقا غير جائز؟

الوهابية الحاضرون (متفقين) :- بلى، بلى-

ولكن حضرة مجاهد الملة لم يتوجه الى قولهم بلى فانه كان يكلم رئيس المحاكم.

رئيس المحاكم الوهابية (مثبتا لقوله على زعمه) :- وقد حكى الله تعالىٰ فى القرآن قول المشركين حيث قالوا لا نعبدهم و لا ندعوهم الا ليقربونا الى الله زلفىٰ

مجاهد الملة (يزأر زئير الاسد) :- هذا افتراء على الله تعالىٰ وتحريف القرآن الكريم وتكذيبه ايضًا وفعله بالقصد كفر وفاعله كافر.

فلما سمعه رئيس المحاكم الوهابية احمر وجهه من شدة الغضب و جعل ينظر الى مجاهد الملة نظرات حنقة لكى يرعّبه ولكن مجاهد الملة ابتسم ناظرا اليه بدلا من كونه مرتعبا فاغتاظ رئيس المحاكم اشد اغتياظ واخذ يكلم الوهابيين :-

رئيس المحاكم الوهابية :- انظروا- هذا يقول بجواز عبادة غير الله تعالىٰ-

مجاهد الملة :- انا نقول بكون عبادة غير الله تعالىٰ شركا ونقول بكون من عبد غير الله تعالىٰ كافرا بل نقول انه من شك فى كفره وعذابه فقد كفر- ذلك كان افتراء على الله تعالىٰ وهذا افتراء على العبد انتم لا تتركون الله تعالىٰ و لا العبد فى افترائكم-

فلما قاله مجاهد الملة احمر وجهه من السخط وجعل ينظر اليه ووجهه غضبان-

الوهابي الجالس يمين مجاهد الملة :- يا هذا!

مجاهد الملة :- ماذا؟

اتنے میں پندرہ بیس وہابی اور جمع ہو گئے۔ ان میں سے کچھ ہندوستانی، کچھ پاکستانی، اور کچھ نجدی و حجازی معلوم ہو رہے تھے۔

وہابی بڑا قاضی (ان وہابیوں کی طرف خطاب کرتے ہوئے):۔ یہ مطلقاً نداءِ غیر اللہ کو ناجائز نہیں کہتا۔ کیا مطلقاً نداءِ غیر اللہ ناجائز نہیں ہے؟

وہابیہ (بالاتفاق):۔ ہاں، ہاں۔

لیکن حضور قدس سرہٗ نے ان کے ہاں کہنے پر کوئی توجہ نہ دی اس لئے کہ گفتگو قاضی سے ہو رہی تھی۔

وہابی بڑا قاضی (اپنے زعم میں اپنے اس قول کو ثابت کرنے کے لئے):۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مشرکین کے اس قول کی حکایت کی ہے کہ لا نعبدھم ولا ندعوھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی۔

مجاہد ملت (قاضی کے قرآن حکیم میں اضافہ کرتے ہی فوراً اگرجدار آواز میں):۔ یہ افتراء علی اللہ ہے، تحریف قرآن کریم ہے اور اسکی تکذیب بھی، جسکو بالقصد کرنا کفر ہے، اور کرنے والا کافر ہے۔

یہ سن کر وہابی بڑا قاضی انتہائی غصہ سے جھنجھلا کر سرخ ہو گیا اور مرعوب کرنے کی غرض سے حضور کی طرف غضب ناک نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ لیکن حضور قدس سرہ نے بجائے مرعوب ہونے کے اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ اس پر وہ اور چراغ پا ہو گیا اور منہ پھیر کر وہابی ملاؤں سے کہنے لگا:۔

وہابی بڑا قاضی:۔ دیکھو، یہ غیر اللہ کی عبادت کو جائز کہتا ہے۔

مجاہد ملت:۔ ہم تو عبادت غیر اللہ کو شرک کہتے ہیں اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والے کو کافر بلکہ جو شخص ایسے شخص کے کفر و عذاب میں شک کرے اس کو بھی کافر کہتے ہیں۔ وہ تو افتراء علی اللہ تھا۔ یہ افتراء علی العبد ہے۔ تم لوگ افتراء کرنے میں نہ خدا کو چھوڑتے ہو، نہ بندہ کو۔

بڑا قاضی حضور قدس سرہ کے اتنا کہنے پر غصہ سے لال بھبھوکا ہو گیا اور بہت ہی غضب ناک چہرہ بنا کر حضور کی طرف دیکھنے لگا۔

وہابی (جو حضور کے داہنے بیٹھا ہوا تھا):۔ او!

مجاہد ملت:۔ کیا ہے؟

الوہابی :۔ اتعرف من تتکلمہ ؟

مجاہد الملۃ :۔ اعرف انہ رئیس المحاکم۔

الوہابی :۔ ان لہ اختیارات عظیمۃ۔

مجاہد الملۃ :۔ ان لرئیس المحاکم اختیار القتل فھو یطیق القتل۔

الوہابی :۔ انہ یدخل السجن۔

مجاہد الملۃ :۔ ان ادخال احد فی السجن ادنی من القتل عقابا۔

الوہابی :۔ انہ یدخل السجن کالسارق مشددوا۔

مجاہد الملۃ :۔ ھذا ایضًا ادنی من القتل عقابا و الشد مع السارق فی السجن لیس لی من امر غریب؏۔

الوہابی الجالس شمال مجاہد الملۃ (تأدبا) :۔ یاسیدی !

مجاہد الملۃ :۔ ایش تقول ؟

الوہابی :۔ اتعرف من تکلمہ ؟

مجاہد الملۃ :۔ نعم، اعرف انہ رئیس المحاکم ولہ اختیار القتل ایضا۔

الوہابی :۔ ھو عظیم عند الحکومۃ۔

مجاہد الملۃ :۔ من تجعلہ الحکومۃ رئیس المحاکم تجعلہ ذلک لتعظیمھا ایاہ ان کان حمارا ای احمق؟۔ لما تجعلہ الحکومۃ رئیس المحاکم ان لم تکن تعظمہ ؟

الوہابی :۔ ھو عظیم عند الحکومۃ۔

مجاہد الملۃ :۔ ماھو المراد بتکریرک قولک ھو عظیم عند الحکومۃ ؟ ایجوز تحریف القرآن لمن کان عظیما عند الحکومۃ ؟ الاسلم وھو اذ لم یستطع ان یقوم بالزامہ علی بالقرآن الکریم فقام بہ بتحریف القرآن ؟

فلما سمعہ الوہابی سکت۔

؏ لیعلم ان الشیخ المخدوم قدس سرہ سجن مرار الاداء کلمۃ حق عند سلطان جائر۔ ۱۲

وھابی :- تم جانتے ہو کس سے باتیں کر رہے ہو؟

مجاہد ملت :- مجھے معلوم ہے کہ یہ بڑا قاضی ہے۔

وھابی :- ان کے بڑے اختیارات ہیں۔

مجاہد ملت :- بڑے قاضی کو قتل کا اختیار بھی ہوتا ہے، یہ قتل کر سکتا ہے۔

وھابی :- یہ جیل بھیج دے گا۔

مجاہد ملت :- جیل بھیجنا قتل سے چھوٹی سزا ہے۔

وھابی :- چور کی طرح باندھ کر بھیج دے گا۔

مجاہد ملت :- یہ بھی قتل سے چھوٹی سزا ہے اور جیل جاکر چور کے ساتھ بندھنا میرے لئے کوئی نئی بات نہیں ہے[عہ]

وہابی جو حضور کے بائیں بیٹھا ہوا تھا (مہذب انداز میں) :- جناب!

مجاہد ملت :- کیا ہے؟

وھابی :- جن سے آپ گفتگو کر رہے ہیں جانتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟

مجاہد ملت :- ہاں مجھے معلوم ہے کہ یہ بڑا قاضی ہے اور اسے قتل کرنے کا بھی اختیار ہے۔

وھابی :- حکومت کے نزدیک بڑی ہستی ہے۔

مجاہد ملت :- جو حکومت کسی کو بڑا قاضی بناتی ہے اسے بڑی ہستی سمجھ کر ہی بناتی ہے، اگرچہ وہ گدھا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر حکومت اسے بڑی ہستی نہ سمجھتی تو اسے بڑا قاضی کیوں بناتی؟

وھابی :- یہ حکومت کے یہاں بڑی ہستی ہے۔

مجاہد ملت :- تمھارے "بڑی ہستی" کو دہرانے کا مطلب کیا ہے؟ جو حکومت کے نزدیک بڑی ہستی ہو کیا اس کے لئے تحریف قرآن جائز ہو جائے گی؟ مجھ پر قرآن کریم سے الزام قائم نہ کر سکے اور تحریف قرآن کرکے مجھ پر الزام قائم کرے تو کیا میں اسے مان لونگا؟

یہ سن کر یہ وہابی بھی چپ ہو گیا۔

عہ جاننا چاہئے کہ حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کو سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق ادا کرنے کی وجہ سے بارہا قیدخانہ میں رہنا پڑا ہے۔ ۱۲

رئیس المحاکم الوهابیة (مخاطبا حضرة مجاهد الملة) :- هذه هی المدینة - یاتیها مسلمو بلاد العالم جمیعها و لکنه لم یجترئ الی الاٰن احد کاجترائک -

وکان مراده بذلک انک شر شرار العالم کله - فشکر مجاهد الملة الله تعالیٰ ورأی انه یمدحه مدحا عظیما ان کان هذا فی الواقع فانه صلی الله علیه وسلم قد قال افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جائر -

رئیس المحاکم الوهابیة :- لو کنت من العربیة السعودیة لقتلتک ولکننی خلّیت سبیلک حیث کنت من غیرها - اجلستک هٰهنا و اکلمک و قد عرض علیّ اهل خمسین صقعا من الترکیة و ایران و الیمن و العراق و الهند و باکستان وغیرها انه یحدث فساد عظیم -

مجاهد الملة :- ما کلمت احدا من اهل الترکیة او ایران او غیرهم قط فکیف یحدث الفساد ؟

رئیس المحاکم الوهابیة :- لا یحدث الفساد من المحادثة بل من الصلوٰة بالناس جماعة مستقلة -

مجاهد الملة :- کیف علمت انهم یقولون عن صلواتی بالناس فان الصلوٰة تقام مرارا کثیرة -

رئیس المحاکم الوهابیة :- لا ، لا ، فانه قد کتب فیه انه حبیب الرحمٰن الکتکی عـه - فلا یؤذن لک بالصلوٰة علی حدة - فان صلیت علی حدة اخذتک وارسلتک الی سفیر بلادک -

مجاهد الملة :- ما هو المراد بقولک فان صلیت علی حدة ؟ افلا یجوز لی ان اؤدی الصلوٰة منفردا ؟

عـه لم یکن الشیخ المخدوم قدس سره من بلدة کتک ، ولکن هذه البلدة کانت فی زمان عاصمة ولایة اڑیسه فلذلک ینسب الناس کل من کان من اڑیسه الی هذه البلدة ۱۲ -

وہابی بڑا قاضی :۔ یہ مدینہ ہے۔ یہاں تمام دنیا کے لوگ آتے ہیں،
مگر اب تک کسی نے ایسی جسارت نہ کی جیسی جسارت
تو نے کی۔

اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ دنیا بھر کے شریروں میں سب سے زیادہ شریر
تو ہے۔ اس پر حضور قدس سرہ نے یہ سوچتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا کہ اگر واقع میں ایسا ہے تب تو یہ میری
بڑی تعریف کر رہا ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افضل الجهاد كلمة
حق عند سلطان جائر (ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا جہاد افضل ہے)۔

وہابی بڑا قاضی :۔ تو اگر سعودی عرب کا ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ لیکن تو دوسرے ملک کا ہے،
اس لئے چھوڑ دیا۔ یہاں بٹھا کر تجھ سے گفتگو کر رہا ہوں اور ترکی، ایران، یمن،
عراق، ہندوستان اور پاکستان وغیرہ پچاس ملکوں کے لوگوں نے میرے
سامنے یہ عرض پیش کی ہے کہ بڑا فساد ہو جائے گا۔

مجاہد ملت :۔ ترکی، ایران وغیرہ کے کسی آدمی سے میری ایک لفظ بھی گفتگو نہیں
ہوئی ہے، تو فساد کیسے ہو جائے گا؟

وہابی بڑا قاضی :۔ گفتگو کرنے سے نہیں بلکہ جماعت کرنے سے فساد ہو جائے گا۔

مجاہد ملت :۔ تم نے یہ کیسے جانا کہ یہ لوگ میری جماعت کے متعلق کہہ رہے ہیں، اس لئے
کہ جماعتیں تو بہت سی ہوتی ہیں۔

وہابی بڑا قاضی :۔ نہیں، نہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ حبیب الرحمٰن کٹکی[ع] ہے۔ لہذا تم الگ نماز
نہیں پڑھ سکتے۔ اگر تم الگ نماز پڑھ ہو گے تو تمہیں پکڑ کر تمہارے
سفیر کے پاس بھیج دونگا۔

مجاہد ملت :۔ الگ نماز پڑھنے سے کیا مراد ہے؟ کیا میں اکیلا بھی نہیں
پڑھ سکتا؟

ع حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کٹکی نہیں تھے۔ لیکن کٹک ایک زمانے میں اڑیسہ کی راجدھانی رہا۔ اسی لئے
لوگ اڑیسہ کے ہر آدمی کو کٹک کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ ۱۲

الوهابي الجالس بيمين مجاهد الملة :- يلزمك ان تؤدى الصلوٰة خلفه -

مجاهد الملة :- لا يمكن هذا على حال- لا اؤدى الصلوٰة خلفه حتى تذهب عقائده الفاسدة -

الوهابي (متهيجًا) :- لا بد لك ان تؤدى الصلوٰة خلفه -

مجاهد الملة :- لن اؤدى الصلوٰة خلفه- (وكرر الوهابي قوله ذلك فقال مجاهد الملة) هذا رئيس المحاكم والقتل والحبس والجدال وغيرها تحت اختياره لكنه خارج عن اختياره ان يصيرني مقتديه. فلما سمعه الوهابي سكت -

مجاهد الملة (متوجها الى رئيس المحاكم الوهابية) :- افلا يجوز لي ان اؤدى الصلوٰة في الحرم النبوى الشريف منفردا ؟

رئيس المحاكم الوهابية (بعد توقف) :- نعم يجوز لك والشرط ان لا يكون احد شريكا معك -

مجاهد الملة :- المنفرد في الصلوٰة هو الذى لا يكون معه احد- واذا كان احد شريكه في الصلوٰة لم يبق منفردا-

و في الختام انتهى الامر الى ان الشيخ المخدوم لا يصلى خلفه و لا يؤدى الصلوٰة بالجماعة المستقلة بل يؤديها منفردا وكان الشيخ المخدوم قدس سره قد ادى الى هذا الوقت اربعا وخمسين صلوٰة بالجماعة المستقلة و فيها صلوات الجمعة ايضًا و لكن الوهابية الهنود ارادوا اذاعة امر فذهبوا يقولونه وهو ان الشيخ المخدوم ادى الصلوات هناك مختفيا واقوى الشهادة خلاف ما قال هٰؤلاء الوهابية الهنود لرئيس المحاكم بالمدينة المنورة يظهر بشهادته ان الشيخ المخدوم قدس سره ادى الصلوات مختفيا ام وقعت هذه الواقعات لادائه الصلوات وصلوٰة الجمعة بالجماعة المستقلة علانية.

فان كان للوهابية الهنود الذين حضروا الحرمين الشريفين قائلين انهم يؤدون الحج في السنة المذكورة جراءة فليبا هلونا في ان الشيخ المخدوم ادى الصلوٰة في الحرمين مختفيا ام علانية -

وھابی (جو حضور کے داہنے بیٹھا ہوا تھا):۔ تم کو ان کے پیچھے نماز پڑھنا پڑے گا۔

مجاہد ملت:۔ یہ تو کسی قیمت پر نہیں ہو سکتا۔ جب تک ان کی بدعقیدگی نہ جائے گی اس وقت تک کبھی ان کے پیچھے نماز نہ پڑھونگا۔

وھابی (جھنجھلا کر):۔ تم کو ضرور ان کے پیچھے نماز پڑھنا پڑے گا۔

مجاہد ملت:۔ ہرگز نہ پڑھونگا۔ (اس وہابی کے بار بار ایسا کہنے پر حضور نے فرمایا) یہ بڑا قاضی ہے، اس کو قتل کرنے، جیل بھیجنے، کوڑا وغیرہ مارنے کا اختیار ہے۔ یہ یہ سب کر سکتا ہے، لیکن مجھ کو اپنا مقتدی بنالے، یہ اس کے اختیار سے باہر ہے۔

یہ سن کر وہ وہابی چپ ہو گیا۔

مجاہد ملت (بڑے قاضی کی طرف متوجہ ہو کر):۔ کیا میں اکیلا بھی حرم نبوی شریف میں نماز نہیں پڑھ سکتا؟

وہابی بڑا قاضی (تھوڑی دیر توقف کرنے کے بعد):۔ ہاں، تم پڑھ سکتے ہو، بشرطیکہ ایک دو آدمی بھی تمھارے ساتھ شامل نہ ہوں۔

مجاہد ملت:۔ منفرد اسی کو کہتے ہیں کہ ایک دو آدمی بھی اس کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ شامل ہو جانے سے منفرد نہیں رہتا۔

آخر کار بات اس پر ختم ہو گئی کہ ان کے پیچھے حضور نماز نہ پڑھیں گے اور جماعت بھی نہ کریں گے۔ بلکہ اکیلے پڑھیں گے۔ اس وقت تک حضور قدس سرہ ۵ وقت جمعہ و جماعت کے ساتھ علٰحدہ نماز پڑھ چکے تھے۔ لیکن ہندوستانی وہابیوں نے یہ بات مشہور کرنی چاہی اور جگہ جگہ یہ کہتے پھرے کہ حضرت مجاہد ملت نے وہاں چھپ کر نماز پڑھی۔ ان ہندوستانی وہابیوں کے خلاف سب سے بڑی شہادت مدینہ منورہ کے بڑے قاضی کی ہے۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ حضور نے وہاں چھپ کر نماز پڑھی یا بالاعلان جمعہ و جماعت کرتے پر یہ سب واقعات پیش آئے۔ اگر ہمت ہو تو ہندوستانی وہابی جو ۸۶ – ۸۷ھ میں حج کے نام پر وہاں گئے تھے۔ وہ سب کے سب اس بات پر مباہلہ کریں کہ حضرت مجاہد ملت نے حرمین شریفین میں چھپ کر نماز پڑھی یا علی الاعلان۔

وبعد هذه الواقعة استزار فضيلة الاستاذ العلامة السيد غلام محى الدين الجيلانى القادرى الجشتى بن فضيلة الاستاذ العلامة السيد محمد على الجيلانى القادرى الجشتى رحمه الله تعالى الاكبر الشيخ المخدوم قدس سره وبعد ما سمع الواقعة قال فضيلة الاستاذ هذه ليست كرامة بل هذا فيض النسبة القادرية فقال الشيخ المخدوم قدس سره لاشك فيه واين انا من ذالك ان هذا من عطيات الحضرة الجيلانية رضى الله تعالىٰ عن صاحبها۔

ماكان لى قيمة مالم يقع بيعى انت اشتريت فصرت الغالى الثمن

ولما رجع الشيخ المخدوم قدس سره من هذا السفر المبارك الى بومباى ونزل من سلمة النزل بعد صلوٰة المغرب ووصل البوابة فاذا اعرابي وهو يقول بين يديه بسرور عظيم وانشراح تام امام مكة امام الحرم امام مكة امام الحرم قال الشيخ المخدوم قدس سره سمعت ذلك فاذا توجهت اليه قال مرة اخرىٰ هذا امام مكة امام الحرم۔

فلما وجده الشيخ المخدوم قدس سره بتلك الكيفية اغتم اغتماما شديدا على هذا الامر وقال ويل لى ويل لى الف مرة ما اضاق السنيين الذين فى الحرمين الشريفين لا يستطيعون ان يظهروا سنيتهم۔

المباحثة التى دارت سنة ١٣٩٣ھ

وخلاصة المباحثة التى دارت بينهما سنة ثلث وتسعين بعد الف وثلثمائة هى هذه :-

رئيس المحاكم الوهابية :- الا تؤدى الصلوٰة خلفنا ؟

مجاهد الملة :- لا اؤدى الصلوٰة خلفك۔

رئيس المحاكم الوهابية :- ما هو سبب ذلك ؟

مجاهد الملة :- ذلك لان عقائدى وعقائدك مختلفة۔

اس واقعہ کے بعد ہی حضرت مولانا سید شاہ مہر علی جیلانی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا سید شاہ غلام محی الدین جیلانی قادری چشتی نے حضور قدس سرہ کو یاد فرمایا اور واقعہ مذکورہ کو سماعت فرما کر ارشاد فرمایا "مولانا، یہ آپ کی جرأت نہیں ہے، یہ نسبت قادری کا فیض ہے" اس پر حضور نے فرمایا بیشک میری ہستی کیا ہے؟ یہ سب میرے سرکار کا صدقہ ہے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا ٭ تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضور قدس سرہ جب حرمین طیبین کے مبارک سفر سے بمبئی تشریف لائے اور بعد نماز مغرب مسافر خانہ کے زینے سے اتر کر پھاٹک کے قریب پہنچے، سامنے سے ایک عرب صاحب نہایت فرحت وانبساط کے ساتھ فرمانے لگے "امام مکہ، امام حرم، امام مکہ امام حرم" حضور قدس سرہ نے فرمایا اس پر جب میں ان کی طرف متوجہ ہوا تو پھر انھوں نے فرمایا "ھذا امام مکۃ، امام الحرم" (یہ امام مکہ ہیں، امام حرم ہیں)۔

حضور کو ان کی یہ کیفیت دیکھ کر اس بات پر انتہائی صدمہ ہوا اور فرمایا "افسوس، صد افسوس کہ حرمین شریفین کے سنی وہاں کس قدر مظلوم و مجبور ہیں کہ وہاں اپنی سنیت کو ظاہر نہیں کر سکتے"

اس وہابی بڑے قاضی اور حضور قدس سرہ کے درمیان ۱۳۹۳ھ میں جو گفتگو ہوئی تھی اس کا خلاصہ یہ ہے:

وہابی بڑا قاضی: کیا تم ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہو؟

مجاہد ملت: - میں تمھارے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہوں۔

وہابی بڑا قاضی: - اس کا سبب کیا ہے؟

مجاہد ملت: - وہ اس لئے کہ تمھارے اور میرے عقائد کے درمیان اختلاف ہے۔

رئیس المحاکم الوهابیة :- ماهو الاختلاف بیننا وبینك فی العقائد ؟

مجاهد الملة :- نحن نجوز الاستغاثة وانتم لا تجوزونها -

رئیس المحاکم الوهابیة :- هذا شرك جلی، هذا شرك جلی، هذا شرك جلی، (بعد التأمل)

نعم ان کان الانسان حیّا وبین یدیه فهی جائزة -

مجاهد الملة :- یجوز عندکم ان یکون الحی شریك الباری تعالی ولا یجوز ان

یکون المیت شریکه - انما الشرك الجلی شرك فی کل حال -

رئیس المحاکم الوهابیة :- اسکت ولا تباحث، اخرج یا خبیث، اخرج یا شیطان (ثم

صادم مجاهد الملة وقال لمن کانوا ذهبوا الیه بمجاهد الملة)

عرفوا جمیع الشرطیین ایاه - فان ادی الصلوٰة فی المسجد

فخذوه واحضروه فی دار القضاء وخذوه ایضًا ان صلی خلفنا

ثم اعاد الصلوٰة -

مجاهد الملة :- لا حاجة للاعادة -

رئیس المحاکم الوهابیة :- لماذا ؟

مجاهد الملة :- لا اصلین خلفك -

الحادثة التی حدثت سنة ۱۳۹۹ھ

ففی سنة ثلاث وتسعین بعد الف وثلثمائة ادی الشیخ المخدوم قدس سره

حجته التی هی الرابعة من الحجات التی اداها فی الدولة الوهابیة النجدیة السعودیة

ثم حضر المدینة المنورة سنة تسع وتسعین بعد الف وثلثمائة فحدثت الحادثة[عه]

العظیمة التی تذکر :-

فی اللیلة الثامنة بعد حضور المدینة المنورة زادها الله تعالی شرفا و

عه هذه ایضا ماخوذة مما کان رتبه اخونا مولانا الحاج محمد عبد التواب الحبیبی المکرم - ۱۲

وہابی بڑا قاضی :۔ تمھارے اور ہمارے عقائد کے درمیان کیا اختلاف ہے ؟

مجاہد ملت :۔ ہم لوگ استغاثہ کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ اسے ناجائز کہتے ہو۔

وہابی بڑا قاضی :۔ یہ شرک جلی ہے، یہ شرک جلی ہے، یہ شرک جلی ہے۔ (غور کرنے کے بعد) ہاں، اگر انسان زندہ ہو اور اس کے سامنے ہو تو جائز ہے۔

مجاہد ملت :۔ تمھارے یہاں زندہ خدا کا شریک ہو سکتا ہے، مردہ نہیں ہو سکتا۔ شرک جلی تو ہر جگہ شرک ہے۔

وہابی بڑا قاضی :۔ چپ رہ، مت بول، نکل خبیث، نکل شیطان۔ (پھر حضور قدس سرہ کو دھکا دیا اور جو لوگ حضور کو اس کے پاس لے گئے تھے ان سے کہا) تمام سپاہیوں کو بھجوا دو۔ اگر مسجد میں نماز پڑھے تو پکڑ کر دار القضاء میں پیش کرو۔ اور اگر ہمارے پیچھے نماز پڑھ کر دہرائے، تب بھی پکڑو۔

مجاہد ملت :۔ دہرانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

وہابی بڑا قاضی :۔ کیوں ؟

مجاہد ملت :۔ تمھارے پیچھے پڑھوں گا ہی نہیں۔

سنہ ۱۳۹۹ھ کا حادثہ

سنہ ۱۳۹۹ھ میں حضور قدس سرہ نے وہ حج ادا فرمایا۔ جو وہابی نجدی سعودی حکومت کے عہد میں آپ کا چوتھا حج تھا۔ اس کے بعد آپ سنہ ۱۳۹۹ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہ عظیم حادثہ[ع] واقع ہوا جسے ذیل میں ذکر کیا جارہا ہے :۔

مدینہ منورہ زادہا اللہ تعالیٰ شرفًا و تعظیمًا میں حاضری کے بعد آٹھویں دن بعد

ع یہ بھی دراصل مکرم و محترم برادر خواجہ تاش حضرت مولانا الحاج محمد عبد التواب صاحب حبیبی کا مرتب کردہ ہے ۱۲

تعظیما لما کان الشیخ المخدوم ینصرف مع فضیلة الاستاذ العلامة السید حامد الشرف الاشرفی الجیلانی دامت برکاتہ القدسیة وغیرہ بعد اداء صلوٰة العشاء جاء شاب کان یظهر من صورته انه هندی او باکستانی۔ قال ذلك الشاب لفضیلة الاستاذ المذکور انك شیخ الطریقة الا تمنع هٰؤلاء ان یقفوا امام انسان ویمینا تهم علی [illegible] لتکون انت ایضًا [illegible] عن هذا الامر عند الله تعالیٰ۔ فقال الشیخ المخدوم قدس سره [illegible] الیقف انسان ویمناه علی یسراه۔ فقال ذلك الرجل اهذا فی القرآن [illegible] الحدیث۔ قال الشیخ المخدوم قدس سره هذا[ع] فی کتب فقه مذهبنا۔ قال ذلك الرجل متهیجا انا نجعل هذا ممنوعا او ذهب۔ وفی اللیلة التی [illegible] اعنی اللیلة التاسعة بعد حضور الشیخ المخدوم قدس سره المدینة المنورة بعد مضی اربع وعشرین ساعة من وقوع الواقعة المذکورة (ای فی اللیلة الثامنة عشرة من شهر ذی القعدة سنة تسع وتسعین بعد الف وثلثمائة) لما استعد الشیخ المخدوم قدس سره لاداء صلوٰة الوتر بعد اداء صلوٰة العشاء المفروضة والمسنونة جاء رجل (وکان یظهر من صورته انه هندی او باکستانی) وسأل الشیخ المخدوم قدس سره هل ادیت الصلوٰة بالجماعة المستقلة لتاخیر مجیئك ام لقولك بعدم جواز الصلوٰة خلف امام الحرم۔ قال الشیخ المخدوم قدس سره لکلا الوجهین قد جئت بالتاخیر وانا اقول بعدم جواز الصلوٰة خلفه۔ فانصرف ذلك الرجل واخبر الشرطة بهذا۔ فجاء الشرطیون واخذوا الشیخ المخدوم قدس سره وذهبوا به الی ضابط الشرطة یجرونه جرا۔ وبعد ما کلم ذلك الضابط الشیخ المخدوم قدس سره ارسله الی رئیس المحاکم الوهابیة بالمدینة المنورة والامام والخطیب بالحرم المدنی الشیخ عبد العزیز۔ و خلاصة المباحثة التی دارت بینهما کما یجیئ :-

---

ع ہ وفی الفتاوی العالمکیریة فی بیان آداب الزیارة عن الاختیار شرح المختار ویقف کما یقف فی الصلوٰة ۔ ۱۲

نماز عشاء جب حضور قدس سرہ سلام عرض کرنے کے بعد حضرت مولانا سید شاہ حامد اشرف صاحب اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ وغیرہ کے ہمراہ واپس ہو رہے تھے۔ ایک نوجوان شخص (جو صورت سے ہندوستانی یا پاکستانی معلوم ہو رہا تھا) آیا۔ اس نے آکر حضرت مولانا سید شاہ حامد اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ سے کہا "آپ پیر ہیں، ان لوگوں کو روکتے نہیں، یہ لوگ انسان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں، آپ بھی خدا کے یہاں جواب دہ ہوں گے"۔ اس پر حضور قدس سرہ نے فرمایا "ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا جائز ہے"۔ اس پر اس شخص نے کہا "قرآن میں ہے یا حدیث میں ہے؟" حضور قدس سرہ نے فرمایا "ہماری کتب فقہ میں ہے"۔[ع] اس شخص نے جھنجھلا کر کہا "ہم اس کو بند کرائیں گے" اور چلا گیا۔ اس کے دوسرے دن یعنی حضور قدس سرہ کی مدینہ منورہ میں حاضری کے نویں دن۔ اس واقعہ سے تقریباً چوبیس گھنٹہ کے بعد (حجازی تاریخ اٹھارہویں شب، ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۰ / اکتوبر ۱۹۷۹ء)

حضور قدس سرہ عشاء کی نماز فرض و سنت کے بعد جب وتر کے لئے تیار ہوئے، ایک شخص آیا (جو صورت سے ہندوستانی یا پاکستانی معلوم ہوتا تھا) اور حضور سے پوچھا "آپ نے دیر سے آنے کی وجہ سے الگ جماعت کی ہے یا آپ "امام حرم" کے پیچھے نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں؟" حضور قدس سرہ نے فرمایا "دونوں وجہیں ہیں۔ دیر بھی ہوگئی ہے اور میں ان کے پیچھے نماز کو ناجائز بھی سمجھتا ہوں"۔ وہ شخص واپس گیا اور پولس کو اطلاع دی۔ پولس کے لوگ آئے اور حضور قدس سرہ کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے حرم کے افسر کے پاس لے گئے۔ گفتگو کے بعد

اس نے حضور قدس سرہ کو مدینہ منورہ کے وہابی بڑے قاضی خطیب و امام حرم شیخ عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا۔ وہابی بڑے قاضی سے حضور قدس سرہ کی جو گفتگو ہوئی، اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

---

[ع] فتاویٰ عالمگیریہ کے آداب زیارت کے بیان میں اختیار شرح مختار سے منقول ہے کہ زائر اسی طرح کھڑا ہوگا جس طرح نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ ۱۲

رئیس المحاکم الوهابیة :- لماذا لا تصلی خلفنا ؟
مجاهد الملة :- لا أؤدی الصلوٰۃ خلفکم بناء علی اختلاف العقائد -
رئیس المحاکم الوهابیة :- ما هو الاختلاف ؟
مجاهد الملة :- نحن نقول بجواز التوسل بالانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامه علیهم اجمعین وانتم تعدونه شرکا۔ نحن من المشرکین بناء علی عقیدتکم. فقد اختلف بیننا وبینکم فی کونه شرکا وعدمه۔ کیف نؤدی الصلوٰۃ خلفکم فی هذه الحال ؟ فلهذا لا اؤدی الصلوٰۃ خلفکم -

واذا اراد رئیس المحاکم الذی هو الامام والخطیب بالحرم النبوی الشریف بعد ما سُجّل بیان الشیخ المخدوم هذا ان یوقّع علیه قال الشیخ المخدوم قدس سره زد لفظ الوهابی مع امام الحرم حتی یتضح اتضاحا تاما انی لا اؤدی الصلوٰۃ خلف امام الحرم الوهابی. فزاد رئیس المحاکم نفسه بقلمه لفظ الوهابی وجعل الشیخ المخدوم یوقع علیه ثم جرت المکالمة -

رئیس المحاکم الوهابیة :- تب من عقیدتک هذه -
مجاهد الملة :- هذه العقیدة حقة فلا اتوب عنها -

وبعد ذلک قال الشیخ المخدوم قدس سره لرئیس المحاکم لیُعطینی صورة بیانی المعتمدة - قال انها لتُعطاک ونقل القضیة الی نائبه - وکان مضی اکثر اللیلة فلم یعمل اجراء آخر وارسل الشیخ المخدوم قدس سره الی الحجز وبعد اربع وعشرین ساعة فی لیلة الاربعاء نودی بالقضیة امام نائب رئیس المحاکم هذا ! -

نائب رئیس المحاکم :- لماذا لا تؤدی الصلوٰۃ خلفنا ؟
مجاهد الملة :- لا اؤدی الصلوٰۃ خلفکم بناء علی اختلاف العقائد فاننا نقول بجواز التوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام وانتم تجعلونه شرکا.

وہابی بڑا قاضی :- آپ ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟

مجاہد ملت :- میں عقائد کے اختلاف کی بنا پر تم لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہوں۔

وہابی بڑا قاضی :- کیا اختلاف ہے ؟

مجاہد ملت :- ہم انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے توسل کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ اسے شرک کہتے ہو۔ اب تمھارے عقیدہ کی بناء پر ہم مشرک ٹھہرے۔ لہذا تم میں اور ہم میں شرک اور عدم شرک کا اختلاف ہوگیا۔ اب ہم تمھارے پیچھے کیسے نماز پڑھیں ؟ اس لئے میں تمھارے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہوں۔

حضور قدس سرہ کے اس بیان کو وہابی بڑے قاضی امام و خطیب حرم نے قلمبند کرا کے جب آپ کا دستخط لینا چاہا، تب حضور قدس سرہ نے فرمایا "امام حرم کے ساتھ وہابی کا لفظ بھی لکھو تاکہ یہ بات بالکل واضح ہوجائے کہ میں وہابی امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا"۔ چنانچہ وہابی بڑے قاضی نے خود اپنے قلم سے "وہابی" کا لفظ بڑھا کر حضور قدس سرہ کے دستخط لئے۔ اس کے بعد گفتگو پھر جاری ہوگئی۔

وہابی بڑا قاضی :- اپنے اس عقیدہ سے توبہ کرلو۔

مجاہد ملت :- یہ عقیدہ حق ہے، میں اس سے توبہ نہیں[عـہ] کروں گا۔

اس کے بعد حضور قدس سرہ نے وہابی بڑے قاضی سے کہا "میرے بیان کی نقل مجھے دلواؤ"۔ اس نے کہا "نقل ملے گی" اور مقدمہ کو اپنے ماتحت قاضی کے پاس منتقل کردیا۔ رات کے زیادہ ہوجانے کی وجہ سے کوئی دوسری کاروائی نہ ہوسکی اور حضور قدس سرہ کو حوالات میں بھیج دیا گیا۔ چوبیس گھنٹے کے بعد یعنی منگل کا دن گزار کر رات کو وہابی چھوٹے قاضی کے سامنے پیشی ہوئی۔

وہابی چھوٹا قاضی :- آپ ہمارے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟

مجاہد ملت :- اختلاف عقائد کی بناء پر تم لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ اسلئے کہ ہم انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے توسل کو جائز کہتے ہیں اور تم لوگ اسے شرک کہتے ہو۔

عـہ اسی "نہیں" کی مناسبت سے "مجاہد ملت کا حرف حقانیت" نام رکھا گیا ہے۔ ۱۲

نائب رئیس المحاکم :- ماھو الدلیل علی جواز اتخاذ الوسیلة ؟

مجاھد الملة :- قال اللہ تبارک وتعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلة ۔

نائب رئیس المحاکم :- المراد بالوسیلة ھٰھنا ھو الصلوات والاعمال ۔

مجاھد الملة :- ھی ایضاً غیر اللہ تعالیٰ ۔

نائب رئیس المحاکم :- بیّن ماھو سبب عدم جواز الصلوٰة خلفنا ۔

مجاھد الملة :- انکم مکفّر والمسلمین فانہ یلزم کون جمیع المسلمین کفرة و مشرکین بناء علی جعلکم التوسل بالانبیاء والمرسلین علیھم السلام شرکا وقد قال فقہاءنا[عہ] ان القول الذی یستلزم کون جمیع المسلمین کفار اکفر نفسہ وقد قال فقھاءنا[عہ] ایضاً من لزم الکفر قولہ فالصلوة خلفہ لیست بجائزة فالصلوة لیست بجائزة خلفکم ۔

نائب رئیس المحاکم :- این درست ؟ فی ایّة مدرسة تدرّست ؟

مجاھد الملة :- فی المدرسة السبحانیة باللہ آباد ۔

نائب رئیس المحاکم :- وفی ایّة مدرسة درست ؟

مجاھد الملة :- فی المدرسة المعینیة العثمانیة باجمیر الشریف ۔

نائب رئیس المحاکم :- وفی ایّة مدرسة ؟

مجاھد الملة :- فی الجامعة النعیمیة بمراد آباد ۔

نائب رئیس المحاکم :- اما درّست فی المدرسة التی ھی ببریلی[سہ] ؟

مجاھد الملة :- لا ۔

عہ وفی الشفاء وکذالک یقطع بتکفیر کل من قال قولا یتوصل بہ الی تضلیل الامة ۱۲۔

عہ قد قال العلامة الشامی رحمہ اللہ تعالیٰ فی تنویر الابصار وان کفر بھا فلا یصح الاقتداء بہ اصلا ۱۲۔

سہ ھذہ مدرسة من مدارس اھل السنة ۱۲

وہابی چھوٹا قاضی :- وسیلہ کے جواز کی دلیل کیا ہے؟

مجاہد ملت :- اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔

وہابی چھوٹا قاضی :- یہاں تو نماز واعمال وسیلہ سے مراد ہیں۔

مجاہد ملت :- وہ بھی تو غیراللہ ٹھہرے۔

وہابی چھوٹا قاضی :- ہمارے پیچھے نماز کے جائز نہ ہونے کی وجہ بتاؤ۔

مجاہد ملت :- تم لوگ "مکفر المسلمین" ہو، اس لئے کہ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سے توسل کو تمہارے شرک کہنے کی بنا پر تمام مسلمانوں کا کافر و مشرک ہونا لازم آتا ہے۔ ہمارے[عہ] فقہاء نے فرمایا ہے جس قول کی [illegible] تمام مسلمانوں کا کافر ہونا لازم آتا ہو وہ قول خود کفر ہوتا ہے۔ ہمارے[عہ] فقہاء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص کے قول پر کفر لازم آئے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ لہٰذا تمہارے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

وہابی چھوٹا قاضی :- کہاں پڑھا ہے؟ کس مدرسہ میں پڑھا ہے؟

مجاہد ملت :- مدرسہ سبحانیہ، الہ آباد میں۔

وہابی چھوٹا قاضی :- اور کہاں پڑھا ہے؟

مجاہد ملت :- مدرسہ معینیہ عثمانیہ، اجمیر شریف میں۔

وہابی چھوٹا قاضی :- اور کہاں؟

مجاہد ملت :- جامعہ نعیمیہ، مرادآباد میں۔

وہابی چھوٹا قاضی :- ہر[عہ] بیلی کے مدرسہ میں نہیں پڑھا ہے؟

مجاہد ملت :- نہیں۔

عہ شفا میں ہے کہ "ہر ایسے شخص کو قطعاً کافر مانا جائے گا جس کے قول کو امت کو گمراہ قرار دینے کی طرف سبب بنایا جاتا ہو" ۱۲

عہ علامہ تمرتاشی علیہ الرحمۃ نے تنویر الابصار میں فرمایا ہے کہ اگر مبتدع اپنی بدعت سے کفر کر جائے تو اس کی اقتداء ہرگز صحیح نہ ہوگی۔ ۱۲

عہ جو اہل سنت کے مدارس میں سے ایک مدرسہ ہے۔ ۱۲

نائب رئیس المحاکم :- هل معك رجال اٰخرون[عہ] یؤمنون بعقائدك ؟

مجاهد الملة :- نعم۔

نائب رئیس الاحکام (متعجبا) :- انك لترحل الی بلادك ممنوعا اداء الحج فانه ما للمشرك من الحج ؟

مجاهد الملة :- فان كان الامر هكذا ان المتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام مشرك حیث لا یصح له اداء الحج فكیف جوزتم حج الشیعة وهم یتوسلون بسیدنا علی كرم الله تعالیٰ وجهه وسیدنا الحسین رضی الله تعالیٰ عنه ؟

نائب رئیس المحاکم :- انهم یؤدون الصلٰوة خلفنا۔

مجاهد الملة :- هل یغفر للناس شركهم بسبب اداء الصلٰوة خلفكم ؟ اهذا مذهب ؟ اهذا دین ؟ اهذا هو الاسلام ؟ لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ معاذ الله۔

وبعد هذا لم یتكلم نائب رئیس المحاکم الشیخ المخدوم قدس سره واصدر قراره۔ واذا نطق به طلب الشیخ المخدوم قدس سره صورة بیان نفسه والقرار الذی اصدره نائب رئیس المحاکم وجرت المكالمة مرة اخریٰ۔

مجاهد الملة :- اعطنی صورة بیانی والقرار الذی اصدرته۔

عہ علی ما اُخبرنا به فی بومبای انه بعد ما خرج الموكب التحریكی الموفق تحت منظمة "ال انڈیا تبلیغ سیرة" فرع مهاراشتر تحریكا ضد نقض القبة الخضراء الشریفة كان الوهابیة الدیوبندیة[عہ] الهنود ارسلوا خطابا الی الحكومة العربیة السعودیة ملتمسین ان یُمنع الرضاخانیون الحج۔ فسأل نائب رئیس المحاکم هل معك رجال اٰخرون یؤمنون بعقائدك وفی الاجابة عنه قال الشیخ المخدوم نعم۔ لكن نائب رئیس الاحكام لم یطلب اسماءهم وعنادهم بینهم۔ یظهر بهذا ان هذا عملهم الاختیاری الاول۔ فان وجدوا الامر طبق المرام منعوا جمیع اهل السنة اداء الحج۔ ۱۲

عہ ای اهل السنة۔ ۱۲

وہابی چھوٹا قاضی :- تمھارے عقیدہ کے اور بھی لوگ تمھارے ساتھ ہیں عہ ؟

مجاہد ملت :- ہاں۔

وہابی چھوٹا قاضی (برافروختہ ہوکر) :- تمھارا حج بند کرکے تمھیں روانہ کر دیا جائے گا۔ مشرک کا حج کیسا ؟

مجاہد ملت :- اگر یہی بات ہے کہ انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین سے توسل کرنے والا ایسا مشرک ہے کہ اس کے لئے حج نہیں ہے تو شیعہ کا حج کرنا کیسے جائز رکھا جب کہ وہ مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرتے ہیں۔

وہابی چھوٹا قاضی :- وہ ہمارے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

مجاہد ملت :- کیا تمھارے پیچھے نماز پڑھ لینے سے شرک معاف ہو جاتا ہے؟ یہ کوئی مذہب ہے؟ یہ کوئی دین ہے؟ یہ اسلام ہے؟ لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ معاذ اللہ۔

اس کے بعد وہابی چھوٹے قاضی نے اور کوئی گفتگو نہ کرتے ہوئے حکم لکھ دیا۔ جب اس نے حکم سنایا، حضور قدس سرہ نے اپنے بیان اور اس کے حکم کی نقل کا مطالبہ فرمایا اور گفتگو پھر جاری ہوگئی۔

مجاہد ملت :- میرے بیان اور اپنے حکم کی مجھے نقل دو۔

عہ جیسا کہ بمبئی میں سنا گیا ہے، گنبد خضراء شریفہ کے ڈھانے کے خلاف احتجاج کے سلسلے میں آل انڈیا تبلیغ سیرت شاخ بہار اشٹر کی جانب سے جو کامیاب احتجاجی جلوس نکلا تھا، اس کے بعد یہاں کے وہابیوں دیوبندیوں نے سعودی حکومت کو لکھ بھیجا تھا کہ رضا خانیوں عہ کو حج کرنے نہ دیا جائے۔ چنانچہ وہابی چھوٹے قاضی نے یہ سوال کیا کہ "تمھارے ساتھ تمھارے عقیدہ کے اور بھی لوگ ہیں" جس پر حضور قدس سرہ نے فرمایا "ہیں"۔ لیکن وہابی چھوٹے قاضی نے ان کے نام اور پتے نہیں دریافت کئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تجربہ کے طور پر ان کی پہلی کاروائی ہے۔ اگر انھیں اطمینان ہوگیا تو تمام سنیوں کو حج کرنے سے روک دیں گے۔ ۱۲

عہ یعنی اہل سنت کو۔ ۱۲

نائب رئیس الحاکم :۔ لا تعطی الصورة .

مجاهد الملة :۔ قد وعد فی رئیس الحاکم الشیخ عبد العزیز ان یعطینی الصورة .

نائب رئیس الحاکم :۔ لا تعطی الصورة .

مجاهد الملة :۔ انا استئنف امام محکمة علیا .

نائب رئیس الحاکم :۔ لا یؤذن لذلک .

ثم ارسل الشیخ المخدوم قدس سره الی الحجز وبعد ذلک الی السجن وکان یعطی فی السجن ورقة حمراء فیها خلاصة الجرم والقرار الصادر بعد لفظ القضیة . نسخ الشیخ المخدوم قدس سره تلک الورقة ومضمونها کما یأتی :۔

القضیة \ امتناعه عن الصلوٰة مع الجماعة واعتقاده بالتوسل بالانبیاء والمرسلین وقد صدر بحقه القرار الشرعی / ۲۰۶۲ / ۱۶/۱۹ ۔ ۱۱ ۔ ۱۳۹۹ ۔ بعدم تمکینه من الحج وترحیله الی بلاده ۔

ففی اللیلة التاسعة عشرة من شهر ذی القعدة سنة تسع وتسعین بعد الف وثلثمائة اُبقی الشیخ المخدوم قدس سره فی الحجز بعد ما نطق نائب رئیس الحاکم بالقرار الذی اصدره کما مر وفی یومها ارسل الی سجن المدینة المنورة بابا رعلی ۔ وفی الیوم الواحد والعشرین یوم الجمعة وضع شرطی فی یدی الشیخ المخدوم قدس سره القید وجعله یقف عند بوّابة السجن فی الشمس المحرقة الی مدة طویلة لامتناعه عن اداء الصلوٰة خلف الامام فی السجن ۔ وفی الیوم الثانی من شهر ذی الحجة جاء شرطی من محکمة الجوازات وذهب بالشیخ المخدوم قدس سره الی البوّابة یجرّه جرًا ولطمه بالشدة فاخذ الشیخ المخدوم الدُوار فقعد ۔ فلما اُفرج عنه قال الحمد للّٰه ۔

وفی الیوم الثالث نقل الشیخ المخدوم قدس سره من سجن المدینة المنورة الی الترحیل بجدة ۔ وفی اللیلة السادسة من ذی الحجة رُحل الشیخ المخدوم من جدة الی الهند بطریق کراتشی ۔ وفی یومها وصل الشیخ المخدوم کراتشی واقام فافندق کراتشی کالمحجوز لعدم التأشیرة ۔ وغادر کراتشی الیوم السابع یوم الاثنین بعد الظهر فی الساعة الرابعة الا الربع ووصل بومبای

وہابی چھوٹا قاضی :- نقل نہیں دی جائے گی۔
مجاہد ملت :- بڑے قاضی شیخ عبدالعزیز نے نقل دینے کا مجھ سے وعدہ کیا ہے۔
وہابی چھوٹا قاضی :- نقل نہیں دی جائے گی۔
مجاہد ملت :- میں اوپر استغاثہ کروں گا۔
وہابی چھوٹا قاضی :- یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد اس نے حضور قدس سرہ کو جیل بھیجدیا۔ وہاں جیل میں ایک سرخ کارڈ دیا جاتا ہے، جس میں لفظ "القضیۃ" (مقدمہ) کے بعد جرم اور حکم کا خلاصہ رہتا ہے۔ حضور قدس سرہ نے اسے نقل فرمالیا اور وہ حسب ذیل ہے:-

مقدمہ\ اس شخص کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے باز رہنا اور انبیاء و مرسلین سے توسل کے درست ہونے کا اعتقاد رکھنا۔ اور اس کے حق میں یہ شرعی (یعنی وہابی) فیصلہ/۲۱۶۲/ ۱۵/۱۹-۱۱-۱۳۹۹ صادر ہوا کہ اسے حج کرنے نہ دیا جائے اور اسے اس کے ملک میں بھیج دیا جائے۔

انیسویں شب ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ کو مذکورہ بالا فیصلہ سنا کر وہابی چھوٹے قاضی نے حضور قدس سرہ کو حوالات میں رکھا اور اسی تاریخ کو دن میں آپ کو مدینہ منورہ کے جیل، بسیر علی میں بھیج دیا۔ ۲۱ر ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ جمعہ کے دن جیل میں امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک سپاہی نے حضور قدس سرہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر جیل کے پھاٹک سے لگا کر آپ کو تیز دھوپ میں بہت دیر تک کھڑا رکھا۔ ۲ر ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کو محکمۂ جوازات (پاسپورٹ کے محکمہ) کا ایک سپاہی آیا۔ وہ حضور قدس سرہ کو گھسیٹتا ہوا پھاٹک پر لے گیا اور آپ کے

زور سے تھپڑ مارا جس سے حضور کے سر میں چکر آگیا اور آپ بیٹھ گئے۔ جب آپ کی طبیعت سنبھلی آپ نے "الحمد للہ" پڑھا۔

۳ر ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ کی شام کو حضور کو مدینہ منورہ کے جیل سے مقام ترحیل جدہ منتقل کردیا گیا۔ چھٹی شب ذی الحجہ ۹۹ھ مطابق ۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۹ء کو حضور قدس سرہ کو جدہ سے براہ کراچی ہندوستان روانہ کر دیا گیا۔ ۶ر ذی الحجہ ۹۹ھ کو حضور قدس سرہ کراچی پہنچے اور پاکستان کا ویزا نہ ہونے کی وجہ سے کراچی ہوٹل میں بطور نظر بند قیام فرمایا۔

بتاریخ ۷ر ذی الحجہ ۹۹ھ بروز دوشنبہ بوقت پونے چار بجے سہ پہر کراچی سے روانہ ہو کر

فی لیلة الثلاثاء۔

و بعد عدة ایام حدثت حادثة جریان الطلاق النار فی المسجد الحرام بمکة المکرمة۔

ثم امر الشیخ المخدوم قدس سرہ ان یُرسل استفتاء فی مسئلة التوسل الی علماء البلاد الاسلامیة وان لا یُرسل فی الهند الی علماء اهل السنة بل الی الوهابیة الدیوبندیة والوهابیة الغیر المقلدین فقط۔

الاستفتاء رقم ۱

و قبل ان یرسل ذلک الاستفتاء الی علماء البلاد الاسلامیة والوهابیة جاء لی استفتاء من اخینا الاستاذ محمد علی جناح الحبیبی المدرس بالجامعة الحبیبیة بالٰه آباد وصورته هکذا:۔

۷۸۶
۹۲

الی سماحة الشیخ الاستاذ العلامة محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی لازالت شموس جلالته بازغة رئیس المدرسین بالجامعة الحبیبیة الٰه آباد

ما تقولون فی ان اهل السنة یجوزون الاعتقاد بالتوسل باولیاء الله تعالٰی قدست اسرارهم و بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام لکن الوهابیة یجعلونه شرکا و یستدلون علی قولهم هذا؟ ما هی ادلة اهل السنة علی قولهم وکیف یرد قول الوهابیة؟

قد اخبرت انه سیرسل استفتاء فی مسئلة کون الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام شرکا او عدمه الی المفتین فی الدیار الاسلامیة فی الشرق والغرب۔ ارجوان ترسل ذلک انت نفسک ولا تفوضه الی غیرک حتی لا تتطرق الی هذا الامر ید من لا تهمه المسئولیة۔

منگل کی رات میں بمبئی تشریف لائے۔

اس کے چند ہی روز کے بعد وہ حادثہ پیش آیا جس میں مکہ مکرمہ میں واقع مسجد حرام شریف میں گولیوں کا چلنا جاری رہا۔

اس کے بعد حضور مخدوم قدس سرہ نے حکم فرمایا کہ توسل کے مسئلہ میں ایک استفتاء بلاد اسلامیہ کے علماء کو بھیجا جائے اور یہ استفتاء ہندوستان میں علماء اہلِ سنت کو نہ بھیجا جائے بلکہ صرف دیوبندی وہابیوں اور غیر مقلد وہابیوں کو بھیجا جائے۔

استفتاء ۱

بلاد اسلامیہ کے علماء اور وہابیہ کو اُس استفتاء کے بھیجنے سے پہلے بندہ کے پاس برادر طریقت مولانا محمد علی جناح صاحب حبیبی مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد کا ایک استفتاء آیا۔ وہ حسب ذیل ہے :۔

۷۸٦
۹۲

بخدمت سماحۃ الشیخ الاستاذ علامہ محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی لازالت شموس جلالتہ بازغۃً صدر المدرسین جامعہ حبیبیہ الہ آباد۔

آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اہلِ سنت اولیاء اللہ تعالیٰ قدست اسرارہم اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کے اعتقاد کو جائز رکھتے ہیں، لیکن وہابیہ اسے شرک قرار دیتے ہیں اور اپنے اس قول پر استدلال کرتے ہیں؟ اہلِ سنت کی اپنے قول پر کیا دلیلیں ہیں اور وہابیہ کے قول کو کس طرح رد کیا جاتا ہے؟

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ عنقریب مشرق و مغرب کے مفتیان دیار اسلامیہ کو انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے کے شرک ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ میں ایک استفتاء بھیجا جائے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ خود وہ استفتاء بھیجیں گے اور اس کام کو دوسرے کے سپرد نہ کریں گے تاکہ اس کام کی طرف کسی ایسے آدمی کا ہاتھ نہ پہنچے جسے ذمہ داری کا احساس نہ ہو۔

السائل :۔ محمد علی جناح الحبیبی غفرله المدرس بالجامعة الحبیبیة الله آباد
۱۸ - ۱۲ - ۷۹ء

وقد قیّدت هذا الاستفتاء برقم ۱۔

وبعد ذلك ارسلت انا نفسی استفتاء الی علماء الدیار الاسلامیة و الوهابیة حسب امر الشیخ المخدوم وبدءت الارسال الیوم السابع والعشرین من شهر محرم سنة الف واربعمائة المطابق للتاسع عشر من شهر دسمبر سنة تسع وسبعین بعد الف وتسعمائة م۔ و فرغت من الارسال فی عدة ایام۔
وصورة هذا الاستفتاء هکذا :۔

الاستفتاء رقم ۲

ماذا یقول علماء الدین فی المسئلتین الآتیتین :۔

۱ - ماهو حکم الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم الصلوات والتسلیمات؟
هل هو شرك ام لا ؟

۲ - ماهو حکم المعتقد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم الصلوات والتسلیمات؟
هل هو مؤمن ام هو مشرك ؟ و هل یعتد باعماله من الصلوة والحج وغیرهما ام لا ؟

بینوا بالکتاب والسنة والاجماع واقوال السلف۔

المستفتی محمد عاشق الرحمٰن ع ۱۴۰ اترسئیا۔ الٰه آباد ع ۳ هند

Muhammad Ashiqurrahman, 140, Attersuiya, Allahabad-3, U. P., INDIA

وقد قیّدت هذا الاستفتاء برقم ۲۔

ثم حضر الشیخ المخدوم قدس سره بغداد لزیارة غوث الثقلین سیدنا الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی الله تعالٰی عنه والاولیاء العظام والعلماء الکبار الآخرین قدست اسرارهم وانا معه۔ فاستفتیت علماء

سائل : محمد علی جناح حبیبی غفرلہٗ مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد
۱۸ - ۱۲ - ۶۷۹ء

بندہ نے اس استفتاء پر نمبر ملہ ڈالدیا ہے۔

اس کے بعد حضور مخدوم قدس سرہ کے حکم کے مطابق بندہ نے خود ایک استفتاء دیار اسلامیہ کے علماء اور وہابیہ کو بھیجا۔ اس کام کو بندہ نے ۲۷ر محرم ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹ر دسمبر ۱۹۷۹ء کو شروع کیا اور چند روز میں اس سے فارغ ہوا۔ یہ استفتاء حسب ذیل ہے:۔

استفتاء ۲

علماء دین ان دو مسئلوں میں کیا فرماتے ہیں:۔

۱۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات و التسلیمات سے توسل کا اعتقاد رکھنے کا حکم کیا ہے؟ یہ شرک ہے یا نہیں؟

۲۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات و التسلیمات سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حکم کیا ہے؟ یہ مؤمن ہے یا مشرک؟ اور اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں یا نہیں؟

کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ شریفہ، اجماع اور سلف کے اقوال سے بیان فرمائیں۔

مستفتی محمد عاشق الرحمٰن ۱۴۰ اترسئیا۔ الہ آباد ۳، ہندوستان

Muhammad Ashiqurrahman, 140, Attersuiya, Allahabad - 3, U. P., INDIA

اس استفتاء پر بندہ نے نمبر ۲ ڈالدیا ہے۔

اس کے بعد حضور مخدوم قدس سرہ بندہ کو ساتھ لئے ہوئے حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اولیاء عظام و علماء کبار قدست اسرارہم کی زیارت کے لئے بغداد مقدس حاضر ہوئے۔ حضور کے حکم سے بندہ نے اس مسئلہ میں علماء

بغداد ایضًا فی ہذہ المسئلة بامر الشیخ المخدوم قدس سرہ وبدءت بالعلامة عبد الکریم محمد وصورة ذلک الاستفتاء هکذا:۔

الاستفتاء رقم ٣

فضیلة الاستاذ العلامة الشیخ عبد الکریم المحترم
المدرس والامام بمسجد الشیخ عبد القادر الجیلانی الغوث الاعظم قدس سرہ
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته
ماهو قولکم فی المسئلة الآتیة:۔

هل التوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام جائز والمعتقد به مؤمن واعماله الصالحة من الصلوة والحج وغیرهما معتد بها ام الاعتقاد بالتوسل بهم علیهم السلام شرک والمعتقد به مشرک واعماله المذکورة غیر معتد بها؟

بینوا بالکتاب والسنة واقوال السلف۔

المستفتی

محمد عاشق الرحمٰن القادری ١٤٠٠ اترسئیا بلدة اللہ آباد الهند
نزیل بغداد

٨/ ١١/ ١٤٠٠ھ

وقد قیدت هذا الاستفتاء برقم ٣

وکان غرض الشیخ المخدوم قدس سرہ من الاستفتاء ان یظهر ان المتوسل بالانبیاء علیهم السلام واولیاء اللہ الکرام قدست اسرارهم لا ینحصر فیه ومن معه بل فی اقطار العالم من یجوّز الاعتقاد بالتوسل ویتوسل غیر الوهابیة ومن هاذی محاذاتهم فالوهابیة النجدیة یکفرون جمیع المسلمین ویقولون اننا نحن المسلمین فالکفر لازم لهم ومن لزمه الکفر لم یجز الصلوٰة خلفه وان یظهر ان جمیع الوهابیة ایضًا

بغداد سے بھی استفتاء کیا اور سب سے پہلے اسے حضرت علامہ عبدالکریم محمد دامت فیوضہم القدسیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ استفتاء یہ ہے:۔

استفتاء ۳

فضیلۃ الاستاذ محترم علامہ عبدالکریم صاحب

مدرس وامام، مسجد حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس مسئلہ میں جناب کیا فرماتے ہیں:۔

کیا انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل جائز ہے، اس کا اعتقاد رکھنے والا مؤمن ہے اور اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال صالحہ معتبر ہیں یا آپ حضرات سے توسل کا اعتقاد رکھنا

شرک ہے، اس کا اعتقاد رکھنے والا مشرک ہے اور اس کے اعمال مذکورہ غیر معتبر ہیں؟

کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ شریفہ اور سلف کے اقوال سے بیان فرمائیں۔

مستفتی

محمد عاشق الرحمٰن قادری ۱۴۰۱ اترسیا شہر الٰہ آباد، ہندوستان

نزیل بغداد

۸/ ۱۱/ ۱۴۰۰ھ

اس استفتاء پر بندہ نے نمبر ۳ ڈالا ہے۔

حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کا استفتاء کرنے سے اس بات کا ظاہر ہوجانا مقصود تھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قدست اسرارہم سے توسل کرنے والے صرف آپ اور آپ کے ساتھ والوں میں منحصر نہیں ہیں بلکہ سوائے وہابیوں کے اور ان لوگوں کے جو ان کی طرح ہیں، توسل کے اعتقاد کو جائز رکھنے والے اور توسل کرنے والے اقطار عالم میں پھیلے ہوئے ہیں، تو یہ نجدی وہابی تمام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم ہی مسلمان ہیں، لہٰذا انھیں کفر لازم ہے اور جس کو کفر لازم ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ اس بات کا ظاہر ہوجانا بھی آپ کا مقصود تھا کہ سارے

لايجترءون على ان يحكموا على التوسل بانه شرك۔
وانا الأن اقدم جوابات العلماء الكرام على الاستفتاء رقم ٣ لغرض وقد مر ذلك الاستفتاء آنفا فلا اذكره مرة اخرى۔

جوابات علماء العراق وسورية وفلسطين على الاستفتاء رقم ٣

فتوىٰ فضيلة الاستاذ الشيخ الكبير العلامة عبد الكريم محمد المدرس والامام بالحضرة الكيلانية ببغداد مع تصديقات الشيخ محمد نمر الخطيب الفلسطيني ومولانا نوری سیاب ومولانا رشید حسن البغداديين ومولانا محمد شيخ عبد القادر من حق سليمانية الجمهورية العراقية وفضيلة الاستاذ العلامة الشيخ محمد على حماة سورية بجواز التوسل۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم۔
الحمد لله والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد رسول الله وعلى اله وصحبه واتباعه المستقيمين على دين الله۔ وبعد :۔

وہابی بھی توسل پر شرک کا حکم کرنے کی جرأت نہیں کرتے ہیں۔
اب بندہ ایک مقصد کے تحت استفتاء نمبر ۲ پر علماء کرام کے صادر فرمائے ہوئے جوابات کو پہلے پیش کرتا ہے۔ یہ استفتاء اس سے پہلے گزر چکا ہے، لہذا اسے دوبارہ ذکر نہ کیا جائے گا۔

استفتاء نمبر ۲ پر جوابات علماء عراق و شام و فلسطین

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ عبدالکریم محمد مدرس و امام، حضرۃ جیلانیہ (رضی اللہ تعالیٰ عن صاحبہا) بغداد مقدس مع تصدیقات شیخ محمد نمر الخطیب فلسطینی و مولانا نوری سیاب بغدادی و مولانا رشید حسن بغدادی و مولانا محمد شیخ عبدالقادر، سلیمانیہ، عراق و فضیلۃ الاستاذ علامہ شیخ محمد علی حماۃ، شام کہ توسل جائز ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ المستقیمین علی دین اللہ وبعد:

فان التوسل بذوات الانبیاء الکرام والرسل العظام علیہم الصلوٰۃ والسلام فی الحیاۃ والممات جائز ومشروع فان التوسل نوع من مباشرۃ اسباب الخیر وقد قرر اللہ سبحانہ وتعالیٰ لکل شیٔ سببا فان التعلیم من اسباب حصول العلم والجہاد من اسباب الفوز بالخیر والفلاح والصیام والریاضۃ النفسیۃ المباحثۃ من اسباب تصفیۃ القلب وتزکیۃ النفس وللانبیاء والرسل الکرام جاہ عظیم عند اللہ تعالیٰ۔ قال سبحانہ وتعالیٰ وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وقال فی شان سیدنا موسیٰ علیہ السلام وکان عند اللہ وجیہا وحدیث توسل الرسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحقہ وحق الانبیاء قبلہ فی عفو (فاطمۃ) ام سیدنا علی کرم اللہ وجہہ وارد مقبول وحدیث اصحاب الرقیم فی کشف الصخرۃ عنہم وتوسلہم باعمالہم الصالحۃ مروی فی الصحاح وکذلک حدیث تشفع الصحابی المکفوف بجاہ الرسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورد لبصرہ الیہ ثابت واذا کان حادثۃ عمی سیدنا یعقوب تزول بمس قمیص سیدنا یوسف کما نصت علیہ الآیۃ الشریفۃ فکیف یبقی مجال انکار للتوسل بذوات الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام فالتوسل بہم وبالاولیاء الکرام وباعمالہم الصالحۃ وباعمال نفس الداعی کل ذلک حق مشروع وفیہ کمال الاعتراف بالعبودیۃ ولا ینکرہ الا جاہل غبی انحرف عن طریق الرشد واجماع المسلمین وماراٰہ[عہ]

عہ قال العلامۃ السخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فی المقاصد الحسنۃ رواہ احمد فی کتاب السنۃ من حدیث ابی وائل عن ابن مسعود وہو موقوف حسن وکذا اخرجہ البزار والطیالسی والطبرانی وابو نعیم فی ترجمۃ ابن مسعود من الحلیۃ بل ہو عند البیہقی فی الاعتقاد من وجہ اٰخر عن ابن مسعود وقال عبد اللہ محمد الصدیق بل ہو فی المسند ایضًا اقول وقد اعترف ابن قیم بصحۃ معناہ فی کتابہ الذی صنفہ فی احکام الروح۔ ۱۲

انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذاتوں سے توسل کرنا آپ حضرات کی حیات ظاہری میں بھی جائز و مشروع ہے، آپ حضرات کے وصال کے بعد بھی جائز و مشروع ہے، اس لئے کہ توسل اسباب خیر کے استعمال کا ایک طریقہ ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر شئی کے لئے سبب مقرر فرما دیا ہے، اس لئے کہ تعلیم حصول علم کے اسباب میں سے ہے، جہاد خیر و عافیت اور فلاح و بہبود کے ساتھ فائز المرام ہونے کے اسباب میں سے ہے اور نفس کشی صوفیانہ ریاضت تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کے اسباب میں سے ہے۔ پھر انبیاء و مرسلین کرام کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہ عظیم حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کان اللّٰہ لیعذبہم وانت فیہم (اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرماتا ہے وکان عند اللّٰہ وجیھا (اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والے ہیں) اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ (فاطمہ) کی بخشش کے لئے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق محمدی اور حق انبیاء سابقین سے توسل کرنے کی حدیث وارد ہے اور یہ حدیث مقبول ہے۔ اصحاب غار کے اپنے پاس سے پتھر کو ہٹانے اور اپنے اعمال صالحہ سے توسل کرنے کی حدیث صحاح میں مروی ہے۔ اسی طرح نابینا صحابی کے جاہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے اور بینا ہو جانے کی حدیث ثابت ہے۔ جب سیدنا یوسف علیہ السلام کے قمیص کے چھو جانے سے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئے، جس پر نص آیت کریمہ موجود ہے، تب مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذاتوں سے توسل کے انکار کی مجال کیسے باقی رہ سکتی ہے؟ لہٰذا انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل، اولیاء کرام سے توسل، اعمال صالحہ سے توسل اور خود دعاء و توسل کرنے والوں کا اپنے اعمال سے توسل، یہ سب حق ہیں، مشروع ہیں۔ اس میں عبودیت کا کمال اعتراف ہے۔ اس سے انکار نہیں کرے گا مگر جاہل، احمق، جو رشد و ہدایت کے طریق سے اور اجماع مسلمین سے منحرف ہو۔ اور جس کو مسلمان لوگ اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا

عہ علامہ سخاوی علیہ الرحمہ نے مقاصد حسنہ میں فرمایا ہے اسے امام احمد نے کتاب السنہ میں روایت کیا ہے۔ یہ ابو وائل سے مروی ہے اور انہوں نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث موقوف حسن ہے۔ اسے بزار، طیالسی اور طبرانی نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابو نعیم نے بھی حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں روایت کیا ہے۔ بلکہ اسے بیہقی نے اعتقاد میں حضرت ابن مسعود سے دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ محمد الصدیق نے کہا ہے بلکہ یہ مسند امام احمد میں بھی ہے۔ بندہ کہتا ہے کہ اس کے معنی کی صحت کو ابن قیم نے بھی اپنی اس کتاب میں مانا ہے، جس کو اس نے احکام روح میں تصنیف کیا ہے۔ ۱۲

المسلمون حسنا فهو عند الله حسن هذا واسئل الله العصمة والتوفيق۔
الامام والمدرس بالحضرة الكيلانية عبد الكريم محمد (التوقيع) ۱۹۸۰/۹/۱۹
محمد ثمر الخطيب خطيب الحضرة الكيلانية

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الاولين والاٰخرين محمد وعلى اٰله وصحبه ۔ وبعد :۔
فان جواب الشيخ عبد الكريم محمد المدرس فى الحضرة القادرية على سؤال الشيخ محمد عاشق الرحمٰن صحيح ولا يعتريه شك اوجدال والله الموفق۔
(التوقيع) نورى سياب امام الحضرة القادرية ۱۹۸۰/۹/۲۰
نؤيد الجواب للشيخ عبد الكريم
(التوقيع) رشيد حسن
انى اصدقه بما فيه
امام وخطيب بابى شيخ محمد شيخ عبد القادر (التوقيع)

بسم الله الرحمٰن الرحيم، الحمد لله رب العالمين، وافضل الصلاة و اتم التسليم، على سيدنا محمد واٰله وصحبه اجمعين، وبعد :
فان التوسل من الاسلام ولا يتعارضه مع قوله صلى الله تعالى عليه واٰله وسلم : اذا سألت فاسأل الله الخ فان المسئول فى كل دعاء هو الله تعالى وحده ذكرت الوسيلة ام لا۔ فان المتوسل يقول هكذا اللهم اشفنى، اللهم انصرنى، اللهم وفقنى بوجاهة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم، فاننا لم نسأل رسول الله النصر والشفاء و التوفيق وانما سألنا الله تعالى وحده، واذا كان التوسل مشروعا بالاعمال الصالحة دون معارض وهى مخلوقة مع كونها لاندرى هل تلك الاعمال مقبولة ام لا، فكيف لا يجوز التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم وهو افضل مخلوق ومقبول لدى الله تعالى فى حياته وبعد وفاته باعتباره حيا وتعرض عليه اعمالنا دائما كما ورد؛

ہے۔ ھذا واسئل اللہ العصمۃ والتوفیق۔

امام و مدرس، حضرۃ جیلانیہ عبدالکریم محمد (دستخط) ۱۹۸۰/۹/۱۹

محمد نمر الخطیب خطیب حضرۃ جیلانیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ۔ وبعد:۔

شیخ محمد عاشق الرحمٰن کے سوال پر شیخ عبدالکریم محمد مدرس حضرۃ قادریہ کا صادر فرمایا ہوا جواب صحیح ہے۔ اسے کوئی شک یا جدال لاحق نہیں ہوتا۔ واللہ الموفق۔

(دستخط) نوری سیلاب امام حضرۃ قادریہ ۱۹۸۰/۹/۲۰

ہم شیخ عبدالکریم کے جواب کی تائید کرتے ہیں۔

(دستخط) رشید حسن

اس جواب کی اور ان امور کی جن پر یہ جواب متضمن ہے، میں بے شک تصدیق کرتا ہوں۔

محمد شیخ عبدالقادر امام وخطیب مقام ابو شیخ (دستخط)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ رب العالمین، وافضل الصلاۃ واتم التسلیم، علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ وبعد:۔

توسل اسلام میں ہے۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول "جب سوال کرو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو الخ" کے ہوتے ہوئے توسل اسلام کے معارض نہیں ہے، اس لئے کہ ہر دعا میں اللہ تعالیٰ تنہا مسؤل ہے، خواہ وسیلہ کا ذکر کرو یا نہ کرو۔ توسل کرنے والا اس طرح کہتا ہے کہ "اے اللہ، جاہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تو مجھے شفا بخش، میری مدد فرما، مجھے توفیق عطا کر" تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد نہیں مانگی، شفا کا سوال نہیں کیا، توفیق نہیں چاہی، بلکہ ہم نے تنہا اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کیا۔ جب اعمال صالحہ سے توسل بغیر کسی معارض کے مشروع ہے، اور یہ اعمال مخلوق ہیں، ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ مقبول ہیں یا نہیں، تو پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیسے ناجائز ہوگا جبکہ آپ افضل الخلق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حیات ظاہرہ میں بھی مقبول ہیں اور وفات آنی کے بعد بھی مقبول ہیں اسلئے کہ اس عالم میں بھی آپ کی حیات کا ہونا معتبر ہے، اور آپ کے روبرو ہمارے اعمال ہمیشہ پیش ہوتے رہتے ہیں،

لذالك نؤيد جواب الشيخ عبد الكريم فيما اجاب المستفتی وصلی الله علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه وسلم۔
خادم العلم والعلماء محمد علی حماة سوریة

جواب الشیخ عبد الباقی محمد نجیب القادری البغدادی بجواز التوسل

بسم الله الرحمن الرحیم
ورد مسه الله فی الوسیلة فالتوسل بالوسیلة وبحرمة الانبیاء والمرسلین وارد بقوله علیه الصلاة والسلام والله اعلم۔
(التوقیع) امام وخطیب جامع الشیخ سراج الدین عبد الباقی محمد نجیب القادری شیخ الحلقة القادریة

فتوی فضیلة الاستاذ الشیخ الکبیر العلامة احمد حسن الطه المدرس بکلیة الشریعة فی بغداد بجواز التوسل

بسم الله الرحمن الرحیم وبه نستعین
والصلاة والسلام علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه ومتبعیه وبعد:۔
قال الله تعالیٰ هو المؤثر فی کل شیئ وبناء علی هذه العقیدة فلا

جیساکہ وارد ہے ، اس لئے مستفتی کے لئے شیخ عبدالکریم کے صادر فرمائے ہوئے جواب کی ہم تائید کرتے ہیں۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم ۔

خادم علم وعلماء محمد علی حماۃ ، شام

جواب شیخ عبدالباقی محمد نجیب قادری بغدادی کہ توسل جائز ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ حدیث وارد ہے کہ "میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو"۔ لہذا حضور رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (مومنین سے اپنے لئے وسیلہ کا سوال کرنے کے لئے) فرمان سے وسیلہ سے توسل کرنا اور حرمت انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا وارد ہے۔ واللہ اعلم

(دستخط) عبدالباقی محمد نجیب القادری، امام وخطیب جامع شیخ سراج الدین شیخ طلبۂ قادریہ۔

فتویٰ فضیلۃ الاستاد شیخ کبیر علامہ احمد حسن الطہٰ مدرس، کلیۃ الشریعہ، بغداد کہ توسل جائز ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین

والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ ومتبعیہ۔ وبعد:۔

اللہ تعالیٰ ہی ہر شے میں مؤثر ہے ۔ اس عقیدہ کی بناء پر مطلقاً انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے

مانع شرعا فی التوسل بالانبیاء علیهم الصلاۃ والسلام والصالحین مطلقا۔ بل ان التوسل لا یخل بالتوحید کما لا تخل الشفاعۃ بالتوحید وباللہ تعالی التوفیق وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم والحمد للہ رب العالمین۔

(التوقیع) احمد حسن الطہ المدرس فی کلیۃ الشریعۃ بغداد

وھا الیکم الآن جوابات العلماء علی الاستفتاء رقم ۲ الذی کنت ارسلت الیہم انا نفسی وقبل مر۔

جوابات علماء سوریۃ ولبنان واندونیسیا وپاکستان علی الاستفتاء رقم ۲

فتوی فضیلۃ الاستاذ الشیخ الکبیر العلامۃ عبد الحمید طہماز المدرس والخطیب بجامع السلطان بحماۃ سوریۃ بان التوسل جائز ولیس بشرک بل ھو مستحب مع تصدیق رسمی بانہ من العلماء المعتمدین فی حماۃ سوریۃ۔

الجمهوریۃ العربیۃ السوریۃ
وزارۃ الاوقاف الاسلامیۃ
مدیریہ اوقاف حماۃ
الرقم۔ (۲/۱۱)
التاریخ۔

التصنیف :۔
الموضوع :۔
المرفقات :۔

تصدیق رسمی

ان مدیریۃ اوقاف حماۃ تشہد بان الموقع علی الکتاب المرفق ھو فضیلۃ

توسل کرتے ہیں شرعاً کوئی امر مانع نہیں ہے۔ بلکہ توسل اسی طرح توحید میں مخل نہیں ہے جیسا طرح شفاعت توحید میں مخل نہیں ہے۔ وباللہ تعالیٰ التوفیق و صلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ و سلم والحمد للہ رب العالمین۔

(دستخط) احمد حسن الطٰہٰ مدرس، کلیۃ الشریعہ، بغداد

اب بندہ کے بھیجے ہوئے استفتاء ۲ پر علماء کے دیئے ہوئے جوابات پیش کئے جا رہے ہیں۔ استفتاء ۲ اس سے پہلے گذر چکا ہے۔

استفتاء ۲ پر شام، لبنان، انڈونیشیا اور پاکستان کے علماء کے جوابات۔

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ عبد الحمید طھماز مدرس و خطیب، جامع سلطان، حماۃ، شام کہ توسل جائز ہے، شرک نہیں ہے، بلکہ یہ مستحب ہے، مع تصدیق اصولی کہ آپ حماۃ، شام کے معتمد علماء میں سے ہیں۔

شامی عربی جمہوریہ	نوع :۔
وزارت اوقاف اسلامی	موضوع :۔
محکمۂ مدیر اوقاف، حماۃ	منسلکات :۔
نمبر۔ (۲/۱۱)	
تاریخ۔	

تصدیق اصولی

بے شک محکمۂ مدیر اوقاف، حماۃ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ منسلک مکتوب پر دستخط فرمانے والے

الاستاذ عبد الحميد طهماز خطيب ومدرس جامع السلطان بحماة وهو من السادة العلماء المعتمدين فی حماة - واشعارا بذلك نوقع -

مدير اوقاف حماة

(التوقيع)

ختم مديرية اوقاف حماة

وزارة الاوقاف الاسلامية

الجمهورية العربية السورية

٢٣/ ٣/ ١٤٠٠ھ

٩/ ٢/ ١٩٨٠م

بسم الله الرحمٰن الرحيم

السيد محمد عاشق الرحمٰن المحترم السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وارجو لك الخير والعافية اليك جواب ماسألت عنه فی موضوع التوسل بالانبياء والمرسلين الی الله سبحانه وتعالٰی اثناء الدعاء جائز بل هو مستحب دلت علی مشروعيته الاٰية الكريمة (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) سورة النساء الاٰية ٦٤ ويؤيده الحديث النبوی الشريف الذی اخرجه النسائی والترمذی و صححه ان رجلا ضريرا اتی النبی صلی الله عليه وسلم فقال: ادع الله لی ان يعافينی - قال (ان شئت دعوت وان شئت صبرت وهو خير لك) قال: فادعه فامره صلی الله عليه وسلم ان يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء: (اللهم انی اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد صلی الله عليه وسلم نبی الرحمة - يا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی قضاء حاجتی لتقضی لی اللهم شفعه فی) وصحح هذا الحديث البيهقی ايضًا وزاد فی روايته: فقام و قد ابصر - وهذا المعنی حاصل فی حياته عليه الصلاة والسلام وبعد وفاته لان فضله لم ينقطع بوفاته صلی الله عليه وسلم اذ هو الرحمة المهداة من رب العالمين لكل العالمين (وما ارسلناك

فضیلۃ الاستاذ عبدالحمید طعماز خطیب و مدرس، جامع سلطان حماۃ ہیں اور آپ حماۃ کے معتمد علماء کرام میں سے ہیں۔ اور اس امر کا اعلان کرتے ہوئے ہم دستخط کرتے ہیں۔

مدیر اوقاف، حماۃ

(دستخط)

مہر محکمۂ مدیر اوقاف، حماۃ

وزارت اوقاف اسلامی

شامی عربی جمہوریہ

۱۴۰۰/۳/۲۳ھ

۱۹۸۰/۲/۹م

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم جناب محمد عاشق الرحمٰن، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید کہ آپ خیر و عافیت کے ساتھ ہوں گے۔ موضوع توسل میں آپ نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے :۔ دعا کرنے کے دوران اللہ تعالیٰ کی جانب انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ اس کے مشروع ہونے پر آیت کریمہ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) سورۂ نساء آیت ۶۴ دال ہے۔ نسائی کی روایت کردہ اور ترمذی کی روایت و تصحیح کردہ یہ حدیث نبوی شریف اس کی تائید کرتی ہے کہ ایک نابینا شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس نے کہا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے اچھا کر دے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو دعا کروں، اور اگر تم چاہو تو صبر کرو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہا دعا فرمائیں اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا کرے : اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ۔ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی قضاء حاجتی لتقضی لی اللھم شفعہ فیّ

(اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جانب تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں اپنی حاجت کے پورے ہونے میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ، میرے معاملے میں آپ کی شفاعت قبول فرما)، بیہقی نے بھی اس حدیث کو

الا رحمة للعلمين) سورة الانبياء قال العلامة ابن حجر الهيتمی رحمه الله فی کتابه الجوهر المنظم: استعمل السلف هذا الدعاء فی حاجاتهم بعد موته صلی الله علیه وسلم وقد علمه عثمان بن حنیف الصحابی وهو راوی هذا الحدیث لمن کان له حاجة عند عثمان بن عفان زمن امارته بعده صلی الله علیه وسلم وتعلله فقضاها۔ رواه الطبرانی والبیهقی۔ وورد فی حدیث الثلاثة الذین دخلوا غارا فانسد علیهم بابه انهم توسلوا الی الله تعالی باعمالهم الصالحة مع کونها اعراضا فالذوات الفاضلة اولی۔ وحدیث الغار موجود فی الصحیحین وغیرهما وقال الله تبارک وتعالی یاایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون) سورة المائدة ٣٦۔

واخرج البخاری فی صحیحه فی ابواب الاستسقاء من حدیث انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال (اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی الله علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا) قال فیسقون واراد عمر بتوسله بالعباس ان یظهر مکانة العباس لانه عم النبی صلی الله علیه وسلم قال ابن حجر فی فتح الباری: ویستفاد من قصة العباس استحباب الاستشفاع باهل الخیر والصلاح واهل بیت النبوة وفیه فضل عمر لتواضعه للعباس ومعرفته بحقه۔

صحیح قرار دیا ہے اور یہ زائد روایت کی ہے کہ وہ شخص اس حال میں اتھا کر بینا ہو چکا تھا۔ یہ معنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں بھی حاصل ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد بھی حاصل ہیں، اس لئے کہ آپ کی وفات سے آپ کا فضل منقطع نہیں ہو گیا کہ آپ تمام عالموں کیلئے رب العالمین کی جانب سے بھیجی ہوئی رحمت ہیں۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے عالموں کے لئے) سورۂ انبیاء۔ علامہ ابن حجر ھیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جوہر منظم میں فرمایا ہے، حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرات سلف نے اس دعا کو اپنی حاجتوں میں استعمال فرمایا ہے۔ اس حدیث کے راوی عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یہ دعا سکھائی ہے جسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی ضرورت تھی۔ اس شخص نے ایسا کیا (یعنی اسی طرح یہ دعا مانگی)، تب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکی ضرورت پوری فرما دی۔ اسے طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ وہ تین شخص جو غار میں داخل ہوئے تھے اور غار کا دروازہ ان پر بند ہو گیا تھا، انکے بارے میں آئی ہوئی حدیث میں یہ بھی وارد ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب اپنے اعمال صالحہ سے توسل کیا تھا، حالانکہ اعمال عرض ہیں۔ تو فضیلت والی ذاتوں سے توسل کرنا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔ یہ حدیث غار بخاری مسلم اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ جاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اسکی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ) سورۂ مائدہ ع۲۶۔

اور بخاری نے صحیح البخاری کے ابواب الاستسقاء میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ آپ نے یہ دعا کی: اے اللہ، ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری جانب توسل کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب کرتا تھا، ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے تیری جانب توسل کرتے ہیں۔ تو ہمیں سیراب فرما۔ کہا لوگ سیراب ہوتے تھے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرنے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصود یہ تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ ظاہر ہو کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا: حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اہل خیر، اہل تقویٰ اور اہل بیت نبوۃ سے شفاعت کی درخواست کرنا مستحب ہے۔ اور اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تواضع فرمایا اور آپ کے حق کو پہچانا۔

وهذا يدل على ان التوسل ليس شركا بل هو امر مشروع مستحب فى الدعاء وكيف يسوغ القول بانه شرك وقد فعله امير المؤمنين عمر بحضر من الصحابة دون ان ينكر عليه واحد منهم. ويفعله يوم القيامة اهل المحشر عندما يسألون الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام ليشفعوا لهم عند الله سبحانه ليريحهم من اهوال المحشر فيعتذر الانبياء عليهم السلام حتى يصلوا الى سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم فيقوم بها ويشفع الى الله سبحانه فيشفع كما صرحت بذلك احاديث الشفاعة الكبرى المروية فى الصحيحين وغيرها. واذا كانت الشفاعة ليست شركا فالوسيلة ايضا ليست شركا لانها بمعناها. فهى ليست سوى مكانة يتفضل الله بها على من يشاء من عباده اظهارا لفضله سبحانه على عبده، قال سبحانه فى حق موسى عليه السلام (وكان عند الله وجيها) - الانبياء - افلا يكون خاتم الرسل والانبياء وجيها عند الله سبحانه ؟!!

اسأل الله سبحانه متوسلا اليه بسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يلهمنا رشدنا ويوفقنا لما يحبه ويرضاه لنا. اللهم آمين.

٢٠/٢/١٤٠٠ھ

الفقير الى الله تعالى
عبد الحميد طهماز

مصدق مدير اوقاف حماة — مدرس وخطيب جامع السلطان فى حماة . سوريا

٢٣ ربيع الاول ١٤٠٠ ھ — ختم مديرية اوقاف حماة

(التوقيع) وزارة الاوقاف الاسلامية الجمهورية العربية السورية

یہ اس پر بھی دلالت کرتا ہے کہ توسل شرک نہیں ہے، بلکہ یہ امر مشروع ہے اور دعا کرتے وقت مستحب ہے۔ اسے شرک کہنے کی مجال کیسے ہو سکتی ہے جبکہ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں توسل فرمایا اور ان میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا اور جبکہ قیامت کے روز اہل محشر اس وقت توسل کریں گے جبکہ انبیاء علیہم السلام سے درخواست کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سفارش فرمائیں تاکہ انھیں محشر کے خوف سے راحت بخشے، اس پر انبیاء علیہم السلام عذر بیان فرمائیں گے یہانتک کہ وہ لوگ حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے، تب آپ شفاعت کے لئے جلوہ گر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت فرمائیں گے اور آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، جس کی بخاری، مسلم اور دوسری کتب احادیث میں مروی شفاعت کبریٰ کی حدیثیں تصریح کرتی ہیں۔ جب شفاعت شرک نہیں ہے تو وسیلہ بھی شرک نہیں ہے، اس لئے کہ وہ اس کے معنیٰ میں ہے۔ یہ سوائے ایک مرتبہ کے اور کچھ نہیں ہے، جسے عطا فرما کر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، اس پر مہربانی فرماتا ہے تاکہ اس بندہ پر اس کا فرمایا ہوا فضل ظاہر ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے وکان عند اللہ وجیہا (اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والے ہیں) سورۂ انبیاء۔ تو کیا حضور خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہ والے نہ ہوں گے؟

میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتا ہوا اللہ تعالیٰ سے سائل ہوں کہ ہمیں رشد و ہدایت عطا فرمائے اور جس امر کو وہ محبوب رکھتا ہے اور پسند فرماتا ہے اسی کی ہمیں توفیق بخشے۔ اللّٰہم آمین۔

۲۰/۲/۱۴۰۰ھ

اللہ تعالیٰ کی جانب محتاج
عبد الحمید طہماز
مدرس وخطیب، جامع سلطان، حماۃ، شام
مہر محکمۂ مدیر اوقاف حماۃ

تصدیق کردہ مدیر اوقاف، حماۃ
۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

(دستخط)
وزارت اوقاف اسلامی، شامی عربی جمہوریہ

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ الشیخ الکبیر العلامۃ صالح النعمان امین فتوی حماۃ وخطیب جامع المدفن بسوریا بان التوسل جائز وجوازہ مجمع علیہ بل ہو مستحسن ولا دلیل علی قول غلاۃ الوہابیۃ ان المتوسل مشرک وہم متسرعون بالتکفیر والدین برئ من فعلہم ہذا

الجمہوریۃ العربیۃ السوریۃ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وزارۃ الاوقاف

ادارۃ الافتاء العام

والتدریس الدینی — الموضوع :-

الرقم -

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

من العبد الفقیر الیہ تعالیٰ۔ امین فتوی حماۃ بسوریا وخطیب جامع المدفن الی السائل الاخ السید عاشق الرحمٰن بولایۃ اللہ آباد بالہند تحیۃ طیبۃ مبارکۃ۔ وبعد فقد جاء نی سؤال شرعی منکم، وقد طال عنکم الجواب لاننی کنت مسافرا بالحجاز۔

تسألون عن التوسل الی اللہ تعالیٰ بالانبیاء والمرسلین۔ وعن حکم من توسل۔ والجواب

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ صالح النعمان، مفتی حماۃ و خطیب جامع مدفن، شام کہ توسل جائز ہے، اسکے جائز ہونے پر اجماع ہے، بلکہ یہ مستحسن ہے۔ غالی وہابیوں کے اس قول پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ توسل کرنے والا مشرک ہے، یہ لوگ تکفیر کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور ان کے اس فعل سے دین بری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شامی عربی جمہوریہ
وزارت اوقاف
ادارۂ افتاء عام
و تدریس دینی
نمبر :-

موضوع :-

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ کے محتاج بندہ، حماۃ، شام کے مفتی اور جامع مدفن کے خطیب کی جانب سے سائل برادر دینی جناب عاشق الرحمٰن، الٰہ آباد، ہندوستان کے نام

سلام طیب و مبارک۔ اس کے بعد یہ ہے کہ :- آپ کے پاس سے ایک شرعی سوال میرے پاس آیا۔ اور جواب میں تاخیر ہوگئی اس لئے کہ میں حجاز میں مسافر تھا۔

آپ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کرنے اور توسل کرنے والے کے حکم کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ اور جواب :-

الحمد للہ تعالیٰ

ان التوسل الی اللہ تعالیٰ بنبیہ او بالاولیاء والصالحین او بالاعمال الخالصة لوجهه الکریم لا مانع شرعا منه لانه تعالیٰ قال (وابتغوا الیه الوسیلة) وقال ایضاً (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما) ولان الصحابة رضوان اللہ علیهم کانوا یتوسلون برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کما روی ان اعمی توسل برسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ففتح عینیه. وقد اجمعت علی جواز التوسل اذا صحت العقیدة واجماع الامة حجة شرعیة کما قال علیه السلام. لا تجتمع امتی علی ضلالة. اما ما یدعیه بعض الغلاة من الوهابیة بان حکم المتوسل بانه شرك فلا دلیل علیه شرعا ولا عقلا لان المتوسل لا یخرج عن قوله علیه السلام (اذا سألت فاسأل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ) فهو لا یسأل الا اللہ ولا یستعین الا باللہ. نعم یسأله بحبیب الیه من اجل استجابة دعائه وهذا مما یحبه ربنا عزوجل فکیف نحکم بشرکه وهو غیر مشرك وهذا مما یمقته الشرع ویبرأ منه الدین لانه ورد من کفر مؤمنا فقد کفر وقد قتل سیدنا اسامة بن زید مشرکا بعد ان قال لا اله الا اللہ فلما بلغ ذلك رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم انکر اشد الانکار علی سیدنا اسامة فقال له اقتلته بعد ان قال لا اله الا اللہ فقال قالها والسیف علی رأسه فنکر علیه

الحمد للہ تعالیٰ

بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات کریم کے لئے اسکی طرف اسکے نبی کریم علیہ السلام، اولیاء و صالحین یا اعمال خالصہ سے توسل کرنے سے شرعاً کوئی مانع نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و ابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اور ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) اور اس لئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے، جیسا کہ مروی ہے کہ نابینا نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا تو بینا ہو گیا۔ اور صحیح عقیدہ کے ساتھ توسل کے جائز ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع امت حجت شرعیہ ہے جیسا کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ہے میری امت گمراہی پر جمع نہ ہو گی۔ توسل کرنے والے پر حکم کرتے ہوئے بعض غالی وہابی یہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے شرک کیا اس پر نہ تو کوئی شرعی دلیل ہے نہ کوئی عقلی دلیل ہے اس لئے کہ توسل کرنے والا نبی کریم علیہ السلام کے قول "جب سوال کرو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جب مدد مانگو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو" سے خارج نہیں ہو جاتا ہے۔ نہ تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے سوال کرتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مدد مانگتا ہے۔ ہاں، وہ اللہ تعالیٰ کے کسی محبوب کے وسیلہ سے اس سے سوال کرتا ہے تاکہ اسکی دعا مقبول ہو جائے اور یہ ان امور میں سے ہے جن کو رب تعالیٰ پسند فرماتا ہے۔ تو ہم کیسے اس پر شرک کا حکم کریں گے جبکہ یہ مشرک نہیں ہے۔ اس فعل کو شرع شریف مبغوض و ناپسند رکھتا ہے اور دین اس سے بری ہے، اس لئے کہ یہ وارد ہے "جس نے کسی مومن کی تکفیر کی اس نے خود کفر کیا"۔ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایسے شخص کو جو کہ مشرک تھا، اس وقت قتل کر دیا جبکہ وہ کلمہ پڑھ چکا تھا۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی، آپ نے حضرت اسامہ پر بہت شدید انکار فرمایا۔ آپ نے ان سے فرمایا "تم اسے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کرتے رہو؟" حضرت اسامہ نے آپ سے کہا "اس نے اس وقت کلمہ پڑھا جبکہ اسکے سر پہ تلوار تھی"۔ آپ نے ان پر دوبارہ انکار فرمایا۔ تب حضرت اسامہ نے کہا "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، اس نے تقیہ کے طور پر کلمہ پڑھا" اس پہ حضور نے فرمایا "کیا تم نے اس کے دل کو چیر کر دیکھ لیا تھا؟" آپ بار بار ان پر انکار فرماتے رہے یہاں تک کہ انھیں یہ تمنا ہوئی کہ کاش۔ اسے قتل کرنے کے بعد ہی ایمان لائے ہوتے کہ ایمان لانا

الاسلام فقال يا رسول الله قالها تقية فقال له هل شققت عن قلبه فما زال يكررها الانكار عليه حتى تمنى ان لم يكن آمن الا بعد قتله من اجل ان يكون الايمان غفر ما له فمن هذا الحديث وغيره نجد ان بعض اوهابية قد يتسرعون بالتكفير كما فعلوا مع مآت الالوف بالحجاز فانهم امضوا القتل فيهم وهم يقولون لا اله الا الله وكما فعل الخوارج زمن سيدنا علی كرم الله وجهه فتلخص ان التوسل لا مانع منه بل هو مستحسن شرعا وانه لا يجوز اطلاق الشرك على مؤمن وذلك كما فی الكتب الشرعية المعتبرة والله اعلم.

٦ جمادی الاولی ۱۴۰۰\ ۲۲ آذار سنة ۱۹۸۰ امين فتوی حماة

(التوقيع)

ختم وزارة الاوقاف
دائرة محافظة حماة

فتوى فضيلة الاستاذ الشيخ الكبير العلامة ابي سليمان سهيل الزبيبي امام جامع النجارين بدمشق بان الاعتقاد بالتوسل جائز وليس هو بشرك ولا كفر وان المتوسل ليس بمشرك وعباداته صحيحة.

(صحيفة اولی)

بسم الله الرحمن الرحيم وصلی الله علی سیدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين اما بعد فانك قد ارسلت الينا رسالة طالبا فيها

ان کے لئے بخشش کا سبب ہو جاتا۔ اس حدیث سے اور اس کے علاوہ دوسری حدیثوں سے ہمیں یہ حاصل ہوتا ہے کہ بعض وہابی تکفیر میں جلدی کر جاتے ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں نے حجاز مقدس میں لاکھوں کے ساتھ کیا کہ وہ لوگ کلمہ پڑھتے تھے اور ان لوگوں نے انھیں قتل کرنا جاری کر دیا، اور جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے زمانے میں خارجیوں نے کیا۔ اس سے یہ خلاصہ نکلا کہ توسل سے کوئی امر مانع نہیں ہے، بلکہ وہ شرعاً مستحسن ہے، اور کسی مؤمن پر شرک کا اطلاق جائز نہیں ہے، جیسا کہ معتبر کتب شرعیہ میں ہے واللہ اعلم۔

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ ۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء مفتی حماۃ

(دستخط)

مہر وزارت اوقاف

سوریہ حماۃ

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ شیخ کبیر علامہ ابو سلیمان سہیل الزبیبی امام جامع النجارین دمشق کہ توسل کا اعتقاد جائز ہے، نہ وہ شرک ہے نہ کفر، اور توسل کرنیوالا مشرک نہیں ہے اور اس کی عبادتیں صحیح ہیں۔

(صفحہ اول)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد: آپ نے ہمیں ایک خط بھیجا ہے جس میں آپ نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے توسل کرنے کے اعتقاد

الفتویٰ عن الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم
ونص السؤال ھل المعتقد بذلک یکون مشرکا ام کافرا وھل تکون
عباداتہ من الصلوٰۃ والزکاۃ والحج والصوم صحیحۃ ام فاسدۃ
واردت البیان من الکتاب العزیز لانہ مصدر التشریع الاول
ومن السنۃ الصحیحۃ لانہا المرتبۃ الثانیۃ فی الاستدلال بعد
القرآن الکریم فی الحجۃ ومن الاجماع واقوال السلف الصالح رضی
اللہ عنہم لانہم اقرب منا الی الفہم فہم کتاب اللہ وسنۃ
رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاقال الجواب مستعینا بحول اللہ وقوتہ

ان الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم و
بالاولیاء الصالحین المجمع علی فضلہم وصلاحہم وعدلہم و
ولا یتہم ایمان لاکفر وجائز عندی لا محظور وان المتوسل بھؤلاء
الی اللہ تعالیٰ لتقضی حاجاتہ یکون مؤمنا موحدا لیس بمشرک
وتصح جمیع عباداتہ

(صحیفۃ ثانیۃ)

فمن الادلۃ القرآنیۃ قول اللہ تبارک
وتعالیٰ (یاایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا
الیہ الوسیلۃ) من المائدۃ آیۃ ۳۵ جزء ۶ فقد
استدل بعض العلماء بھذہ الآیۃ علی مشروعیۃ
الاستغاثۃ والتوسل بالصالحین من عباد اللہ تعالیٰ
وجعلہم وسیلۃ بین اللہ تعالیٰ وبین العباد لتقضی
حاجاتہم بشرط ان یعتقد المتوسل والمستغیث بان الفعال
ھو اللہ لیس غیر فان اعتقد غیر ذلک فقد کفر والعیاذ باللہ
تعالیٰ ومن الادلۃ القرآنیۃ ایضا قول اللہ تبارک وتعالیٰ
(ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ و

کے بارے میں فتویٰ طلب کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ :۔ کیا اس کا اعتقاد رکھنے والا مشرک ہو جائیگا یا کافر ہو جائے گا اور کیا اسکی نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ کی عبادتیں صحیح ہوں گی یا فاسد ہو جائینگی اور آپ نے کتاب اللہ شریف سے بیان چاہا ہے اس لئے کہ وہ تشریع (شریعت کے ظاہر کرنے) کا اوّلین سرچشمہ ہے۔ اور صحیح سنّت نبویہ (حدیث شریف) سے، اس لئے کہ قرآن کریم کے بعد دوسرے مرتبہ پر جس حجت شرعیہ سے استدلال کیا جاتا ہے وہ یہی ہے، اور اجماع سے، اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اقوال سے اس لئے کہ کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھنے کی طرف آپ حضرات ہم لوگوں کی بہ نسبت قریب تر ہیں۔

تو میں اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت سے مدد مانگتا ہوا جواب بتاتا ہوں :۔

بے شک انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے اور جن کی بزرگی، تقویٰ، انصاف اور ولایت پر اتفاق ہے، ان اولیاء صالحین سے توسل کرنے کا اعتقاد ایمان میں سے ہے۔ کفر نہیں ہے، یہ میرے نزدیک جائز ہے، ممنوع نہیں ہے۔ اور اپنی ضرورتوں کے پورے ہونے کے لئے آپ حضرات سے اللہ تعالیٰ کی طرف توسل کرنے والا مؤمن موحد ہے، مشرک نہیں ہے اور اس کی تمام عبادتیں صحیح ہیں۔

(صفحۂ دوم)

قرآنی دلیلوں میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قول ہے :۔ **یاایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ** (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) سورۂ مائدہ، آیت ۳۵، پارہ ۶ بے شک بعض علماء نے اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صالحین سے توسل اور استغاثہ کرنے کے مشروع ہونے پر، اور اس شرط کے ساتھ کہ توسل کرنے والا اور استغاثہ کرنے والا یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی فعّال (مؤثر) ہے کوئی دوسرا نہیں۔ اپنی ضرورتوں کے پورے ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان میں آپ حضرات کو وسیلہ بنانے کے مشروع ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اگر توسل کرنے والا یا استغاثہ کرنے والا اعتقاد مذکور کے خلاف اعتقاد رکھے تو کفر کرے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ قرآنی دلیلوں میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے کہ :۔ **ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما** (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں

استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) من سورة النساء آية ٦٤ جزء ٥ قال ابن كثير فی تفسیر هذه الآية يرشد الله تعالى العصاة والمذنبين اذا وقع منهم الخطأ والعصيان ان يأتوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فيستغفروا الله عنده ويسألوه ان يغفر لهم فانهم اذا فعلوا ذلك تاب الله عليهم ورحمهم وغفر لهم

(صحفة ثالثة)

ولهذا قال (لوجدوا الله توابا رحيما) وقد ذكر جماعة منهم الشيخ ابو منصور الصباغ فی کتابه الشامل الحكاية المشهورة عن العُتبى قال - كنت جالسا عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم فجاء اعرابي فقال : السلام عليك يا رسول الله سمعت الله يقول (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) وقد جئتك مستغفرا لذنبي مستشفعا بك الى ربي ثم انشأ يقول

یاخير من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طيبهن القاع والاكم
نفسی الفداء لقبر انت ساكنه
فيه العفاف وفيه الجود والكرم

ثم انصرف الاعرابي فغلبتنى عيني فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم في النوم فقال يا عتبي الحق الاعرابي فبشره ان الله قد غفر له » ١٥ كلام ابن كثير وهاك دليلا من الحديث

اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) سورۂ نساء، آیت ۶۴، پارہ ۵۔ ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے " اللہ تعالیٰ عاصیوں اور گنہگاروں کو ہدایت فرماتا ہے کہ جب خطا و عصیان سرزد ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اور اس سے بخشش کا سوال کریں، اس لئے کہ جب وہ اتنا کر لیں گے اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلے گا، ان پر رحم فرمائے گا اور انھیں بخش دے گا۔

(صفحۂ سوم)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوجدوا اللہ توابا رحیما (ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔ عتبی سے کی ہوئی مشہور حکایت کو ایک جماعت نے ذکر کیا ہے۔ ان میں سے شیخ ابو منصور صباغ ہیں جو اپنی کتاب میں اس حکایت کو لائے ہیں۔ عتبی نے کہا:- میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ، میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔ میں اپنے گناہ کے سبب بخشش کا سوال کرتا ہوا اپنے رب کی جانب آپ کی شفاعت کی درخواست کرتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ پھر شعر کہا:-

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ ✵ فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ ✵ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

(اے وہ ذات گرامی، جو ان تمام حضرات میں بہترین ہے جنکی ہڈیوں (یعنی جسموں) کو ہموار زمین میں دفن کیا گیا تو انکی خوشبو سے ہموار زمین بھی معطر ہو گئی، ٹیلے بھی معطر ہو گئے، میری جان اس قبر پر قربان ہو جسمیں آپ ہیں۔ اسی میں پارسائی ہے، اسی میں سخاوت و فیاضی ہے)

پھر وہ اعرابی لوٹ گیا۔ تب مجھے نیند آگئی۔ میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے عتبی، اعرابی سے جا ملو، پھر اسے خوشخبری دو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے "

ابن کثیر کا کلام ختم ہوا۔ اور حدیث شریف سے ایک دلیل لیجئے۔ اسے ائمۂ حفاظ حدیث ابن خزیمہ، نسائی، ترمذی، اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ ابن خزیمہ نے اسے صحیح میں روایت کیا ہے (اور صحیح

الشریف۔ اخرج الائمۃ الحفاظ، ابن خزیمۃ فی صحیحہ (وھو فی
ھذا الشأن قریب من صحیح مسلم فی الدرجۃ) والنسائی فی کتابہ،
عمل الیوم و اللیلۃ، و الترمذی فی جامعہ وقال حسن صحیح غریب، یعنی
بالنسبۃ لتفرد ابی جعفر عمیر بن یزید الخطمی المدنی ثم البصری۔
وھو ثقۃ نص علی توثیقہ النسائی و ابن معین ولذلک لاتضر الغرابۃ
فی صحتہ، و ابن ماجۃ ونقل تصحیحہ عن ابی اسحاق و اقرہ۔ و
الحاکم فی مستدرکہ وقال علی

(صحیفۃ رابعۃ)

شرط الشیخین و اقرہ الذھبی عن عثمان بن حُنیف
انہ کان عند النبی صلی اللہ علیہ و سلم فجاءہ رجل
فشکا الیہ ذھاب بصرہ۔ فقال لہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ان شئت دعوت اللہ لک وان شئت صبرت
فھو خیر لک، فقال یارسول اللہ انہ قد شق علی
فقد بصری و لیس لی قائد۔ فامرہ النبی صلی
اللہ علیہ و سلم ان ینطلق فیتوضأ و یحسن الوضوء
و یصلی رکعتین ثم یدعو بھذا الدعاء، و
لفظہ عند الترمذی (اللھم انی اسألک و اتوجہ
الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ، یا محمد انی اتوجہ
بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی۔ اللھم
فشفعہ فیّ) قال عثمان، فو اللہ ما تفرقنا ولا طال
بنا الحدیث، حتی دخل علینا الرجل کانہ لم
یکن بہ ضُر قط۔ فھذا حدیث صحیح وھو صریح فی
امرہ صلی اللہ علیہ و سلم لذوی الحاجات بالتوسل و
ندائہ فی مغیبہ فی حیاتہ و بعد وفاتہ۔ وقد فھم الصحابۃ
منہ ذلک فان امرہ صلی اللہ علیہ وسلم للواحد من امتہ

ابن خزیمہ اس شان میں درجہ کے اعتبار سے صحیح مسلم سے قریب ہے))، نسائی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں روایت کیا ہے، ترمذی نے اسے جامع میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، یعنی راوی ابوجعفر عمیر بن یزید خطمی مدنی ثم بصری کے تفرد کی وجہ سے (غریب ہے)، اور ابوجعفر مذکور ثقہ ہیں۔ ان کے ثقہ ہونے کی نسائی اور ابن معین نے تصریح کی ہے، لہذا یہ غرابت حدیث کے صحیح ہونے کو نقصان نہیں پہنچاتی ہے، اور ابن ماجہ نے اس کو روایت کیا ہے اور ابو اسحاق سے اس کا صحیح ہونا نقل کیا ہے اور اسے مانا ہے۔ اور حاکم نے اس حدیث کو مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ

(صفحۂ چہارم)

بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے اور ذہبی نے اسے تسلیم کیا ہے۔ یہ ائمۂ حفاظ حدیث حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک آدمی آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے آپ سے اپنی بینائی کے چلے جانے کے بارے میں عرض کیا۔ اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا" اگر تم چاہو تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں، اور اگر چاہو تو صبر کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔" اس آدمی نے کہا" یارسول اللہ، میری نابینائی مجھ پر بہت شاق گزر رہی اور مجھے لے چلنے والا کوئی نہیں ہے۔" اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو حکم فرمایا کہ" جاؤ، اچھی طرح وضو کرو، دو رکعت نماز ادا کرو، پھر یہ دعا پڑھو۔" ترمذی کے نزدیک اس دعا کے الفاظ اس طرح ہیں :۔ اللھم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة، یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی۔ اللھم فشفعه فی (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں آپ کی اس ضرورت کے پورے ہونے کیلئے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ میرے معاملہ میں آپ کی شفاعت کو قبول فرما) ۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے کہا" اللہ کی قسم، نہ ہم لوگ جدا ہوئے تھے اور نہ ہی ہم لوگوں کی باتوں میں دیر ہوئی تھی، وہ آدمی ہم لوگوں کے پاس اس حالت میں آیا کہ گویا اس کے کبھی نابینائی تھی ہی نہیں۔" یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حاجت مندوں کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی صراحت کرتی ہے کہ وہ توسل کریں اور آپ کو پکاریں، آپ کی حیات ظاہرہ میں اس وقت بھی جبکہ آپ سامنے جلوہ فرما نہ ہوں، اور آپ کی وفات آنی کے بعد بھی۔ اور بے شک صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس سے یہی سمجھے ہیں، اس لئے کہ آپ کا اپنی امت میں سے ایک کو حکم فرمانا تمام زمانوں

متوجه لكل الامة فى جميع الازمنة مالم يقم دليل على التخصيص. فكيف اذا قام الدليل على عدمه. فقد روى الطبرانى فى معجمه الكبير والصغير ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضى الله عنه فى حاجة له، وكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر فى حاجته، فلقى عثمان بن حنيف فشكا ذلك اليه. فقال له عثمان بن حنيف ائت الميضأة فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل: (اللهم انى اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم

(صحيفة خامسة)

نبى الرحمة يا محمد انى اتوجه بك الى ربى فيقضى حاجتى) (وتذكر حاجتك) ورح الىّ حتى اروح معك، فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم اتى باب عثمان بن عفان فجاء البواب حتى اخذ بيده فادخله على عثمان بن عفان فاجلسه معه على الطنفسة اى البساط الذى يجلس عليه الامير خاصة) وقال ماحاجتك؟ فذكر حاجته فقضاها له. ثم قال: ماذكرت حاجتك حتى كانت هذه الساعة؟ وقال ما كانت لك من حاجة فائتنا. ثم ان الرجل خرج من عنده فلقى عثمان بن حنيف فقال له: جزاك الله خيرا، ما كان ينظر فى حاجتى ولا يلتفت الىّ حتى كلمتَه فىّ. فقال عثمان بن حنيف: والله ما كلمته، ولكن شهدتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم ......

...... وساق قصة الضرير، قال الطبرانى والحديث

میں ساری امت کے لئے متوجہ ہے جب تک تخصیص پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ تو کیا حال ہوگا جبکہ تخصیص کے نہ ہونے پر دلیل قائم ہو؟ بے شک طبرانی نے معجم کبیر اور معجم صغیر میں روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے بار بار جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ اس کی طرف التفات کرتے تھے۔ نہ اس کی ضرورت کے بارے میں سوچتے تھے۔ اس آدمی کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے ان سے یہ بات عرض کی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا " تم وضوخانہ پر جاؤ، وضو کرو۔ پھر مسجد میں جاؤ، وہاں

دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو :۔" اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد

(صفحہ پنجم)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے حضرت محمد، صلی اللہ علیک وسلم، میں اپنی ضرورت کے پورے ہونے کے لئے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں "۔ پھر اپنی حاجت کا ذکر کرو۔ اور میرے پاس آؤ کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔ وہ آدمی گیا، حضرت عثمان بن حنیف نے جو کہا تھا وہ کیا، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر آیا۔ بواب آیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ طنفسہ (وہ گدا جس پر خاص کر امیر بیٹھتا ہے) پر بٹھایا اور فرمایا " تمہاری ضرورت کیا ہے؟" اس نے اپنی ضرورت بتائی۔ آپ نے اسے پورا فرما دیا۔ پھر فرمایا " اپنی ضرورت نہیں بتائی یہاں تک کہ یہ وقت ہو گیا؟" اور فرمایا " جب بھی تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے، ہمارے پاس آنا "۔ اس کے بعد وہ آدمی آپ کے پاس سے چلا آیا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ سے کہا " اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری ضرورت کے بارے میں سوچتے بھی نہ تھے نہ ہی میری طرف توجہ فرماتے تھے، یہانتک کہ آپ نے ان سے میرے بارے میں گفتگو کی۔ تب حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا " اللہ کی قسم، میں نے ان سے گفتگو نہیں کی لیکن میں نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ . . . .

. . . . " اور نابینا والا واقعہ بیان فرمایا۔ طبرانی نے کہا " یہ حدیث صحیح ہے "۔ اسے بیہقی نے

صحیح ورواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ بسند جید۔ ✓

۵۱ ابو سلیمان سہیل الزبیبی امام جامع التجارین فی حی الشاغور قریب من جامع الشیخ احمد السروجی قدس اللہ سرہ

جواب الشیخ حسن خالد مفتی الجمہوریۃ اللبنانیۃ بانہ جرت الامۃ طبقۃ فطبقۃ علی التوسل بالانبیاء والصالحین احیاء وامواتا۔

دار الفتوی　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم
فی الجمہوریۃ اللبنانیۃ
بیروت
رقم ۳۵/۲

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی نبی اللہ، محمد وصحبہ ومن والاہ۔

✓ وقد اجاز التوسل فی عصرنا ھذا مفتی الدنیا شیخنا العلامۃ ابو الیسر عابدین فلقد ذھبنا معہ الی نوی قریٰ فی حوران مدفون ھناک الشیخ محی الدین النواوی فلما ان وصلنا الی ضریحہ امرنا شیخنا ابو الیسر بان نسأل اللہ تعالیٰ حاجاتنا عندہ وقال لنا ان الدعاء عندہ مستجاب وکذلک ممن اجاز التوسل شیخنا المحدث عبد اللہ الھرری الحبشی الشیبی العبدری نسبۃ لعبد الدار۔ وکذا شیخنا صالح فرفور العلامۃ تلمیذ الشیخ المحدث الاکبر بدر الدین الحسنی قدس اللہ سرہ۔ وعلی ذلک عمل اھل الشام وکفی بھم حجۃ اھ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وبارک۔

بھی دلائل النبوۃ میں سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ؎

۱۵ ابو سلیمان سہیل الزبیبی امام جامع النجارین، محلہ شاغور، نزد جامع شیخ احمد مروجی قدس اللہ تعالیٰ سرّہ

جواب شیخ حسن خالد مفتی جمہوریۂ لبنان کہ انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے حیات میں بھی اور بعد وفات بھی توسل کرنے پر یہ امت متواتر چلی۔

دار الفتویٰ
جمہوریۂ لبنان
بیروت
نمبر ۳۵/۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ، والصلوٰۃ والسلام علی نبی اللہ، محمد وصحبہ ومن والاہ۔

؎ اور بے شک ہمارے اس زمانے میں ہمارے شیخ مفتی دنیا علامہ ابو الیسر عابدین نے توسل کو جائز قرار دیا ہے۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ حوران کے گاؤں نوی گئے ہیں، جہاں شیخ محی الدین نواوی مدفون ہیں۔ جب ہم آپ کی قبر کے پاس پہنچے، ہمارے شیخ ابو الیسر نے ہمیں یہ حکم فرمایا کہ ہم آپ کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کے پورے ہونے کے لئے سوال کریں۔ اور آپ نے ہم سے فرمایا "بے شک یہاں پہ دعا مستجاب ہوتی ہے" اسی طرح جن حضرات نے توسل کو جائز قرار دیا ہے ان میں سے ہمارے شیخ محدث عبداللہ ہرری حبشی شیبی عبدری ہیں (قبیلہ عبد الدار کی طرف جو منسوب ہو، اسے عبدری کہا جاتا ہے)، اور اسی طرح ہمارے شیخ علامہ صالح فرفور تلمیذ شیخ محدث اکبر بدر الدین حسنی قدس اللہ سرہ ہیں۔ اور اسی پہ اہل شام کا عمل ہے اور حجت ہونے میں یہ لوگ بہت ہیں۔ ۱۵ وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وبارک۔

جاء لفظ الوسيلة فی القرآن فی قوله سبحانه:
"یاایها الذین آمنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة"
وفی قوله تعالیٰ: "قل ادعوا الذین زعمتم من دونه فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه ان عذاب ربك کان محذورا"

یعنی جل ثناؤہ بذلك "یاایها الذین صدقوا الله ورسوله فیما اخبرهم ووعدهم من الثواب واوعد من العقاب اتقوا الله، یقول: اجیبوا الله فیما امرکم ونهاکم فی الطاعة له بذلك، وحققوا ایمانکم وتصدیقکم ربکم ونبیکم بالصالح من اعمالکم، وابتغوا الیه الوسیلة یقول: واطلبوا القربة الیه بالعمل بما یرضیه، تفسیر الطبری ۲۲۶/۴

کما جاء ذکر الوسیلة فی السنة النبویة المطهرة، والاحادیث عنه علیه الصلاة والسلام معروفة ومن ذلك امرہ بطلب الوسیلة والفضیلة والمقام المحمود کما ثبت فی صحیح مسلم عن عبد الله بن عمرو عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال: "اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی، فانه من صلی علی مرة صلی الله علیه عشرا ثم سلوا لی الله الوسیلة فانها درجة فی الجنة لا تنبغی الا لعبد من عباد الله، وارجوان اکون انا ذلك العبد" فمن سال لی الوسیلة حلت علیه شفاعتی یوم القیامة"

قرآن مجید میں "وسیلہ" کا لفظ اللہ تعالیٰ کے قول یٰاَیُّھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اور قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ ان عذاب ربک کان محذورا (تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف کے دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا۔ وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تمھارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے) میں آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یہ فرماتا ہے کہ (یعنی اس کی مراد یہ ہے کہ) "اے اللہ تعالیٰ کی اور ثواب کے وعدہ اور عقاب کی وعید کی خبروں میں اس کے رسول کی تصدیق کرنے والے لوگو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو" فرماتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو ان کی طاعت کرنے میں جس امر کا حکم فرمایا ہے اور جس امر سے روکا ہے اس میں اس کے امر ونہی کو مانو، اپنے اعمال صالحہ کے ساتھ اپنے رب اور اپنے نبی پر اپنے ایمان وتصدیق کو مضبوط کر لو، اور اس کی جانب وسیلہ ڈھونڈو" فرماتا ہے کہ "جس عمل کا کرنا اس کے نزدیک پسندیدہ ہے، اس عمل کے ساتھ اس کی جانب قربت ڈھونڈو" تفسیر طبری ۱۴۶/۶۔

جس طرح سنت نبویہ مطہرہ میں وسیلہ کا ذکر آیا ہے۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی ہوئی حدیثیں معروف ہیں۔ ان میں سے آپ کا وسیلہ، فضیلت اور مقام محمود طلب کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جب تم لوگ مؤذن کی اذان سنو، جس طرح وہ کہتا ہے، اسی طرح کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لئے کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا، اللہ تعالیٰ نے اس پر دس بار رحمت نازل فرمائی، پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو کہ وہ جنت میں ایک درجہ ہے جو مناسب نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لئے، اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوؤں (اس میں تواضع ہے) تو جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا، اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہے"۔

وفى صحيح البخارى عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال: "من قال حين سمع النداء" اللهم رب هذه الدعوة التامة، والصلاة القائمة، آت محمدا الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة، وابعثه مقاما محمودا الذى وعدته انك لا تخلف الميعاد حلت له شفاعتى يوم القيامة كما انه من صلى على مرة صلى الله عليه عشرا، فان الجزاء من جنس العمل" قاعدة جليلة۔

واما سؤال المخلوق فلا يجب بل ولا يستحب الا فى بعض المواضع ويكون المسئول مامورا بالاعطاء قبل السؤال، واذا كان المؤمنون ليسوا مأمورين بسؤال المخلوقين فالرسول

-٢-

اولى بذلك صلى الله عليه وسلم فانه اجل قدرا، واغنى بالله عن غيره۔

واما التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم والتوجه به فى كلام الصحابة فيريدون به التوسل بدعائه وشفاعته۔

والتوسل به فى عرف كثير من المتأخرين يراد به: الاقسام به، والسؤال به كما يقسمون بغيره من الانبياء والصالحين ومن يعتقد فيه الصلاح۔ المرجع السابق۔

واما السؤال المعظم كالسؤال بحق الانبياء فهذا فيه نزاع، المرجع السابق/ص/٥٦/ وعلى التوسل بالانبياء والصالحين احياء واموانا جرت الامة طبقة فطبقة، وقول عمر فى الاستسقاء " وانا نتوسل اليك بعم نبينا"

اور صحیح البخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، آپ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا " اذان سننے پر جس نے کہا اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ انک لا تخلف المیعاد (اے اللہ، اے اس کامل دعوت اور قائم نماز کے رب، حضور رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ، فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور آپ کو اس مقام محمود پر بھیج جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا ہے) اس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہے " جس طرح آپ نے یہ فرمایا ہے کہ " جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس پر دس بار رحمت نازل فرمائی " اس لئے کہ قاعدہ جلیلہ ہے :۔ جزاء حسن عمل سے ہے ۔

لیکن مخلوق سے سوال کرنا واجب نہیں ہے ، بلکہ مستحب بھی نہیں ہے مگر بعض مقامات پر ، اور جس سے سوال کیا جائے وہ سوال کرنے سے پہلے عطا کرنے پر مامور ہو ۔ اور جب مؤمنین مخلوقوں سے سوال کرنے پر مامور نہیں ہیں ، تو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

— ۲ —

اس معاملے میں اولیٰ ہیں اس لئے کہ آپ جلیل ترین قدر والے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم رہ کر اس کے غیر سے سب سے زیادہ بے نیاز ہیں ۔

صحابۂ کرام کے کلام میں حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو توسل اور آپ کے وسیلہ سے جو توجہ وارد ہے ، اس سے آپ حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور آپ کی شفاعت سے توسل کو مراد لیتے ہیں ۔

متأخرین میں سے بہت سے حضرات کے عرف میں آپ سے توسل کرنے کے معنی یہ ہیں :۔ آپ کی قسم اور آپ سے سوال ، جس طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام کی ، صالحین کی اور جس کے صلاح و تقویٰ کا اعتقاد ہو اس کی قسم لوگوں میں رائج ہے ۔ مرجع سابق ۔

اور حق انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے سوال کرنے ایسے سوال معظم میں اختلاف ہے ۔ مرجع سابق رص ر ۵۶ / اور انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے حیات میں بھی اور بعد وفات بھی توسل کرنے پر یہ امت متواتر چلی ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول " اور ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سے توسل کرتے ہیں " حضرات صحابہ کرام کے توسل پر نص ہے

نص على توسل الصحابة، وفيه انشاء التوسل بشخص العباس رضی اللہ عنہ والخلاف ینحصر فی جواز التوسل بالمیت او عدمه»

واللہ اعلم»»

بیروت فی ۷ ذی القعدۃ ۱۴۰۰ھ ختم

و ۱۶/ ۹/ ۱۹۸۰م مفتی الجمهوریة اللبنانیة وماتوفیقی الا باللہ

(التوقیع) بسم اللہ الرحمن الرحیم

(الشیخ حسن خالد)

فتوی فضیلة الاستاذ الحاج احمد شیخو رئیس المجلس المرکزی لاتحاد المبلغین بجاکرتا بان التوسل جائز۔

المجلس المرکزی
لاتحاد المبلغین

P.P. ITTIHADUL MUBALLIGHIN
Jl. S. PARMAN NO 88A Slipi Telp 592430
Jakarta Barat اتحادالمبلغین

الذین یبلغون رسلٰت اللہ ویخشونه ولایخشون احدا الا اللہ، وکفی باللہ حسیبا۔ (الاحزاب ۲۹)
ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن ط (النحل ۱۲۵)

الرقم: ۲۴۹/ اتحاد/ ۱۴۰۰ھ
التاریخ: ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

حضرة محمد عاشق الرحمٰن
۱۴۰ اترسئیا - الٰه آباد - ۳
الهند

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته

اور اس میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے توسل کا کرنا پایا جاتا ہے۔
اور میت سے توسل کرنے کے جائز ہونے یا ناجائز ہونے میں اختلاف منحصر ہے۔
واللہ اعلم

بیروت، ۷ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ
۱۶/۹/۱۹۸۰ء

مہر
مفتی جمہوریۂ لبنان
(دستخط)
(شیخ حسن خالد)

وما توفیقی الا باللہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتویٰ فضیلۃ الاستاذ الحاج احمد شیخو رئیس مجلس مرکزی، اتحاد المبلغین، جاکرتا کہ توسل جائز ہے۔

مجلس مرکزی
اتحاد المبلغین

P.P. ITTIHADUL MUBALLIGHIN
Jl.S.Parman No66A Slipi Telp. 592484
Jakarta Barat اتحاد المبلغین

الذین یبلغون رسٰلت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ وکفی باللہ حسیبا۔ (احزاب ۳۹)
ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن ۔ (نحل ۱۲۵)

نمبر:- ۲۲۹/اتحاد/۱۴۰۰ھ
تاریخ:- ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

حضرت محمد عاشق الرحمٰن
نمبر ۱۴۰ اترسئیا۔ الہ آباد نمبر ۳
ہندوستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اشارۃ الی خطابکم المورخ ۱/۲/۱۴۰۰ھ بشأن حکم الوسیلۃ، اسمحوالی ان ارسل الیکم الجواب من قبل رئیس اتحاد المبلغین بارك اللہ جھودکم فی خدمۃ الاسلام وامدنا جمیعا بتوفیقہ۔

جاکرتا۔

المجلس المرکزی

لاتحاد المبلغین

ختم

ITTIHADUL MUBALLIGHIN

اتحاد المبلغین

PIMPINAN PUSAT

الرئیس

(التوقیع)

(الحاج احمد شیخو)

تحقیق معنی الوسیلۃ والفضیلۃ والمقام المحمود۔

الوسیلۃ: قال البغویون ھی ما یتقرب بہ الی الملك الکبیر یقال توسلت ای تقربت و یطلق علی المنزلۃ العلیۃ کما صرح بہ قولہ فانھا منزلۃ فی الجنۃ و یمکن ردھا الی الاول بان الواصل الی تلك المنزلۃ قریب من اللہ فکان کالقربۃ التی یتوصل بھا۔

وقد اختلف المفسرون فی قولہ تعالیٰ " وابتغوا الیہ الوسیلۃ " علی قولین:

-۱- احدھا: انھا القربۃ وھو محکی عن ابن عباس ومجاھد وعطاء والفراء، و قال قتادۃ: تقربوا الیہ بما یرضیہ۔ وقال ابوعبیدۃ: توسلت الیہ واختارہ الواحدی والبغوی والزمخشری فقال التوسل الی اللہ تعالیٰ بنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

-۲- والثانی: انھا المحبۃ ای تحببوا الی اللہ حکاہ الماوردی و ابوالفرج عن ابی زید وھو راجع الی المعنی الاول، القول البدیع

وسیلہ کے حکم سے متعلق آپ کے مورخہ ۱/۲/۱۴۰۰ھ کے خط کے حوالہ سے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ رئیس اتحاد المبلغین کی جانب سے آپ کو جواب بھیجوں۔ اللہ تعالیٰ اسلام کی خدمت میں آپ کی مشقتوں کو مبارک فرمائے اور ہم سب کو زائد سے زائد توفیق بخشے۔

جاکرتا
مجلس مرکزی
اتحاد المبلغین

مہر
ITTIHADUL MUBALLIGHIN
اتحاد المبلغین
PIMPINAN PUSAT

رئیس
(دستخط)
(الحاج احمد شیخو)

وسیلہ، فضیلت اور مقام محمود کے معنیٰ کی تحقیق

وسیلہ: لغویین نے کہا یہ وہ ہے جس سے بادشاہ عظیم کی طرف قربت حاصل کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے "توسلت" یعنی "میں نے تقرب کیا" بلند منزلت پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول تصریح کرتا ہے کہ وہ جنت میں ایک منزلت ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس معنیٰ کو معنیٔ اول کی طرف اس طرح لوٹایا جائے کہ اس منزلت کی طرف پہنچنے والی ذات اللہ تعالیٰ سے قریب ہے، تو وہ اس قربت کی طرح ہے جس سے پہنچا جاتا ہے۔

مفسرین اللہ تعالیٰ کے قول "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے بارے میں دو مختلف قولوں پر ہیں:-

۱۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ:- یہ قربت ہے۔ اس کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد، عطاء و فراء سے حکایت کی گئی ہے۔ قتادہ نے کہا:- اللہ تعالیٰ کی جانب اس سے قربت ڈھونڈو جو اسے پسند ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا:- میں نے اس کی طرف توسل کیا اور اسی کو واحدی، بغوی اور زمخشری نے اختیار کیا۔ کہا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل ہے۔

۲۔ دوم :- یہ محبت ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔ اسے ماوردی اور ابو الفرج نے ابن زید سے حکایت کیا ہے اور یہ معنیٔ اول کی طرف راجع ہے۔ (القول البدیع

للحافظ شهاب الدين محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر السخاوی المتوفی فی المدینة سنة ۹۰۲ھ۔

فی التوسل والاستعانة والتشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

اعلم انہ یجوز ویحسن التوسل والاستعانة والتشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ربہ سبحانہ وتعالیٰ وجواز ذلک وحسنہ من الامور المعلومة لکل ذی دین المعروفة من فعل الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین والعلماء والعوام من المسلمین ولم ینکر احد ذلک من اھل الادیان ولا سمع بہ فی زمن من الازمان حتی جاء ابن تیمیة وتکلم فی ذلک بکلام یلبس فیہ علی الضعفاء۔ وابتدع مالم یسبق الیہ فی سائر الاعصار فی الحکایة عن مالک فان فیھا قول مالک المنصور: استشفع بہ۔

وحسبک ان انکار ابن تیمیة للاستعانة والتوسل قول لم یقلہ عالم قبلہ وصار بہ بین اھل الاسلام مثلة۔

واقول ان التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم جائز فی کل حال قبل خلقہ وبعد خلقہ فی مدة حیاتہ فی الدنیا وبعد موتہ فی مدة البرزخ وبعد البعث فی عرصات القیامة والجنة وھو علی ثلاثة انواع:

النوع الاول: ان یتوسل بہ بمعنی ان طالب الحاجة یسأل اللہ تعالیٰ بہ او بجاھہ او ببرکتہ فیجوز ذلک فی الاحوال الثلاثة۔ وقد ورد فی کل منھا خبر صحیح۔

اما الحالة الاولیٰ قبل خلقہ فیدل علی ذلک آثار الانبیاء

تصنیف حافظ حدیث شہاب الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر سخاوی، جن کی مدینہ منورہ میں ۹۰۲ھ میں وفات ہوئی۔

توسل، استعانت اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سوال کے بارے میں

جان لو کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب تعالیٰ کی طرف توسل کرنا، مدد مانگنا اور آپ کی شفاعت کا سوال کرنا جائز اور حسن ہے۔ اس کا جواز اور حسن ان امور میں سے ہے جن کو ہر ایک دین رکھنے والا جانتا ہے اور جو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے فعل سے، سلف صالحین کی سیرت سے اور علماء و مسلم عوام سے معلوم ہیں۔ اہل ادیان میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، نہ ہی زمانوں میں سے کسی زمانے میں اس کا انکار سنا گیا، یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا اور اس پر ایسا کلام کیا جو کمزور لوگوں پر اس کے عیب کو چھپا دے۔ اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حکایت کرنے کے بارے میں ایسی بدعت کی جس کی طرف تمام زمانوں میں اس سے پیشتر کوئی نہ گیا، اس لئے کہ اس حکایت میں منصور کے لئے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمایا ہوا یہ قول ہے کہ:۔

آپ سے (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) شفاعت کی درخواست کرو۔

تمہارے لئے اتنا بہت ہے کہ ابن تیمیہ کا استعانت اور توسل سے انکار ایک ایسا قول ہے جس کو اس سے پہلے کسی عالم نے قبول نہیں کیا اور ابن تیمیہ اپنے اس انکار سے اہل اسلام کے درمیان نکٹ کنکٹا ہو گیا۔

اور میں کہتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا ہر حال میں جائز ہے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے بھی، پیدائش کے بعد بھی، دنیوی حیات ظاہرہ کے زمانے میں بھی، وفات آنی کے بعد مدت برزخ میں بھی، بعث کے بعد میدان قیامت میں بھی اور جنت میں بھی۔

اور یہ توسل تین قسموں پر ہے:۔

قسم اول یہ ہے کہ:۔ آپ سے توسل اس معنیٰ میں کیا جائے کہ ضرورت کے پورے ہونے کا طالب آپ کی ذات کریم کے وسیلہ سے، آپ کے جاہ عظیم کے وسیلہ سے یا آپ کی برکت کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ یہ تینوں حالتوں میں جائز ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں حدیث صحیح وارد ہے۔ پہلی حالت میں یعنی آپ کی پیدائش سے قبل توسل:۔ اس پر گذشتہ

الماضين صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين . اقتصرنا منها على ما تبين لنا صحته وهو مارواه الحاكم ابوعبد الله بن البيع فى المستدرك على الصحيحين او احدهما .

- ٢ -

عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا رب اسألك بحق محمد صلى الله عليه وسلم فقال الله عزوجل يا آدم وكيف عرفت محمدا ولم اخلقه قال يارب لانك لما خلقتنى بيدك ونفخت فىّ من روحك رفعت رأسى فرأيت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعرفت انك لم تضف اسمك الا احب الخلق اليك، فقال الله صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الىّ اذ سألتنى بحقه فقد غفرت لك ، ولولا محمد ماخلقتك ـ قال الحاكم هذا صحيح الاسناد ورواه البيهقى ايضا فى دلائل النبوة وذكره الطبرانى وزاد فيه وهو آخر الانبياء من ذريتك وذكر الحاكم مع هذا الحديث ايضاعن ابن عباس ـ والحديث المذكور لم يقف عليه ابن تيمية بهذا الاسناد ولا بلغه ان الحاكم صححه ولو بلغه ان الحاكم صححه لما قال ذلك ـ

ولا فرق فى هذا المعنى بين ان يعبر عنه بلفظ التوسل او الاستعانة او التشفع او التجوه والداعى بالدعاء المذكور وما فى معناه متوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم لانه جعله وسيلة لاجابة الله دعاءه ومستغيث به والمعنى انه

انبیاء کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے بارے میں وارد حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ ہم نے ان میں سے صرف اس پر اقتصار کیا جس کی صحت ہمارے لئے ظاہر ہے۔ یہ وہ ہے جسے حاکم ابو عبداللہ بن البیع نے "المستدرک علی الصحیحین او احدھما" میں روایت کیا ہے۔

- ۲ -

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (حضرت آدم علیہ السلام نے عرض فرمایا) اے رب، میں حق محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ و السلام کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم، تم نے کیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہچانا جبکہ میں نے ابھی ان کو (اس عالم میں) پیدا ہی نہیں کیا ہے۔ آپ نے عرض فرمایا یہ اس لئے کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی جانب سے روح شریف کو مجھ میں ڈالا، میں نے اپنا سر اٹھایا۔ میں نے قوائم عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب میں نے یہ جانا کہ تو نے اپنے نام پاک کے ساتھ کسی کے نام کا اضافہ نہیں فرمایا مگر اس ذات کریم کے نام پاک کا جو ساری مخلوقات میں سے تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم، تم نے سچ کہا، بے شک وہ ساری مخلوقات میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، جب تم نے مجھ سے حق محمدی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے وسیلہ سے سوال کیا، میں نے تمھیں بے شک بخش دیا۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تمھیں پیدا ہی نہ کرتا۔

حاکم نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اسے بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ طبرانی نے بھی اسے ذکر کیا ہے اور اس روایت میں اتنا زائد ہے کہ "وہ انبیاء علیہم السلام میں سے جو کہ تمھاری ذریت میں سے ہوں گے، آخری نبی ہیں"۔ حاکم نے اس حدیث کے ساتھ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ "یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے"۔ ابن تیمیہ اس سند کے ساتھ حدیث مذکور پر واقف نہ تھا۔ نہ ہی اسے یہ خبر پہنچی کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اگر اسے یہ بات پہنچتی کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، تو ایسا نہ کہتا۔

اس معنی میں اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اسے "توسل" کے لفظ سے تعبیر کیا جائے، یا "استغاثت" کے لفظ سے، یا "تشفع" کے لفظ سے، یا "توجہ" کے لفظ سے۔ اور مذکورہ دعا کے ساتھ، یا جو اس کے معنی میں ہے اس کے ساتھ۔ دعا کرنے والا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنے والا ہے، اس لئے کہ اس نے آپ کو وسیلہ بنایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرمائے۔ اور وہ آپ کے ساتھ استغاثہ کرنے والا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ اس نے اپنے مقصد میں آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔ یہاں (لفظ نبی پر اور اسکی

استغاث الله به على ما يقصده فالباء ههنا للسببية وقد ترد للتعدية كما يقول استغاث به فاغاثه ومستشفع به ومتجوه به ومتوجه فان التجوه والتوجه راجعان الى معنى واحد. والمقصود جواز ان يسأل العبد الله تعالى بمن يقطع ان له عند الله قدرا اورتبة ولا شك ان النبي صلى الله عليه وسلم له عند الله قدر على ومرتبة رفيعة وجاه عظيم.

ولسنا فى ذلك سائلين غير الله تعالى ولا داعين الا اياه ويكون ذكر المحبوب او التعظيم سببا للاجابة كما فى الادعية المأثورة واسألك بانك انت الله واسألك بكل اسم لك واسألك باسمائك واسألك بانك انت واعوذ برضاك من سخطك واسألك بحق السائلين.

وحديث الغار الذى فيه الدعاء بالاعمال الصالحة وهو فى الاحاديث الصحيحة المشهورة.

الحالة الثانية: المتوسل به بذلك النوع بعد خلقه صلى الله عليه وسلم فى مدة حياته فمن ذلك ما رواه الترمذى في جامعه فى كتاب الدعوات عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر اتى النبى صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله ان يعافينى فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خير لك قال فادعه قال فامره ان

طرف راجع ضمیر پر داخل) "ب" سببیت کے لئے ہے۔ اور کبھی یہ "ب" تعدیت کے لئے بھی آتی ہے، جیسے آدمی کہتا ہے " استغاث به فاغاثه " (اس نے اس سے مدد مانگی تو اس نے اس مدد مانگنے والے کی مدد کی)، اور " مستشفع به " (وہ اسکی شفاعت دوسرے کی طرف مانگنے والا ہے) ۔ اور " متجوه به " (وہ اسکے وسیلے سے دوسرے کی طرف متوجہ ہے) اور " متوجه به " (وہ اسکے وسیلے دوسرے کی طرف توجہ کرنیوالا ہے) اس لئے کہ تجوّہ اور توجہ دونوں ایک ہی معنی کی طرف راجع ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ بندہ کا ایسی ذات کے وسیلہ سے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قدر یا منزلت ہے، اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور نبی کریم علیہ السلام کو اعلیٰ قدر، بلند مرتبت اور جاہ عظیم حاصل ہے۔

اس میں ہم غیر اللہ سے سوال کرنے والے نہیں ہیں، نہ ہی غیر اللہ سے دعا کرنے والے ہیں۔ محبوب کا ذکر یا تعظیم تو صرف اجابتِ دعا کے سبب ہوتی ہے، جیسا کہ ماثور دعاؤں میں ہے :۔ واسألك بانك انت الله واسألك بكل اسم لك واسألك باسمائك واسألك بانك انت واعوذ برضاك من سخطك واسألك بحق السائلين (میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، میں تیرے ہر نام پاک کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں تیرے نامہائے پاک کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو تو ہے۔ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کے وسیلہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں سوال کرنے والوں کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں)۔

اور جیسا کہ اس حدیث غار میں ہے جس میں اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا ہے اور یہ حدیث مشہور احادیث صحیحہ میں ہے۔

دوسری حالت میں یعنی اسی قسم پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی پیدائش کے بعد آپ کی حیات ظاہرہ کی مدت میں توسل :۔ اس میں سے یہ حدیث ہے جس کو ترمذی نے جامع کی کتاب الدعوات میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے :۔ ایک نابینا آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا "اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے صحت بخشے" آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو دعا کروں، اور اگر چاہو تو صبر کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے" اس نے کہا " دعا فرمائیں " راوی نے کہا

يتوضأ فيحسن وضوءه و يدعو بهذا الدعاء، اللهم انى اسألك و اتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحمة يا محمد

- ۳ -

انى توجهت بك الى ربى فى حاجتى ليقضى لى اللهم شفعه فى قال الترمذى حديث حسن صحيح غريب و رواه النسائى فى عمل اليوم الليلة واخرجه ابن ماجة فى الصلاة ورأيناه فى دلائل النبوة للحافظ ابى بكر البيهقى فى كتاب الدعوات باسناد صحيح عند روح بن عبادة عن شعبة قال فقعل الرجل فبرأ ورواه ابن خزيمة وقال الحاكم صحيح على شرط البخارى ومسلم۔

الحالة الثالثة ان يتوسل بذلك بعد موته صلى الله عليه وسلم لما رواه الطبرانى فى المعجم الكبير فى ترجمة عثمان بن حنيف امر رجلا ان يدعو بالدعاء السابق فى حاجته ونص قوله تعالى "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما" الاية صريحة فى التوسل بمن له نسبة من النبى صلى الله عليه وسلم كما كان عمر بن الخطاب رضى الله عنه اذا قحط استسقى بالعباس بن عبد المطلب رضى الله عنه ويقول اللهم انا كنا اذا قحطنا توسلنا اليك بنبينا فتسقينا وانا نتوسل اليك

تب آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضوء کرے اور یہ دعا مانگے :۔ اللھم انی اسألك واتوجہ الیك بنبیك محمد نبی الرحمۃ یا محمد

۔ ۳ ۔

انی توجھت بك الی ربی فی حاجتی لیُقضی لی اللھم شفعہ فیّ (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی نبیِ رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم۔ میں اپنی ضرورت کے پورے ہونے میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا۔ اے اللہ، میرے معاملے میں آپ کی شفاعت کو قبول فرما) ـــــ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اسے نسائی نے "عمل الیوم و اللیلۃ" میں روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے اسے کتاب الصلوٰۃ میں روایت کیا ہے۔ ہم نے اس حدیث کو حافظ حدیث ابو بکر بیہقی کی "دلائل النبوۃ" کی کتاب الدعوات میں سند صحیح کے ساتھ دیکھا ہے۔ اس میں یہ روح بن عبادہ سے مروی ہے، اور انھوں نے اسے حضرت شعبہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ تب اس آدمی نے ایسا کیا اور اچھا ہو گیا۔ اسے ابن خزیمہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے اس حدیث کو روایت کر کے یہ کہا ہے کہ یہ بخاری اور مسلم کی شرط پہ صحیح ہے۔

تیسری حالت میں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہرہ کے بعد آپ سے اسی طرح توسل ہے اس لئے کہ طبرانی نے معجم کبیر میں ترجمۂ حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو اس کی اپنی حاجت میں مذکورہ دعاء مانگنے کے لئے حکم کیا۔ اور نصِّ قرآنی ہے :۔ "ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوك فاستغفروا اللہ و استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما" (اور جب وہ اپنی جانوں پہ ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔ یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت رکھنے والے سے توسل کرنے کے بارے میں صریح ہے، جیسے قحط کے زمانے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا تھا۔ آپ یہ دعاء فرماتے تھے کہ "اے اللہ، ہم قحط کے زمانے میں تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا۔

بعمر نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاسقنا قال فیسقون رواہ البخاری - انتہی - من کتاب القول البدیع للسخاوی المتوفی سنة ۹۰۲ھ ملخصا من کتاب تحفة الذاکرین شرح الشوکانی علی کتاب الحصن الحصین من کلام سید المرسلین وکتاب شفاء السقام فی زیارة خیر الانام للشیخ المحدث تقی الدین السبکی الشافعی المتوفی سنة ۷۵۶ھ

ختم

المجلس المرکزی لاتحاد المبلغین

ITTIHADUL MUBALLIGHIN

اتحاد المبلغین

PIMPINAN PUSAT

فتوی الشیخ العلامة المفتی محمد عبد القیوم القادری الهزاروی الباکستانی من شیوخ الجامعة النظامیة الرضویة بلاهور بان التوسل جائز بل هو مطلوب شرعا فاستحال ان یکون شرکا وان المعتقد به مؤمن ولیس بمشرك واعماله مقبولة وان من جعل التوسل شرکا والمعتقد به مشرکا فقد کذب اللّٰه والرسول والصحابة والاسلاف وهو خارج من جماعة المسلمین وهو غال

اور ہم تیری طرف اپنے نبی مکرم حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما۔ فرمایا تب سیراب ہوتے تھے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ انتہیٰ
یہ کتاب "القول البدیع" تصنیف سخاوی متوفی ۹۰۶ھ سے ماخوذ ہے جیسا کہ "الحصن الحصین من کلام سید المرسلین" پر شوکانی کی لکھی ہوئی شرح "تحفۃ الذاکرین" اور شیخ محدث تقی الدین سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ کی "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" سے ملخص ہے۔

مہر مجلس مرکزی، اتحاد المبلغین

ITTIHADUL MUBALLIGHIN

اتحاد المبلغین

PIMPINAN PUSAT

فتویٰ شیخ علامہ مفتی محمد عبد القیوم قادری ہزاروی پاکستانی، جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور کہ توسّل جائز ہے، بلکہ شرعاً مطلوب ہے، تو یہ محال ہے کہ وہ شرک ہو، توسل کا معتقد مؤمن ہے، مشرک نہیں ہے، اس کے اعمال مقبول ہیں، جس نے توسّل کو شرک قرار دیا اور توسّل کے معتقد کو مشرک کہا اس نے بیشک اللہ تعالیٰ، حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرات اسلاف کی تکذیب کی، وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے، اس میں غلو ہے، وہ دین کے معاملے میں تشدید کرنے والا ہے، یہ لازم ہے کہ اس میں خارجیوں کی خاصیت ہو اور یہ بھی لازم ہے کہ

ومشدِّد فی الدین ویلزمه ان یکون فیه خواص الخوارج ویلزمه ان یکون ضالاً ولیعلم ان للشیخ المذکور جوابا اٰخر علی هذا الاستفتاء اخصر من الجواب الاٰتی ولا نذکره لان الجواب الاٰتی متضمن علی مافیه لکنه علینا ان نذکر ان علی جوابه المختصر تصدیق الشیخ العلامة المفتی محمد عبد الحکیم شرف القادری وعلیه ختم الجامعة النظامیة الرضویة۔

الجواب وهو الموفق للصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل التوسل من خصائص خلقه وهو المنزه عن ان یکون وسیلة والصلوٰة والسلام علی سید الخلق وهو للخلق وسیلة واٰله وصحبه وهم الذین اتخذوه وسیلة۔

اما بعد فالاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین بل بالصالحین حق ثابت بکتاب اللہ تعالٰی و سنة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و اجماع الصحابة ومن قال انه شرک فهو جاهل

وہ گمراہ ہو۔ جاننا چاہیئے کہ شیخ مذکور کا اسی استفتار پر ایک دوسرا جواب ہے جو آنے والے جواب کی بہ نسبت مختصر ہے۔ لیکن ہم اُس جواب کو اس لئے نہیں ذکر کریں گے کہ آنے والا جواب اس کے مضمون پر متضمن ہے۔ ہاں، یہ ذکر کر دینا ہمارے لئے ضروری ہے کہ اُس مختصر جواب پر شیخ علاّمہ مفتی محمد عبد الحکیم شرف قادری کی تصدیق اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی مہر ہے۔

الجواب وھو الموفق للصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل التوسل من خصائص خلقہ وھو المنزہ عن ان یکون وسیلۃ والصلوٰۃ والسلام علی سید الخلق وھو للخلق وسیلۃ وآلہ وصحبہ وھم الذین اتخذوہ وسیلۃ

امابعد :- انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے، بلکہ صالحین سے توسل کرنے کا اعتقاد حق ہے۔ یہ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع سے ثابت ہے۔ جس نے یہ کہا کہ وہ شرک ہے، وہ جاہل ہے یا گمراہ و گمراہ گر ہے۔ اس لئے کہ توسل شرعاً مطلوب ہے اور حسن ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مامور بہ ہے۔ تو یہ کیسے شرک ہوگا؟

اضال ومضل لان التوسل مطلوب وحسن شرعا بل هومامور بـه من الله فكيف يكون شركا والشرك قبيح لذاته و الامر من الله يقتضي حسن المامور به فماهو حسن يستحيل ان يكون قبيحا لذاته فناسب لنا ان نظهر ماخفي عليهم۔

فاقول اولا التوسل لغة جعل الشئ وسيلة وتسببا لحصول المقصد و في اصطلاح الشرع جعل الشئ الذى له عند الله قدر و مرتبة وسيلة لاجابة الدعاء فما له قدر و منزلة عند الله فالتوسل به جائز وحسن ذاتا كان او عملا صالحا۔

لا شك ان الانبياء و المرسلين و المسلمين الصالحين لهم عند الله قدر و منزلة قد قال الله تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجت (الاية، جزء ٣ س البقرة) و قال الله تعالى في شان حبيبه عليه الصلوة والسلام ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم (الاية، جزء ٩ س انفال) و لسوف يعطيك ربك فترضى (الاية، جزء ٣٠ س والضحى) و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (الاية، جزء ٥ س نساء) و قال الله تعالى لله العزة و لرسوله وللمومنين (الاية جزء ٢٨ س المنفقون)

وكذا ثبت لهم القدر و المنزلة بالاحاديث قد روى الترمذى قال رسول الله

شرک تو قبیح لذاتہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے صادر ہونے والا امر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مامور بہ میں حسن ہو۔ تو جو حسن ہے اس کے لئے محال ہے کہ وہ قبیح لذاتہ ہو۔ ایسے میں ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم اس امر کو ظاہر کر دیں جو ان لوگوں پر پوشیدہ رہا۔

میں اوّلاً یہ کہتا ہوں کہ:۔ لغت میں توسل کے معنیٰ مقصد کے حصول کے لئے شئی کو وسیلہ اور سبب بنانے کے ہیں اور شرع شریف کی اصطلاح میں اس کے معنیٰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و مرتبت والی شئی کو دعا کے قبول ہونے کے لئے وسیلہ بنانے کے ہیں۔ لہذا جس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت ہے، اس سے توسل جائز اور حسن ہے، خواہ وہ ذات ہو یا عمل صالح ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور صالح مسلمین کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجٰت الآیۃ (یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا) (پارہ ۳، سورۂ بقرہ)، اپنے حبیب اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرمایا ہے ما كان الله ليعذبهم وانت فيهم الآیۃ (اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) (پارہ ۹، سورۂ انفال)، ولسوف يعطيك ربك فترضىٰ الآیۃ (اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے) (پارہ ۳۰، سورۂ والضحیٰ) اور ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما الآیۃ (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں) (پارہ ۵، سورۂ نساء)۔ اور فرمایا ہے لله العزة ولرسوله وللمؤمنين الآیۃ (عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے) (پارہ ۲۸، سورۂ المنٰفقون)۔

اسی طرح احادیث کریمہ سے آپ حضرات کی قدر و منزلت ثابت ہے۔ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو

صلی اللہ علیہ وسلم انزل اللہ علیّ امانین لامتی وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم، وماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون
(ترمذی، ابواب التفسیر، ص ۴۳۹)

وروی الطبرانی وغیرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیدفع المسلم الصالح عن مائۃ من اھل بیت جیرانہ۔ (کنز العمال، ج ۹، ص ۵)

وروی الترمذی فی الجامع قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس رجلان رجل برتقی کریم علی اللہ ورجل شقی مھین علی اللہ۔ (ترمذی، ص ۴۲۰)

فھذہ النصوص صریحۃ فی ان للمرسلین والصّلحین عند اللہ مرتبۃ ومنزلۃ فاذا ثبت ھذا فالتوسل بذوات الانبیاء والصالحین وکذا بالاعمال الصالحۃ جائز وحسن۔

اما جوازہ بالذوات فثابت بالکتاب والسنۃ والاجماع وکذا باقوال السلف۔

اما الکتاب فقولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (جزء ۶، س مائدہ) وھی شاملۃ للذوات والاعمال لان الوسیلۃ کل مایتوسل بہ ای یتقرب بہ الی اللہ من قرابۃ اوصنیعۃ او غیر ذلک۔
(تفسیر کشاف، جار اللہ زمخشری م ۵۳۸ھ)

ولان المراد من الوسیلۃ القربۃ کما قال عامۃ المفسرین والقربۃ اما ان یکون بمعنی اسم الفاعل ای مقرب والمقرب الحقیقی

انا میں نازل فرمائیں :۔ وما کان اللہ لیعذ بھم وانت فیھم (اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) اور وما کان اللہ معذ بھم وھم یستغفرون (اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں)۔ (ترمذی، ابواب التفسیر، ص۴۳۹)۔

طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ صالح مسلمان کو اس کے پڑوسیوں میں سے سو گھروں کے لوگوں سے بچاتا ہے۔ (کنز العمال ص ج۵/۹۶)۔

ترمذی نے جامع میں روایت کیا ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دو قسموں کے ہیں۔ ایک وہ ہے جو نیک ہے، پرہیز گار ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزیز ہے اور دوسرا وہ ہے جو بدبخت ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہے۔ (ترمذی ص۴۲۰)۔

یہ نصوص صراحۃً اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرات مرسلین علیہم السلام اور صالحین کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ و منزلت ہے۔ جب یہ ثابت ہے، تب حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی ذاتوں سے، نیز اعمال صالحہ سے توسل جائز و حَسَن ہے۔

آپ حضرات کی ذاتوں سے توسل کرنے کا جواز کتاب اللہ تعالیٰ، سنّتِ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امّت اور سلف صالحین کے اقوال سے ثابت ہے۔

کتاب اللہ میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ قول اس پر دال ہے :۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) (پارہ ۶، سورۂ مائدہ)۔ یہ ذاتوں کو بھی شامل ہے، اعمال کو بھی شامل ہے، اس لئے کہ وسیلہ ہر اس کو کہا جاتا ہے جس سے توسل کیا جاتا ہے یعنی جس سے باری تعالیٰ کی طرف قربت ڈھونڈی جاتی ہے، خواہ وہ قرابت ہو، عمل حسن ہو یا اور کچھ ہو۔

(تفسیر کشاف از جار اللہ زمخشری متوفّٰی ۵۳۸ھ)

اور وسیلہ ذوات و اعمال دونوں کو اس لئے شامل ہے کہ وسیلہ سے مراد قربت ہے جیسا کہ عامۂ مفسرین نے فرمایا ہے۔ لفظ قربت یا تو اسم فاعل کے معنیٰ میں ہے یا اسم مفعول کے معنیٰ میں ہے۔ اسم فاعل کے معنیٰ میں ہونے کی صورت میں اس سے مراد مقرِّب (قریب کر دینے والا) ہو گا۔ لیکن مقرِّبِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ یہاں مراد نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا قربت کی طرف اسناد سے مراد

هو اللہ تعالیٰ وهو ليس بمراد ههنا فيكون الاسناد الى السبب اى سبب القرب الى الله او يكون القربة بمعنى اسم المفعول اى مقرب الى الله فالقربة بكلا المعنيين شاملة للذات والعمل لان سبب القرب الى الله او المقرب الى الله كما يكون اعمالا كذٰلك يكون ذواتا فقد قال الله تعالىٰ ماكان الله ليعذبهم وانت فيهم، كما قال وما كان الله معذبهم وهم يستغفرون، وانت فيهم فى الاية الاولىٰ بيان للذوات وهم يستغفرون فى الاية الثانية بيان للاعمال وكذا قال الله تعالىٰ ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما، فاستغفروا الله، بيان للاعمال، واستغفر لهم الرسول، بيان للذوات فعلم ان سبب القرب او المقرب الى الله على اى المعنيين تحمل الوسيلة فهى شاملة للذوات والاعمال لهذا المعنى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انزل الله علىّ امانين لامتى وماكان الله ليعذبهم وانت فيهم وماكان الله معذبهم وهم يستغفرون (رواه الترمذى، ابواب التفسير، ص ۴۳۹) روى الحاكم م ۴۰۵ھ فى المستدرك ج ۲، ص ۳۱۲ عن حذيفة رضى الله عنه فى قوله تعالىٰ

درحقیقت اس کے سبب کی طرف اسناد ہوگی، اور قربت کے معنیٰ " قرب الٰہی کے سبب" کے ہوں گے۔ اور اسم مفعول کے معنیٰ میں ہونے کی صورت میں اس سے مراد مقرَّب (قریب کیا ہوا) ہوگا۔ ان دونوں میں سے ہر معنیٰ کے اعتبار سے قربت ذات اور عمل دونوں کو شامل ہے، اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کے قرب کا سبب یا اللہ تعالیٰ کی طرف مقرَّب یعنی قریب کیا ہوا جس طرح عمل ہوتا ہے، اسی طرح ذات بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم (اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) جیسے یہ بھی فرمایا ہے کہ وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون (اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں)۔ پہلی آیت میں وارد " وانت فیھم" (جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) ذوات کے بیان کے لئے ہے اور آیت دوم میں " وھم یستغفرون" (جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں) اعمال کے بیان کے لئے ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما (اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔ یہاں " فاستغفروا اللّٰہ" (پھر اللہ سے معافی چاہیں) اعمال کے بیان کے لئے ہے اور " واستغفر لھم الرسول" (اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں) ذوات کے بیان کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دو معنیٰ کے اعتبار سے سببِ قرب بھی وسیلہ پر محمول ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف مقرَّب (قریب کیا ہوا) بھی۔ اس طرح وسیلہ ذوات کو بھی شامل ہے، اعمال کو بھی شامل ہے۔ اسی لئے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو امانیں نازل فرمائیں :- وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم (اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو) اور وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون (اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں) (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ جامع الترمذی، ابواب التفسیر، ص ۴۳۹)۔ حاکم متوفّٰی ۴۰۵ھ نے مستدرک (ص ۳۱۲/۲) میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے قول وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو)

وابتغوا الیه الوسیلۃ، قال لقد علم المحفوظون من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابن[عہ] ام عبد من اقربھم الی اللہ وسیلۃ۔

روی البخاری فی الصحیح، ج ۱، ص ۱۳۷ فی باب الاستسقاء عن انس رضی اللہ عنہ ان عمر رضی اللہ عنہ استسقیٰ متوسلا بالعباس رضی اللہ عنہ وقال عمر للناس اتخذوہ وسیلۃ الی اللہ تعالیٰ۔ (فتح الباری، ج ۲، ص ۴۱۲)

اخرج ابن سعد م ۲۳۰ھ فی الطبقات، ج ۷، ص ۴۴۴) ان معاویۃ استسقی متوسلا بیزید بن الاسود الجرشی۔

رواہ الامام ابو اسحٰق م ۴۷۲ھ فی المھذب باب الاستسقاء نقلھما ابن تیمیۃ فی رسالتہ التوسل والوسیلۃ، سیأتی تفصیل الروایات المذکورۃ ان شاء اللہ۔

فعلم من ھذہ الروایات ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ یحملون اٰیۃ الوسیلۃ علی المعنی الشامل للذوات والاعمال کما سیزید وضوحا بالاحادیث الاٰتیۃ۔

واما بالسنۃ: فقد روی ابن ماجۃ م ۲۷۳ھ فی سننہ باب صلوٰۃ الحاجۃ، ص ۹۹ عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ لی ان یعافینی فقال ان شئت اخرت لک وھو خیر وان شئت دعوت فقال ادعہ فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویصلی رکعتین ویدعو بھذا الدعاء: اللھم انی اسألک

عہ ھو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۲۔

کے بارے میں یہ روایت کیا ہے :۔ فرمایا بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے محفوظ حضرات نے جان لیا کہ ابن[عہ] امّ عبد وسیلہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کی جانب ان حضرات میں سے اقرب اشخاص میں ہیں۔

بخاری نے صحیح البخاری (ص۱۳۷ ج۱) کے باب الاستسقاء میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرتے ہوئے استسقاء فرمایا اور لوگوں سے فرمایا "آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب وسیلہ بناؤ"۔ (فتح الباری ص۴۱۲ ج۲)۔

ابن سعد متوفی ۲۳۰ھ نے طبقات (ص۴۴۴ ج۷) میں روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت یزید بن اسود جرشی سے توسل کرتے ہوئے استسقاء کیا۔

امام ابو اسحاق متوفی ۴۷۶ھ نے اسے مہذب کے باب الاستسقاء میں روایت کیا ہے۔ ان دونوں روایتوں کو ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں نقل کیا ہے۔ ان شاء اللہ روایات مذکورہ کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیت وسیلہ (میں وارد "وسیلہ") کو ایسے معنیٰ پر محمول فرماتے ہیں جو ذوات اور اعمال دونوں کو شامل ہیں، جیسا کہ آنے والی احادیث کریمہ سے مزید واضح ہو جائے گا۔

سنت نبویہ میں سے یہ حدیث ذوات سے توسل کرنے کے جواز پر دال ہے :۔ ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے سنن ابن ماجہ کے باب صلوٰۃ الحاجہ (ص۹۹) میں حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا "آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ مجھے صحت عطا فرمائے"۔ آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو تمہارے لئے اسے مقدم نہ رکھوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اور اگر چاہو تو دعا کروں"۔ اس نے کہا "آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں"۔ تب آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے :۔ اللھم انی اسألك واتوجہ الیك بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم شفعہ فیّ (اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جانب

عہ یعنی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲۔

واتوجه الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم شفعہ فی، وقال فی آخرہ قال اسحٰق ھذا حدیث صحیح۔ وفی روایۃ الطبرانی قال عثمان بن حنیف فواللہ ما تفرقنا ولا طال بنا الحدیث حتی دخل الرجل وقد ابصر کانہ لم یکن بہ ضر۔

رواہ الترمذی (م ۲۷۹ھ) فی الجامع ابواب الدعوات ص ۵۱۵ وقال ھذا حدیث حسن صحیح۔

رواہ البخاری (م ۲۵۶ھ) فی التاریخ، ج ۶، ص ۲۰۹

رواہ الطبرانی (م ۳۶۰ھ) فی المعجم الصغیر ص ۱۰۳ والکبیر۔

رواہ البیہقی (م ۴۵۸ھ) فی دلائل النبوۃ۔

رواہ الحاکم (م ۴۰۵ھ) فی المستدرک ج ۱، ص ۵۱۹، کتاب الدعا وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم۔

رواہ احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) فی مسندہ، ج ۴، ص ۱۳۸۔

رواہ ابن خزیمۃ (م ۳۱۱ھ) فی صحیحہ۔

نقلہ المنذری (م ۶۵۶ھ) فی الترغیب والترھیب، ج ۱، ص ۴۷۴۔

نقلہ النووی (م ۶۷۶ھ) فی کتاب الاذکار، باب صلوٰۃ الحاجۃ ص ۱۶۷۔

نقلہ تقی الدین السبکی الشافعی (م ۷۵۶ھ) فی کتابہ شفاء السقام ص ۱۶۵۔

نقلہ الحافظ نورالدین الھیثمی (م ۸۰۷ھ) فی مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۲۷۹۔

نقلہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) فی رسالتہ التوسل والوسیلۃ، ذکرہ محمد بن عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم فی تحفۃ الاحوذی شرح الجامع الترمذی، ج ۴، ص ۲۸۲۔

نقلہ جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) فی الجامع الصغیر والکبیر وخصائص الکبریٰ، ص ۲۰۱۔

نقلہ احمد بن محمد بن ابی بکر القسطلانی (م ۹۲۳ھ) فی المواھب اللدنیۃ،

نبی رحمت حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں نے اپنی اس حاجت کے پورے ہونے کے لئے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے توجہ کی، اے اللہ، میرے معاملہ میں آپ کی شفاعت کو قبول فرما) - ابن ماجہ نے اس کے اخیر میں کہا" اسحاق نے کہا یہ حدیث صحیح ہے" اور طبرانی کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" قسم اللہ تعالیٰ کی، نہ ہم لوگ جدا ہوئے تھے، نہ ہی ہماری گفتگو طویل ہوئی تھی کہ وہ آدمی اس حالت میں داخل ہوا کہ وہ بینا تھا. گویا وہ کبھی نابینا تھا ہی نہیں"

اسے ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) نے جامع الترمذی کے ابواب الدعوات ط(ص ۵۱۵) میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اسے بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے تاریخ (ص ۲۰۹، ج ۶) میں روایت کیا۔

طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے معجم صغیر (ص ۱۰۳) اور معجم کبیر میں۔

بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے دلائل النبوۃ میں۔

حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) نے اسے مستدرک کی کتاب الدعوات (ص ۵۱۹، ج ۱) میں روایت کیا اور کہا یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) نے مسند میں (ص ۱۳۸، ج ۴)۔

ابن خزیمہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے صحیح ابن خزیمہ میں۔

اس حدیث کو منذری (متوفی ۶۵۶ھ) نے ترغیب وترہیب میں نقل کیا (ص ۴۷۴، ج ۱)۔

نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے کتاب الاذکار کے باب صلوٰۃ الحاجۃ میں (ص ۱۶۷)۔

علامہ تقی الدین سبکی شافعی (متوفی ۷۵۶ھ) نے اپنی کتاب شفاء السقام میں (ص ۱۶۵)۔

حافظ حدیث نورالدین ہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) نے مجمع الزوائد (ص ۲۷۹، ج ۲) میں۔

ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اپنے رسالہ" التوسل والوسیلۃ" میں، جیسا کہ محمد بن عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم نے اپنی شرح جامع الترمذی" تحفۃ الاحوذی" میں ذکر کیا ہے (ص ۲۸۲، ج ۴)۔

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے جامع صغیر، جامع کبیر اور خصائص کبریٰ (ص ۲۰۱) میں۔

علامہ احمد بن محمد بن ابو بکر قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کی زیارۃ قبر النبی

فصل زیارۃ قبرہ علیہ السلام۔

نقلہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی (م ۱۱۲۲ھ) فی شرح المواھب، ج ۸، ص ۳۶۱۔

نقلہ الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) فی تحفۃ الذاکرین، ص ۱۶۲۔

نقلہ الشوکانی فی کتابہ الدر النضید، ذکرہ محمد بن عبد الرحمٰن فی تحفۃ الاحوذی فی شرح الجامع الترمذی، ج ۴، ص ۱۸۲۔

فثبت بھذا الحدیث ان التوسل بالذوات جائز لان النبی صلی اللہ علیہ و سلم امر الرجل ان یتوسل بذاتہ الشریف فی دعائہ للحاجۃ۔

و کذلک یجوز التوسل بذوات الصالحین کما اخرج البخاری (م ۲۵۶ھ) فی الجامع الصحیح، ج ۱، ص ۱۳۷ باب الاستسقاء۔

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا صلی اللہ علیہ و سلم فاسقنا قال فیسقون و ذکر الحافظ ابن حجر فی الفتح بسند عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ثم عمر خطب الناس فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کان یری للعباس ما یری الولد للوالد فاقتدوا ایھا الناس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی عمہ العباس و اتخذوہ وسیلۃ الی اللہ،

(فتح ج ۲، ص ۴۱۲)

علیہ السلام کی فصل میں۔
علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے شرح مواہب لدنیہ میں (ج ۸ ص ۳۶۱)۔
شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے تحفۃ الذاکرین میں (ص ۱۶۲)۔
شوکانی نے اس حدیث کو اپنی کتاب در نضید میں بھی نقل کیا ہے، جیسا کہ محمد بن عبد الرحمٰن نے اپنی شرح جامع الترمذی "تحفۃ الاحوذی" میں ذکر کیا ہے (ج ۴ ص ۲۸۳)۔
اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ ذوات سے توسل جائز ہے، اس لئے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی ضرورت کے پورے ہونے کے لئے دعا کرنے میں آپ کی ذات شریفہ سے توسل کرے۔

اسی طرح ذوات صالحین سے توسل کرنا بھی جائز ہے، جیسا کہ بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے جامع صحیح (صحیح البخاری) کے باب الاستسقاء (ج ۱ ص ۱۳۷) میں روایت کیا ہے۔
(بخاری نے) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (یہ روایت کیا ہے کہ):- جب لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ آپ نے عرض فرمایا "اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اب ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما" حضرت انس نے فرمایا وہ سیراب ہوتے تھے۔ حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند کے ساتھ اس حدیث کا ذکر کیا ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا بے شک حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ایسا تھا جیسا اولاد کی نظر میں والد کا ہوتا تھا۔ لہذا، اے لوگو، عم نبی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرو اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب وسیلہ بناؤ (فتح الباری ج ۲ ص ۴۱۲)۔

رواہ البیہقی (م ۴۵۸ھ) فی السنن الکبریٰ، ج ۳، باب الاستسقاء ص ۳۵۲۔
رواہ ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) فی التاریخ، کتاب الاستسقاء ج ۲، ص ۳۵۰۔
رواہ الحاکم (م ۴۰۵ھ) فی المستدرک۔
رواہ عبد الرزاق (م ۲۱۱ھ) فی مصنفہ ذکرہ القسطلانی فی المواہب فصل الاستسقاء۔
نقلہ النووی (م ۶۸۶ھ) فی کتاب الاذکار، ص ۱۶۰۔
نقلہ ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ) فی فتح الباری، ج ۲، ص ۴۱۲۔
نقلہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) فی رسالتہ التوسل والوسیلۃ ذکرہ محمد عبد الرحمن فی تحفۃ الاحوذی، ج ۴، ص ۲۸۲۔
نقلہ احمد بن محمد القسطلانی (م ۹۲۳ھ) فی المواہب باب الاستسقاء۔
نقلہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی المالکی (م ۱۱۲۲ھ) فی شرح المواہب، ج ۸، ص ۸۰۔
نقلہ الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) فی نیل الاوطار، ج ۴، ص ۸۔
〃 〃 〃 فی تحفۃ الذاکرین، ص ۱۶۲۔
〃 〃 〃 فی الدر النضید ذکرہ محمد عبد الرحمن فی تحفۃ الاحوذی، ج ۴، ص ۲۸۲۔

وروی ابن سعد (م ۲۳۰ھ) فی الطبقات، ج ۷، ص ۴۴۴،
عن ابی الیمان عن صفوان بن عمرو عن سلیم بن عامر الخبائری ان السماء قحطت فخرج معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ واھل دمشق یستسقون فلما قعد معاویۃ علی المنبر قال این یزید بن الاسود الجرشی، قال فناداہ الناس فاقبل یتخطی فامرہ معاویۃ فصعد المنبر فقعد عند رجلیہ فقال معاویۃ اللھم نستشفع الیک الیوم بخیرنا وافضلنا اللھم انا نستشفع الیک بیزید بن الاسود الجرشی یا یزید ارفع یدیک الی اللہ فرفع یزید یدیہ ورفع الناس

اسے بیہقی (متوفیٰ ۴۵۸ھ) نے سنن کبریٰ کے باب الاستسقاء (ص ۳۵۲ ج ۳) میں روایت کیا ہے۔
ابن عساکر (متوفیٰ ۵۷۱ھ) نے تاریخ کی کتاب الاستسقاء (ص ۳۵۱ ج ۲) میں۔
حاکم (متوفیٰ ۴۰۵ھ) نے مستدرک میں۔
عبدالرزاق (متوفیٰ ۲۱۱ھ) نے اپنے مصنف میں، جیسا کہ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ کی فصل استسقاء میں ذکر کیا ہے۔
اسے علامہ نووی (متوفیٰ ۶۷۶ھ) نے کتاب الاذکار (ص ۱۶۰) میں نقل کیا ہے۔
علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفیٰ ۸۵۲ھ) نے فتح الباری (ص ۴۱۲ ج ۲) میں۔
ابن تیمیہ (متوفیٰ ۷۲۸ھ) نے اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں، جیسا کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے تحفۃ الاحوذی (ص ۲۸۲ ج ۴) میں ذکر کیا ہے۔
علامہ احمد بن محمد قسطلانی (متوفیٰ ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کے باب الاستسقاء میں۔
علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی (متوفیٰ ۱۱۲۲ھ) نے شرح مواہب لدنیہ (ص ۷۸ ج ۸) میں۔
شوکانی (متوفیٰ ۱۲۵۰ھ) نے نیل الاوطار (ص ۸ ج ۴) میں۔
اُسی نے تحفۃ الذاکرین (ص ۱۶۲) میں۔
اُسی نے درّ نضید میں، جیسا کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے تحفۃ الاحوذی (ص ۲۸۲ ج ۴) میں ذکر کیا ہے۔

اور ابن سعد (متوفیٰ ۲۳۰ھ) نے طبقات (ص ۴۴۴ ج ۷) میں ابوالیمان سے روایت کیا ہے، انھوں نے صفوان بن عمرو سے، انھوں نے سلیم بن عامر خبائری سے کہ آسمان سے پانی کا برسنا رک گیا۔ تب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور اہل دمشق استسقاء کرنے نکلے۔ جب حضرت معاویہ منبر پر بیٹھے، فرمایا "یزید بن اسود جرشی کہاں ہیں؟" راوی نے کہا تب لوگوں نے انہیں پکارا۔ آپ آگے بڑھتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت معاویہ نے آپ سے فرمایا تو آپ منبر پر چڑھے اور نیچے کی طرف بیٹھے۔ تب حضرت معاویہ نے عرض کیا:- "اے اللہ، آج ہم لوگ تیری جانب اپنے بہترین اور اپنے برترین کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے اللہ، آج ہم لوگ تیری جانب حضرت یزید بن اسود جرشی کی شفاعت طلب کرتے ہیں، اے حضرت یزید، آپ اپنے ہاتھوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائیں۔" حضرت یزید بن اسود نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور لوگوں نے بھی اپنے

ایدیھم فما کان او شك ان ثارت سحابۃ فی المغرب و هبت لھا ریح فسقینا حتی کاد الناس لا یتصلون الی منازلھم۔

رواہ الامام ابو اسحٰق ابراھیم بن محمد الشیرازی (م ٤٧٦ھ) فی المھذب باب الاستسقاء۔

نقلہ الامام النووی (م ٦٧٦ھ) فی تھذیب الاسماء و اللغات ج ٢، ص ١٦١۔

نقلہ الامام النووی فی شرح المھذب، ج ٥، ص ٦٧۔

نقلہ ابن تیمیۃ (م ٧٢٨ھ) فی رسالتہ التوسل والوسیلۃ، ذکرہ محمد عبد الرحمٰن فی تحفۃ الاحوذی، ج ٤، ص ٢٨٢۔

نقلہ ابن تیمیۃ (م ٧٢٨ھ) فی شرح المھذب باب الاستسقاء۔

فثبت بھذہ الروایات التوسل بالصالحین لان عمر رضی اللہ عنہ توسل بالعباس رضی اللہ عنہ فی محضر الصحابۃ وکذا معاویۃ رضی اللہ عنہ توسل بیزید بن الاسود فی محضر الصحابۃ والتابعین رضوان اللہ علیھم اجمعین فلم ینکر علیھما احد من الصحابۃ فعلم ان الوسیلۃ المطلوبۃ فی الآیۃ عامۃ من ان تکون اعمالا اوذواتا ولوکان التوسل بذوات الانبیاء والصالحین شرکا کما زعم المنکرون لانکر الصحابۃ علی عمر ومعاویۃ رضی اللہ عنھم اجمعین۔

فالاحادیث والآثار المذکورۃ کما تدل علی جواز التوسل بالذوات فکذا تدل علی ان التوسل بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم وبالصالحین فی حیوتھم جائز۔

التوسل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جواز التوسل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت عقلا وشرعا

اما عقلا: فلانہ لما کانت الوسیلۃ باعثۃ لتقرب العباد الی اللہ

ہاتھوں کو اٹھایا۔ جلد ہی مغرب میں ایک بادل اٹھا اور اسے ہوا لے چلی۔ تب ہم لوگ ایسے سیراب ہوئے کہ لوگوں کا اپنے مکانوں تک پہنچنا تقریباً دشوار ہو گیا۔

اس حدیث کو امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) نے مہذب کے باب الاستسقاء میں روایت کیا۔

امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے اسے تہذیب الاسماء و اللغات (ص ۱۶۱/ج ۲) میں نقل کیا۔

آپ ہی نے شرح مہذب (ص ۶۶/ج ۵) میں۔

ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اسے اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں، جیسا کہ محمد بن عبد الرحمٰن نے تحفۃ الاحوذی (ص ۲۸۲/ج ۴) میں ذکر کیا ہے۔

اسی ابن تیمیہ نے شرح مہذب کے باب الاستسقاء میں۔

ان روایات سے حضرات صالحین سے توسل کرنا ثابت ہو گیا، اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحابۂ کرام کی موجودگی میں توسل فرمایا۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے صحابۂ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی موجودگی میں توسل کیا۔ لیکن حضرات صحابۂ کرام میں سے ایک نے کبھی ان دونوں پر انکار نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ مذکورہ میں جو وسیلہ مطلوب ہے، وہ اعمال اور ذوات دونوں کو عام ہے۔ اگر حضرات انبیاء اور صالحین کی ذوات سے توسل کرنا شرک ہوتا، جیسا کہ منکرین کا زعم ہے، تو صحابۂ کرام نے حضرت عمر اور حضرت معاویہ پر ضرور انکار فرمایا ہوتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مذکورہ احادیث و آثار جس طرح ذوات سے توسل کرنے کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، اسی طرح اس پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں آپ سے اور حضرات صالحین کی حیات میں آپ حضرات سے توسل جائز ہے۔

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنے کا جواز عقلاً بھی ثابت ہے، شرعاً بھی ثابت ہے۔

یہ عقلاً اس لئے ثابت ہے کہ:۔ جب وسیلہ اللہ تعالیٰ کی جانب بندوں کے تقرب کا باعث ہے، اور اللہ

والتقرب الی اللہ مقصود الانسان ومطلوبہ فی عباداتہ واعمالہ لان السعادۃ والفلاح لا یحصل للانسان لا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ بدون التقرب والتقرب لا یحصل بدون الوسیلۃ فحصول السعادۃ والفلاح فی الدنیا والآخرۃ موقوف علی الوسیلۃ۔

وقد صرح ابن القیم الجوزیۃ فی کتابہ زاد المعاد بقولہ لا سبیل الی السعادۃ والفلاح لا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ الا علی ایدی الرسل ولا ینال رضی اللہ البتۃ الا علی ایدیھم۔

فعلم ان الوسیلۃ التی حصل بھا السعادۃ والفلاح فی الدنیا والآخرۃ ھی ذوات الانبیاء والرسل وایضا ان الوسیلۃ یحصل بھا الحوائج وحصول الحاجۃ نعمۃ من اللہ فالوسیلۃ یحصل بھا النعمۃ وما حصلت بہ النعمۃ فھو ایضا نعمۃ لان سبب النعمۃ نعمۃ فاذا ثبت ان الوسیلۃ نعمۃ واحسان من اللہ فما یکون اکمل نعمۃ فھو اکمل وسیلۃ ولا شک ان ذوات الانبیاء والرسل من اعظم انعاماتہ تعالیٰ فجاز ان تکون وسیلۃ۔

اذا تقرر ھذا فاعلم ان النعمۃ الکبریٰ والاحسان الاکبر والمن الاعظم من اللہ ھو ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانہ ھو الرسول الاعظم ورحمۃ للعالمین وخاتم النبیین وشفیع المذنبین اذ قال اللہ تعالیٰ فی شانہ علیہ السلام لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا (الآیۃ)

فثبت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو الوسیلۃ العظمی فی الدنیا والآخرۃ فلا یحصل الفلاح والسعادۃ لا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ الا بہ کما مر قول ابن القیم۔

تعالیٰ کی جانب تقرب انسان کی عبادات اور اعمال سے مقصود و مطلوب ہے کہ انسان کو سعادت و فلاح بغیر تقرب کے نہ دنیا میں حاصل ہوتے ہیں نہ آخرت میں، اور تقرب بغیر وسیلہ کے نہیں حاصل ہوتا ہے، تو دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح کا حصول وسیلہ پر موقوف ہے۔

ابن قیم الجوزیہ نے اپنی کتاب زاد المعاد میں اپنے اس قول کے ساتھ تصریح کی ہے کہ دنیا و آخرت میں سوائے حضرات مرسلین علیہم السلام کے دست اقدس کے سعادت و فلاح کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے، اور آپ حضرات کے دست اقدس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا ہرگز نہیں حاصل ہو سکتی ہے۔

معلوم ہو گیا کہ جس وسیلہ سے دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح حاصل ہوتے ہیں، وہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی ذاتیں ہیں۔ پھر وسیلہ سے مطلوبات حاصل ہوتے ہیں اور مطلوب کا حصول اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت ہے۔ لہذا وسیلہ سے نعمت حاصل ہوتی ہے اور جس سے نعمت حاصل ہو وہ خود بھی نعمت ہے، اس لئے کہ نعمت کا سبب نعمت ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمت اور احسان ہے، اور جو اکملِ نعمت ہے وہ اکملِ وسیلہ ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی ذاتیں اللہ تعالیٰ کے عظیم ترین انعامات میں سے ہیں، تو یہ جائز ہے کہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام وسیلہ ہوں۔

جب یہ ثابت ہو چکا، تو اب یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتِ کبریٰ، احسانِ اکبر اور انعامِ اعظم حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہے۔ اس لئے کہ آپ ہی رسولِ اعظم ہیں، رحمۃ للعٰلمین ہیں، خاتم النبیین ہیں اور شفیع المذنبین ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا الاٰیۃ (بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں ایک رسول بھیجا)۔

ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں وسیلۂ عظمیٰ ہیں، تو سعادت و فلاح نہیں حاصل ہو سکتے، نہ دنیا میں، نہ آخرت میں، مگر آپ ہی کے وسیلہ سے، جیسا کہ ابن قیم کے قول میں گذرا۔

فاذا كان يكفى ان يتوسل به علم انه احسان و نعمة من الله، فذكر هذه النعمة والاحسان فى الحاجة الى الله كاف وان كان غير موجود عندنا وقت التوسل كما ان الاعمال الصالحة يتوسل بذكرها وهى غير موجودة وقت التوسل كما روى عن ابن عمر فى الصحيحين فى قصة اصحاب الغار الثلاثة الذين اووا الى الغار فاطبقت عليهم الصخرة فتوسل كل واحد بصالح عمله الماضى۔

كذلك يجوز التوسل بذكر النبى صلى الله عليه وسلم و لو كان قبل ظهوره او بعد ظهوره فى حيوته او بعد مماته لان الله تعالىٰ لما اعلم العباد تخليقه عليه السلام بقوله تعالىٰ واذ اخذ الله ميثاق النبيّن (الأية) علم العباد انه عليه السلام نعمة الله تعالىٰ ورحمة الله الكبرىٰ فاتخذوه وسيلة وتوسلوا بذكره فى حوائجهم قبل خلقه و بعد خلقه فى حيوته وبعد مماته

اما التوسل بالنبى صلى الله عليه وسلم قبل مبعثه فثابت بالقرآن

قال الله تعالىٰ فى شان اليهود وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا، اى كانوا يقولون اللهم انا نستنصرك بحق النبى الامى (صلى الله عليه وسلم) روى الحاكم (م ٤٠٥ھ) فى المستدرك،

جب (کسی بھی زمانے میں) آپ (کی ذات کریم) کا (عالم ظاہر میں) "مُتَوَسَّل بہ ہو جانا" ہی کفایت کرتا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے احسان اور نعمت ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی جانب حاجت میں اس نعمت و احسان کا ذکر کر دینا ہی بہت ہے اگرچہ اس توسّل موجود کے وقت ہمارے نزدیک آپ کا مذکور "مُتَوَسَّل بہ ہو جانا" موجود نہیں ہے جیسے اعمال صالحہ کے ذکر سے توسل کیا جاتا ہے، اگرچہ توسل کے وقت وہ موجود نہیں ہوتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اُن تین اصحاب غار حضرات کے واقعہ کے بارے میں مروی ہے جنھوں نے غار میں پناہ لی تو پتھر نے انھیں ڈھانپ لیا، پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے گذشتہ عمل صالح سے توسّل کیا۔

اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے توسل جائز ہے، خواہ آپ کے ظہور سے قبل ہو، ظہور کے بعد آپ کی حیات ظاہرہ میں ہو، یا آپ کی وفات آنی کے بعد ہو، اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے قول واذ اخذ اللہ میثاق النبیّٖن الآیۃ (اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا) سے بندوں کو آپ علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں بتا دیا، بندوں کو یہ علم ہو گیا کہ آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ اور رحمتِ کبریٰ ہیں۔ تب بندوں نے آپ کو وسیلہ بنایا اور اپنی حاجتوں میں آپ کے ذکر سے توسل کیا، آپ کی تخلیق سے قبل بھی، تخلیق کے بعد آپ کی حیات ظاہرہ میں بھی، اور وفات ظاہرہ کے بعد بھی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت سے قبل توسل کرنا قرآن حکیم سے ثابت ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہود کے بارے میں فرمایا وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے) یعنی وہ لوگ کہتے تھے "اے اللہ، ہم حق نبی اُمّی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے نصرت کا سوال کرتے ہیں۔"

حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) نے مستدرک کے باب التفسیر میں یہ روایت کیا ہے کہ وہ لوگ کفر

باب التفسیر، کانوا یستفتحون علی الذین کفروا، ای کان یهود یقولون اللهم انا نستنصرک بحق النبی الامی (صلی اللہ علیہ وسلم)
رواہ ابونعیم (م ۴۰۳ھ) فی دلائل النبوۃ، ج ۱، ص ۱۹۔
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما (م ۶۸ھ) تفسیر ابن عباس ان یہود کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ قبل مبعثه۔
روی ابن جریر (م ۳۱۰ھ) تفسیر ابن جریر ج ۱، ص ۳۰۸، یهود یستنصرون برسول اللہ قبل مبعثه۔
روی مجاهد (م ۱۰۴ھ) تفسیر مجاهد ج ۱، ص ۳۸، ای یستنصرون به علی الناس۔
جار اللہ زمخشری (م ۵۳۸ھ) التفسیر الکشاف، ج ۱، ص ۲۹۶، یستنصرون علی المشرکین اذا قاتلوا قالوا اللهم انصرنا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان۔
فخر الدین الرازی (م ۶۰۶ھ) التفسیر الکبیر ج ۳، ص ۲۰۰، کانوا یستفتحون ای یسألون الفتح والنصرۃ یقولون اللهم افتح علینا وانصرنا بالنبی الامی۔
الحافظ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) تفسیر ابن کثیر، ج ۱، ص ۱۲۴، ان یهود کانوا یستفتحون برسول اللہ قبل مبعثه۔
السید محمود الآلوسی (م ۱۲۸۰ھ) روح المعانی ج ۱، ص ۲۸۹، کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ قبل مبعثه۔
وکذا اثبت التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل خلقه بالسنة۔
روی الحاکم (م ۴۰۵ھ) فی المستدرک کتاب التاریخ، ج ۲، ص ۶۱۵۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی

کرنے والوں پر فتح کی مدد مانگتے تھے یعنی یہود یہ کہتے تھے کہ "اے اللہ، ہم حق بنیِ امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے تجھ سے نصرت کا سوال کرتے ہیں۔"

اسے ابونعیم (متوفی ۴۰۳ھ) نے دلائل النبوۃ (ص ۱۹ ج ۱) میں روایت کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (متوفی ۶۸ھ) سے روایت ہے کہ یہود بعثت سے قبل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے قبائل اوس و خزرج پر فتح کی مدد مانگتے تھے۔ (تفسیر ابن عباس)۔

ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) نے روایت کیا ہے کہ یہود بعثت سے قبل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مدد مانگتے تھے۔ (تفسیر ابن جریر ص ۳۰۰ ج ۱)۔

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۰۴ھ) نے روایت کیا ہے کہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے لوگوں پر فتح کی مدد مانگتے تھے۔ (تفسیر مجاہد ص ۳۸ ج ۱)۔

جار اللہ زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ) کی تفسیر کشاف (ص ۲۹۶ ج ۱) میں ہے کہ وہ لوگ مقاتلہ کے وقت مشرکین پر فتح کی مدد مانگتے تھے۔ کہتے تھے "اے اللہ، آخر زمان میں مبعوث ہونے والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے ہمیں منصور فرما۔"

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی تفسیر کبیر (ص ۲۰۰ ج ۳) میں ہے کہ وہ لوگ استفتاح کرتے تھے یعنی وہ لوگ فتح و نصرت کا سوال کرتے تھے۔ یہ کہتے تھے کہ "اے اللہ، حضور نبیِ امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔"

ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) کی تفسیر (ص ۱۲۴ ج ۱) میں ہے کہ یہود بعثت سے قبل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے فتح کی مدد مانگتے تھے۔

محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) کی روح المعانی (ص ۲۸۹ ج ۱) میں ہے کہ وہ لوگ بعثت سے قبل حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اوس اور خزرج پر فتح کی مدد مانگتے تھے۔

اس طرح سنت نبویہ شریفہ سے تخلیق سے قبل بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا ثابت ہے۔

حاکم (متوفی ۴۰۵ھ) نے مستدرک کی کتاب التاریخ (ص ۶۱۵ ج ۲) میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا صادر ہو گئی (یعنی وہ امر صادر ہو گیا جسے اس حدیث میں خطا سے تعبیر کیا گیا ہے)، آپ نے عرض فرمایا "اے رب، میں تجھ سے اپنی بخشش حقِ محمدی کے وسیلے سے مانگتا ہوں۔" تب اللہ تعالیٰ نے

اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یارب اسألك بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم وکیف عرفت محمدا ولم اخلقہ؟ قال یارب لانك لما خلقتنی بیدك ونفخت فیّ من روحك رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال اللہ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الیّ ادعنی بحقہ فقد غفرت لہ ولولا محمد ما خلقتك، ھذا حدیث صحیح الاسناد۔

رواہ الطبرانی (م ۳۶۰ھ) فی المعجم الصغیر، ص ۲۰۷۔

رواہ ابن عساکر (م ۵۷۱ھ) فی التاریخ، ج ۲، ص ۳۵۷۔

نقلہ الحافظ الذھبی (م ۷۴۸ھ) فی التلخیص من المستدرك ج ۲، ص ۶۱۵۔

نقلہ احمد بن محمد القسطلانی (م ۹۲۳ھ) فی المواھب اللدنیۃ المقصد الاول وفصل زیارۃ قبرہ علیہ السلام۔

نقلہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی (م ۱۱۲۲ھ) فی شرح المواھب، ج ۸، ص ۰۰۰، ج ۱، ص ۴۴۔

التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ

لما روی الترمذی وابن ماجۃ والبخاری والحاکم واحمد عن عثمٰن بن حنیف رضی اللہ عنہ ان رجلا ضریر البصر جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لك قال ادعہ قال فامرہ ان یتوضأ

فرمایا "اے آدم، تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا جب کہ میں نے انھیں پیدا ہی نہیں کیا ؟" عرض فرمایا " اے رب، یہ اس لئے کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور اپنی جانب سے شریف روح کو مجھ میں ڈالا، میں نے اپنے سر کو اٹھایا۔ میں نے قوائم عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ تب میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام پاک کے ساتھ کسی کے نام کا اضافہ نہیں فرمایا ہے مگر اس ذات گرامی کے نام نامی کا اضافہ فرمایا ہے جو مخلوقات میں سے تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔" تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اے آدم، تم نے سچ کہا۔ بے شک وہ مخلوقات میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جس نے مجھ سے حقِ محمدی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے وسیلہ سے دعا کی، بے شک میں نے اسے بخش دیا، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں خلق ہی نہیں کرتا۔" باعتبار سند کے یہ حدیث صحیح ہے۔

اسے طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے معجم صغیر میں روایت کیا۔ (ص ۲۰۷)۔

ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) نے تاریخ میں۔ (ص ۳۵۷، ج ۲)۔

حافظ حدیث ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے اسے تلخیص مستدرک میں نقل کیا۔ (ص ۶۱۵، ج ۲)۔

علامہ احمد بن محمد قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کے مقصد اول اور فصل زیارت قبر نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے مواہب لدنیہ کی شرح میں۔ (ص ۳۶۱، ج ۸، ص ۴۴، ج ۱)۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی حیات ظاہرہ میں توسل

اس لئے کہ ترمذی، ابن ماجہ، بخاری، حاکم اور امام احمد نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا " اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے صحت بخشے۔" آپ نے فرمایا" اگر تم چاہو تو دعا کروں اور اگر تم چاہو تو صبر کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔" اس نے کہا " آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔" تب آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا مانگے۔ اللھم انی اسألك واتوجه اليك بنبيك نبى الرحمة يا محمد انى توجهت بك الى ربى فى حاجتى

فیحسن وضوءہ و یدعو بھذا: اللھم انی اسألک و اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی لتقضی لی حاجتی، کما مر ذکر رواتہ و ناقلیہ وکتبھم۔

التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ

روی الطبرانی (م ۳۶۰ ھ) فی المعجم الصغیر والکبیر، الصغیر ص ۱۰۳ ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فی حاجۃ لہ وکان عثمان لا یلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجتہ فلقی عثمان بن حنیف فشکیٰ ذلک الیہ فقال لہ عثمان بن حنیف ائت المیضاۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصل رکعتین ثم قل اللھم انی اسألک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فیقضی حاجتی وتذکر حاجتک ورح الی حتی اروح معک فانطلق الرجل فصنع ما قال ثم اتی باب عثمان فجاء البواب حتی اخذ بیدہ فادخلہ علی عثمان بن عفان فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ وقال ما حاجتک فذکر حاجتہ فقضاھا لہ ثم قال ما ذکرت حاجتک حتی کانت ھذہ الساعۃ وقال ما کانت لک من حاجۃ فائتنا ثم ان الرجل خرج

لتقضیٰ لی حاجتی (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں۔ اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے اپنی حاجت کے پورے ہونے کے لئے آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کی)۔ اس حدیث کے رُواۃ۔ ناقلین اور ان کی کتابوں کا ذکر گذر چکا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات ظاہرہ کے بعد توسل

طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے معجم صغیر (ص ۱۰۳) اور معجم کبیر میں روایت کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی کسی حاجت میں بار بار جاتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی طرف نہ تو توجہ فرماتے تھے، نہ ہی اس کی حاجت کے بارے میں سوچتے تھے۔ اس آدمی کی حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے ان سے یہ بات عرض کی۔ اس پر حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا "وضوء خانہ میں جاؤ، وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھو۔ اس کے بعد پڑھو اللھم انی اسألك واتوجہ الیك بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بك الی ربی لتقضیٰ حاجتی (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اپنے نبی کریم نبی رحمت حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں نے اپنی حاجت کے پورے ہونے کے لئے اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے توجہ کی)، اور اپنی حاجت کا ذکر کرو، پھر میرے پاس آؤ کہ میں بھی تمھارے ساتھ چلوں" وہ آدمی گیا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس سے جو کچھ کہا تھا وہ کیا، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر گیا۔ بواب آیا، اس نے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور اسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ طنفسہ (وہ گدا جس پر خاص کر امیر بیٹھتا ہے) پر بٹھایا اور فرمایا "تمھاری حاجت کیا ہے؟" اس نے اپنی حاجت کا ذکر کیا۔ آپ نے اسے پورا فرما دیا اور فرمایا "تم نے اپنی حاجت کا ذکر نہیں کیا یہاں تک کہ یہ وقت ہو گیا" آپ نے اس سے یہ بھی فرمایا کہ "جب بھی تمھیں کوئی ضرورت پیش آئے، ہمارے پاس آنا" پھر وہ آدمی آپ کے پاس سے نکلا۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ (اس نے آپ سے کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ میری ضرورت کے بارے میں سوچتے بھی نہ تھے۔ نہ ہی میری طرف

من عنده فلقی عثمٰن بن حنیف فقال له جزاک اللہ خیرا، ما کان ینظر فی حاجتی و لا یلتفت الی حتی کلمته فی فقال عثمٰن بن حنیف واللہ ما کلمته و لکن شہدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اتاہ رجل ضریر البصر فشکیٰ الیہ ذہاب بصرہ فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم او تصبر فقال یا رسول اللہ انہ لیس لی قائد و قد شق علی فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم ائت المیضاۃ فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بہذہ الدعوات فقال عثمٰن بن حنیف فواللہ ما تفرقنا و طال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضرقط قال الطبرانی بعد ذکر طرقہ و الحدیث صحیح۔

رواہ البیہقی (م ۴۵۸ھ) فی دلائل النبوۃ۔

نقله المنذری (م ۶۵۶ھ) فی الترغیب و الترہیب ج ۱، ص ۲۰۱

نقله الحافظ نور الدین الہیثمی (م ۸۰۷ھ) فی مجمع الزوائد ج ۲، ص ۲۷۹

نقله الامام تقی الدین السبکی (م ۷۵۶ھ) فی شفاء السقام، ص ۱۶۷

نقله ابن تیمیۃ (م ۷۲۸ھ) فی کتابہ التوسل و الوسیلۃ، ذکرہ محمد عبد الرحمٰن فی تحفۃ الاحوذی، ج ۴، ص ۱۸۲۔

نقله جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) فی الجامع الصغیر و الکبیر و الخصائص الکبریٰ، ج ۲، ص ۲۰۱۔

نقله الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) فی تحفۃ الذاکرین، ص ۱۶۲ و الدر النضید ذکرہ محمد عبد الرحمٰن فی تحفۃ الاحوذی، ج ۴، ص ۱۸۲۔

وروی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ باسناد صحیح من روایۃ ابی السمان عن مالک الدار و کان

التفات فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے میرے بارے میں ان سے گفتگو کی" تب حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اللہ کی قسم، میں نے ان سے گفتگو نہیں کی ہے لیکن میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ ایک نابینا آدمی آپ کے پاس آیا۔ اس نے اپنی بینائی کے چلے جانے کی بات آپ سے عرض کی۔ تب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا" میں تمھاری بینائی کے لئے دعا کروں یا تم صبر کر لوگے" اس نے کہا" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے لے چلنے والا کوئی نہیں ہے اور یہ نابینائی مجھ پر بہت شاق گذر چکی ہے" تب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا" وضوء خانہ پر جاؤ، وضوء کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، اس کے بعد یہ دعا مانگو" حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اللہ کی قسم، ہم لوگ جدا نہیں ہوئے تھے، نہ ہی ہماری گفتگو طویل ہوئی تھی کہ وہ آدمی ہم لوگوں کے پاس اس حالت میں آیا کہ گویا وہ کبھی نابینا تھا ہی نہیں" طبرانی نے اس حدیث کے طریق ذکر کئے اور کہا " یہ حدیث صحیح ہے"

بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے اسے دلائل النبوۃ میں روایت کیا۔

منذری (متوفی ۶۵۶ھ) نے اسے ترغیب وترہیب میں نقل کیا۔ (ص ۲۰۱، ج ۱)۔

حافظ حدیث نورالدین ھیثمی (متوفی ۸۰۷ھ) نے مجمع الزوائد میں۔ (ص ۲۷۹، ج ۲)۔

امام تقی الدین سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) نے شفاء السقام میں۔ (ص ۱۶۷)۔

ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) نے اپنی کتاب "التوسل والوسیلۃ" میں جیسا کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے تحفۃ الاحوذی میں ذکر کیا ہے۔ (ص ۱۸۲، ج ۴)۔

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے جامع صغیر، جامع کبیر اور خصائص کبریٰ (ص ۲۰۱، ج ۲) میں۔

شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے تحفۃ الذاکرین (ص ۱۶۲) میں اور در نضید میں جیسا کہ محمد بن عبدالرحمٰن نے تحفۃ الاحوذی میں ذکر کیا ہے۔ (ص ۱۸۲، ج ۴)۔

اور ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اس اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے:-

ابو السمان سے روایت ہے، انھوں نے مالک الدار (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن تھے) سے

خازن عمر رضی اللہ عنہ قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر رضی اللہ عنہ فجاء رجل (ای بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ) الی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ استسق لامتک فانہم قد ھلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل لہ ائت عمر رضی اللہ عنہ فقل لہ انکم مسقون فعلیک الکیس قال فبکیٰ عمر رضی اللہ عنہ وقال یارب، ماالو الا ما عجزت منہ ذکرہ الحافظ ابن حجر العسقلانی فی الفتح، ج ۲، ص ۴۱۲۔

ورواہ ابن خیثمۃ من روایۃ ابی صالح السمان عن مالک الدار، ذکرہ ابن حجر العسقلانی فی الاصابۃ۔

رواہ البیہقی (م ۴۵۸ھ) فی دلائل النبوۃ، ج ۱۱۔

رواہ سیف بن عمر التمیمی (م ۲۰۰ھ) فی کتابہ الفتوح الکبیر، ذکرہ العسقلانی فی الفتح، ج ۲، ص ۴۱۲۔

رواہ البخاری (م ۲۵۶ھ) فی التاریخ من روایۃ ابی صالح ذکوان عن مالک الدار، ج ۷، ص ۳۰۴۔

نقلہ ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) فی الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۶۴، حرف عمر۔

نقلہ ابن حجر العسقلانی (م ۸۲۰ھ) فی الاصابۃ ج ۳، ص ۴۸۴ وقال بعد ذکر الحدیث قد روی سیف بن عمر التمیمی فی الفتوح الکبیر ان الذی رای المنام المذکور وھو بلال بن الحارث المزنی۔

نقلہ الامام تقی الدین السبکی (م ۷۵۶ھ) فی شفاء السقام، ص ۱۷۴

نقلہ احمد بن محمد القسطلانی (م ۹۲۳ھ) فی المواھب باب الاستسقاء۔

نقلہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی (م ۱۱۲۲ھ) فی شرح المواھب اللدنیۃ، ج ۸، ص ۷۷۔

روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ خشک سالی میں مبتلا ہو گئے تب ایک آدمی یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آئے۔ انھوں نے عرض کیا " یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، اپنی امت کے لئے استسقاء فرمائیں اس لئے کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے " ان کے پاس خواب میں تشریف لائی گئی اور ان سے کہا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ، ان سے کہو " بے شک تم لوگ سیراب کئے جانے والے ہو، سمجھ بوجھ لازم رکھو" راوی نے کہا تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض فرمایا " اے رب، میں کسر نہیں چھوڑتا ہوں مگر جس سے میں عاجز ہو گیا " اسے حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔ (ج ۲ ص ۴۱۲)۔

اسے ابن خیثمہ نے روایت کیا ہے۔ یہ روایت ابو صالح سمان سے ہے۔ انھوں نے مالک الدار سے روایت کیا ہے، جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں ذکر کیا ہے۔

بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ) نے دلائل النبوۃ میں۔ (جلد ۱۱)۔

سیف بن عمر تمیمی (متوفی ۲۰۰ھ) نے اپنی کتاب " الفتوح الکبیر" میں، جیسا کہ علامہ عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔ (ج ۲ ص ۴۱۲)۔

بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے تاریخ میں۔ یہ روایت ابو صالح ذکوان سے ہے، انھوں نے مالک الدار سے روایت کیا ہے۔ (ج ۷ ص ۳۰۴)۔

اسے ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) نے استیعاب میں نقل کیا ہے۔ (جلد ۲، ص ۴۶۴، " عمر" نام والوں میں)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) نے اصابہ میں (ج ۳ ص ۴۸۴)۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے حدیث مذکور کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا " سیف بن عمر تمیمی نے فتوح کبیر میں روایت کیا ہے کہ جنہوں نے مذکور خواب کو دیکھا تھا وہ حضرت بلال بن حارث مزنی ہیں "

امام تقی الدین سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) نے شفاء السقام میں۔ (ص ۱۷۴)۔

علامہ احمد بن محمد قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کے باب الاستسقاء میں۔

علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے شرح مواہب لدنیہ میں۔ (ج ۸ ص ۷۷)۔

قد ثبت بحمده تعالیٰ بهذه الدلائل التوسل بذوات الانبیاء والصالحین خصوصا بذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل خلقه وبعده وفی حیٰوته وبعد وفاته بالقراٰن والاحادیث الصحیحة

وقد انعقد الاجماع علی جواز التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاته من زمن الصحابة رضوان اللہ علیهم اجمعین الی الاٰن ومن قال بخلافه من المتأخرین فقد ردّ علیه قوله لان قوله خلاف لاجماع الصحابة ومن بعدهم من الامة والقول المخالف للاجماع مردود لا یعبأُ به۔

الاجماع

اما اجماع الصحابة علی ان التوسل بذوات الانبیاء والصٰلحین جائز فکما روی البخاری فی صحیحه باب الاستسقاء ان عمر رضی اللہ عنه قال متوسلا بالعباس رضی اللہ عنه اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبیک فاسقنا قال عمر رضی اللہ عنه خطابا للصحابة فاتخذوه ای عباسا رضی اللہ عنه وسیلة فلم ینکر احد من الصحابة علی عمر رضی اللہ عنه فی قوله وفعله۔

کذا اذا استسقی معاویة بن ابی سفیان توسلا بیزید بن الاسود بمحضر الصحابة والتابعین کما مر روایة ابن سعد فی الطبقات فلم ینکره احد من الحاضرین علی معاویة رضی اللہ عنه فثبت

بحمدہ تعالیٰ ان دلیلوں سے یعنی قرآن حکیم سے اور احادیث صحیحہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی ذوات سے توسل کرنا ثابت ہوگیا، بالخصوص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف سے، آپ کی پیدائش سے پہلے بھی، آپ کی حیات ظاہرہ میں بھی، اور آپ کی وفات آنی کے بعد بھی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہرہ کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانہ سے اب تک آپ سے توسل کرنے کے جواز پر اجماع منعقد ہے۔ متأخرین میں سے جس نے اس کے خلاف کہا، اس کا قول اسی پر مردود ہوا، اس لئے کہ اس کا قول حضرات صحابۂ کرام اور ان کے بعد تشریف لانے والے حضرات کے اجماع کے خلاف ہے اور جو قول اجماع کے خلاف ہے مردود ہے۔ اس کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے۔

اجماع

اس پر حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین سے توسل جائز ہے، جیسا کہ بخاری نے صحیح البخاری کے باب الاستسقاء میں روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرتے ہوئے عرض فرمایا "اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے اور تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم تیری جانب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "لہذا آپ لوگ انہیں یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بناؤ" صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے اس قول و فعل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر انکار نہیں کیا۔

اس طرح جب صحابہ و تابعین کی موجودگی میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے توسل کرتے ہوئے استسقاء کیا، جیسا کہ ابن سعد کی کتاب "طبقات" والی روایت میں گذرا، حاضرین میں سے کسی نے حضرت معاویہ پر انکار نہیں کیا۔ لہذا ذوات سے توسل کرنے کے جائز ہونے پر صحابہ و تابعین کا اجماع ثابت ہوگیا۔ اگر ذوات صالحین سے توسل کرنا شرک، حرام یا ممنوع ہوتا تو حضرت عمر اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صالحین سے توسل نہ کرتے

اجماع الصحابة والتابعين على جواز التوسل بالذوات، ولو كان التوسل بذوات الصالحين شركا اوحراما او ممنوعا لما توسل عمر ومعاوية رضی اللہ عنہما بالصالحين ولما سكت سائر الصحابة والتابعين على فعلهما وقد صرح ابن تيمية فی رسالة التوسل والوسيلة بانعقاد اجماع الصحابة فی القضيتين المذكورتين وقال قال عمر رضی الله عنه فی دعائه الصحيح المشهور باتفاق اهل العلم بحضر من المهجرين والانصار فی عام الرمادة المشهورة لما اشتد بهم الجدب حتى حلف عمر لا ياكل سمنا حتى يخصب الناس ثم لما استسقى بالعباس قال اللهم انا كنا، الى اٰخر الحديث. هذا الدعاء اقره جميع الصحابة ولم ينكر عليه احد مع شهرته وهو من اظهر الاجماعات الاقرارية ودعى بمثله معاوية بن سفين فی خلافته. انتهى كلامه۔

وكذا انعقد اجماع الصحابة على جواز التوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم بعد موته فی زمن عمر وعثمان بن عفان رضی الله عنهما اذ جاء رجل ای بلال بن الحارث المزنی رضی الله عنه الى قبر النبی صلی الله علیه وسلم فقال يا رسول الله استسق لامتك فانهم قد هلكوا فاتى الرجل فی المنام فقيل له ائت عمر رضی الله عنه وقل انكم مسقون فقال عمر اللهم ما آلوا الا ما عجزت كما رواه ابن ابی شيبة والبيهقی والبخاری وابن عبد البر وغيرهم وكذا فی قصة الرجل الذی يختلف على عثمان بن عفان فی حاجة له ولا يلتفت اليه عثمان فلقى الرجل عثمان بن حنيف فعلمه عثمان بن حنيف الدعاء اللهم انی

اور تمام صحابہ و تابعین آپ حضرات کے فعل پر خاموش نہ رہتے۔ ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ " التوسل والوسیلۃ" میں ہر دو واقعۂ مذکورہ میں اجماع صحابہ کے منعقد ہونے کی تصریح کی ہے، اور کہا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین وانصار کی موجودگی میں " عام رمادہ" کے نام سے مشہور سال میں جب لوگ شدید خشک سالی میں مبتلا ہو گئے اور خود آپ نے حلف کیا کہ جب تک لوگ شاداب نہ ہوں گے، گھی نہ کھائیں گے، پھر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء کیا، اپنی اس دعا میں جو اہل علم کے اتفاق سے صحیح و مشہور ہے، عرض فرمایا " اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے تھے الی آخر الحدیث " اس دعا کو تمام صحابہ نے ثابت رکھا، اور اس کے مشہور ہو جانے کے باوجود اس پر انکار نہ کیا۔ یہ اقراری اجماعات میں اظہر ہے۔ حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسی قسم کی دعا کی۔ انتہیٰ کلامہ۔

اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات ظاہرہ کے بعد توسل کرنے کے جواز پر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں اجماع صحابہ منعقد ہو گیا جبکہ ایک آدمی یعنی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس تشریف لے گئے اور کہا " یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، اپنی امت کے لئے استسقاء فرمائیں اس لئے کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے "۔ ان کے پاس خواب میں تشریف لائی گئی اور کہا گیا " تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو بے شک آپ لوگ سیراب ہونے والے ہیں "۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض فرمایا " اے اللہ میں کسر نہیں چھوڑتا ہوں مگر جس سے میں عاجز ہو گیا "۔ جیسا کہ ابن ابی شیبہ، بیہقی، بخاری، ابن عبد البر وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اس آدمی کے واقعہ میں جو اپنی کسی حاجت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بار بار جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے۔ اس آدمی کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت عثمان بن حنیف نے اسے یہ دعا سکھائی :- اللھم انی اسألك واتوجه اليك بنبيك نبي الرحمة يا محمد انی توجهت بك الی ربی فی حاجتی (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری جانب تیرے نبی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ

اسألك و اتوجه اليك بنبيك نبى الرحمة يا محمد! انى توجهت بك الى ربى فى حاجتى، الى اخر الحديث ـ

فلم ينكر عمر رضى الله عنه ومن بحضره من الصحابة على بلال بن الحارث فى قوله وعمله و لذا لم ينكر عثمان بن عفان رضى الله عنه و من بحضره على الرجل و لا على عثمان بن حنيف فى قولهما وعملهما بل اعترف عمر و عثمان رضى الله عنهما ببركة اصحاب القصة ـ

وكذا اذا اشتهر بشارة السقاء اشتهر سبب البشارة الذى هو استسقاء بلال بن الحارث المزنى برسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله يا رسول الله استسق لامتك فلم ينكره احد من الصحابة و من بعدهم، فهذا هو الاجماع السكوتى من الصحابة والتابعين وقد اعترف ابن تيمية بانعقاد هذا الاجماع بقوله هذا دعاء عمر اقره عليه جميع الصحابة ولم ينكره عليه احد مع شهرته وهو من اظهر الاجماعات الاقرارية ودعا بمثله معاوية بن ابى سفيان فى خلافته كما مر قوله ـ

وصرح الشوكانى فى رسالته الدر النضيد بقوله ثبت التوسل بغيره صلى الله عليه وسلم بعد موته باجماع الصحابة ـ

فقد ثبت اجماع الصحابة على التوسل برسول الله صلى الله عليه وسلم وبذوات الصالحين بعد موته صلى الله عليه وسلم فمن انكر التوسل بذات رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد موته صلى الله عليه وسلم او بذوات الصالحين فقد خرق الاجماع والقول الخارق للاجماع باطل و مردود بالاتفاق فلذا رد العلماء كافة على ابن تيمية اذ قال بعدم جواز التوسل بذوات الصالحين

ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں نے اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے توجہ کی) الی آخر الحدیث۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور ان صحابۂ کرام نے جو کہ وہاں موجود تھے، حضرت بلال بن حارث پر ان کے اس قول اور عمل میں انکار نہیں فرمایا۔ اسی طرح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور موجود حضرات نے نہ اس آدمی پر اس کے اس قول وعمل میں انکار فرمایا، نہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ پر ان کے اس قول وعمل میں، بلکہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان واقعات کے اصحاب کی برکت کا اعتراف فرمایا۔

اسی طرح جب سیرابی کی بشارت مشہور ہوئی، اس بشارت کا سبب بھی مشہور ہوا اور وہ حضرت بلال بن حارث مزنی کا حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اس قول کے ساتھ استسقاء ہے کہ:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، اپنی امت کے لئے استسقاء فرمائیں۔ حضرات صحابۂ کرام میں سے اور آپ حضرات کے بعد تشریف لانے والے حضرات میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا۔ یہ حضرات صحابہ وتابعین کا اجماع سکوتی ہے۔ ابن تیمیہ نے اس اجماع کے منعقد ہونے کا اپنے اس قول سے اعتراف کیا ہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا ہے۔ تمام صحابۂ کرام نے اسے ثابت رکھا اور اس کے مشہور ہو جانے کے باوجود کسی نے بھی اس پر انکار نہیں کیا۔ یہ اقراری اجماعات میں اظہر ہے اور حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسی قسم کی دعا کی، جیسا کہ گذرا۔

اور شوکانی نے اپنے رسالہ "درّ نضید" میں اپنے اس قول کے ساتھ تصریح کی ہے کہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دوسرے سے توسل کرنا اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔

اس طرح حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کی وفات ظاہرہ کے بعد ذوات صالحین سے توسل کرنے پر اجماع صحابۂ کرام ثابت ہوگیا۔ تو جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ذات کریمہ سے یا ذوات صالحین سے توسل کا انکار کیا، اس نے خرق اجماع کیا اور جو قول خارق اجماع ہے، بالاتفاق باطل ومردود ہے۔ اسی لئے سبھی علماء نے ذوات صالحین سے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل کرنے کو ناجائز کہنے کی

وبذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ لان قول ابن تیمیة خارق للاجماع الثابت المنقول الینا من الصحابة والتابعین۔

والعجب من ابن تیمیة قد اعترف بصحة الاحادیث وکذا اعترف بانعقاد اجماع الصحابة وقال حدیث عثمان بن حنیف الذی فیہ قصة رجل یختلف علی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وحدیث الاعمی فقد رواہ المصنفون ثم قال بعد ذکر قصة توسل عمر بالعباس رضی اللہ عنہما وقصة معاویة بن سفین بیزید بن الاسود۔ ھذا دعاء عمر اقر علیہ جمیع الصحابة لم ینکر علیہ احد مع شہرتہ وھو من اظہر الاجماعات الاقراریة انتہی۔

فمع ھذا الاعتراف لا یجد سبیلا الی انکار التوسل بذات الصالحین وبذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ لانہ بھذا الاعتراف التزم ان الدعاء الذی فیہ کلمات التوسل بذاتہ الشریفة وبذات الصالحین جائز وثابت باجماع الصحابة وھذا الامر ھو التوسل فی اصطلاح الشرع۔

وایضا انکارہ التوسل بذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم والصالحین ھو انکار لاجماع الصحابة وقد اعترف بتحقق الاجماع واعتراف الاجماع ھو اعتراف التوسل بذوات الصالحین وبذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعتراف الاجماع مناقض لانکار التوسل۔

واذا لزمہ الاشکال فاستخلص بقولہ ان ما ثبت بالاحادیث والاجماع ھو التوسل بالدعاء لکن قولہ ھذا غیر صحیح لان ھذا الدعاء ھو قول الداعی، اللہم انی اتوجہ الیک بنبیک، وقولہ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی،

بنا پر ابن تیمیہ کا رد کیا کہ ابن تیمیہ کا قول حضرات صحابہ و تابعین سے ہم تک پہنچے ہوئے اجماع ثابت کے لئے خارق ہے۔

ابن تیمیہ سے یہ بات عجیب ہے۔ اس نے احادیث مذکورہ کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ حضرات صحابۂ کرام کے اجماع کے منعقد ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اس نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی اس حدیث کے بارے میں، جس میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کے بار بار جانے کا واقعہ ہے، اور نابینا والی حدیث کے بارے میں یہ کہا ہے کہ "اسے مصنفین نے روایت کیا ہے"۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرنے کے واقعہ اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان کے حضرت یزید بن اسود سے توسل کرنے کے واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد اس نے کہا ہے "یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا ہے، تمام صحابہ نے اسے ثابت رکھا ہے، اس کی شہرت کے باوجود اس پر کسی نے انکار نہیں کیا ہے۔ یہ اقراری اجماعات میں اظہر ہے" انتہیٰ۔

اس اعتراف کے ہوتے ہوئے اس کے لئے کوئی سبیل نہیں ہے کہ ذوات صالحین سے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی ذات کریمہ سے توسل کرنے کا انکار کر سکے، اس لئے کہ اس نے اس اعتراف سے اس امر کا التزام کر لیا کہ وہ دعا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف اور ذوات صالحین سے توسل کے کلمات ہیں، جائز ہے اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے اور یہی امر شرع شریف کی اصطلاح میں توسل ہے۔

پھر اس کا ذات کریمۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صالحین سے توسل کا انکار اجماع صحابۂ کرام کا انکار ہے۔ اس نے خود اجماع کے منعقد ہونے کا اعتراف کیا ہے اور اس اجماع کا اعتراف ذوات صالحین سے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ سے توسل کا اعتراف ہے۔ لہٰذا اس کا اجماع کا اعتراف اس کے توسل سے انکار کے لئے مناقض ہے۔

جب اسے اشکال پیش آ گیا، اس نے اپنے اس قول کے ساتھ اس سے چھٹکارا چاہا کہ "احادیث شریفہ اور اجماع سے جو ثابت ہے وہ دعا سے توسل کرنا ہے"۔ لیکن اس کا یہ قول صحیح نہیں ہے، اسلئے کہ یہ دعا، دعا کرنے والے کا یہ قول ہے کہ :- اے اللہ، میں تیری جانب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں نے اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے توجہ کی، ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرتے ہیں،

وقولہ انا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ انا نتوسل الیک بعم نبیک صلی اللہ علیہ وسلم، وقولہ اللھم انا نتوسل او نستشفع او نستسقی بیزید بن الاسود، وقولہ یا رسول اللہ استسق لامتک فھذا دعاء بالتوسل لا انہ توسل بالدعاء والفرق ظاھر۔

وایضا قد التزم بقولہ ھذا دعاء عمر اقرہ علیہ الصحابۃ ان الدعاء الذی فیہ ذکر التوسل بذاتہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم او بذوات الصالحین جائز وثابت باجماع الصحابۃ فھذا ھو التوسل صورۃ ومعنی فما معنی انکارہ۔

فالحاصل ان انکار ابن تیمیۃ باطل مردود لانہ خارق للاجماع ومناقض لاعترافہ الاجماع وقولہ انہ توسل بالدعاء فھو کذب وغلط لان ما ثبت بالاحادیث ھو الدعاء بالتوسل لا انہ توسل بالدعاء ولانہ قد اعترف انہ دعاء بذکر التوسل ومن قال بقول ابن تیمیۃ فقولہ ایضا باطل لانہ بناء باطل علی الباطل فموافقۃ ھؤلاء لابن تیمیۃ تضرھم ولا تنفعھم وتخفضھم ولا ترفعھم فلا یلتفت الیھم فیما خالفوا فیہ جمھور الامۃ کما لا یلتفت الیہ ولا یعول علیہ فی ذلک لاسیما فی مسألۃ الزیارۃ والتوسل بخیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

اقوال السلف

اما اقوال السلف فلا تعد ولا تحصی وکانت تکفی حجۃ اقوال السلف والخلف التی مر ذکرھا فی ضمن الابحاث المذکورۃ ولکن ننقل کلام بعض الائمۃ المجتھدین الذین ھم قدوۃ المسلمین لیتم الحجۃ علی المنکرین المعاندین۔

ہم تیری جانب تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں۔
اے اللہ، ہم حضرت یزید بن اسود سے توسل کرتے ہیں، یا ان کی شفاعت طلب کرتے ہیں یا ان کے وسیلہ سے استسقاء کرتے ہیں اور یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: اپنی امت کے لئے استسقاء فرمائیں " یہ توسل کے ساتھ دعا ہے نہ کہ دعا سے توسل اور فرق ظاہر ہے۔

نیز اس نے اپنے قول " یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا ہے۔ حضرات صحابۂ کرام نے اسے ثابت رکھا ہے " سے اس بات کا التزام کیا ہے کہ جس دعا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ سے یا ذوات صالحین سے توسل کا ذکر ہے، وہ جائز ہے اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ تو یہ صورۃً بھی توسل ہے، اور معنیً بھی۔ تب اس کے انکار کے کیا معنیٰ ؟

ماحصل یہ ہے کہ ابن تیمیہ کا انکار باطل ومردود ہے، اس لئے کہ وہ خارقِ اجماع ہے اور اس کے اپنے اعترافِ اجماع کے لئے مناقض ہے اور اس کا قول " یہ دعا سے توسل ہے " کذب ہے، غلط ہے، اس لئے کہ جو احادیث کریمہ سے ثابت ہے وہ توسل کے ساتھ دعا ہے نہ کہ دعا سے توسل اور اس نے خود اعتراف کیا ہے کہ یہ توسل کے ذکر کے ساتھ دعا ہے۔ ابن تیمیہ کے اس قول کا جو قائل ہے اس کا یہ قول بھی باطل ہے، اس لئے کہ یہ باطل پہ بنائے باطل ہے۔ تو ان لوگوں کی ابن تیمیہ سے موافقت ان کے لئے مضر ہے، نافع نہیں، اور انھیں گرادینے والی ہے۔ بلند کرنے والی نہیں۔ لہذا جس امر میں ان لوگوں نے جمہورِ امت کی مخالفت کی، اس میں ان کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا، جس طرح نہ ابن تیمیہ کی طرف التفات کیا جاتا ہے، نہ اس کے بارے میں اس پر اعتماد کیا جاتا ہے، خصوصاً حضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور آپ سے توسل کرنے کے مسئلہ میں۔

اقوالِ سلف

اقوالِ سلف تو بے شمار ہیں۔ سلف وخلف کے جن اقوال کو ابحاثِ مذکورہ کے ضمن میں ذکر ہو چکا ہے، حجت کے طور پر وہی بہت تھے۔ لیکن ہم مقتدایانِ مسلمانان، ائمۂ مجتہدین میں سے بعض حضرات کا کلام نقل کر رہے ہیں تاکہ معاندِ منکرین پر حجت پوری ہو جائے۔

ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ عنہا (م ۵۸ھ)

روی الدارمی (م ۲۵۵ھ) فی مسندہ، ج ۱، ص ۴۳، باب اکرم اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ، عن ابی الجوزاء، قال قحط اہل المدینۃ قحطا شدیدا فشکوا الی عائشۃ رضی اللہ عنہا فقالت انظروا الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا کوۃ الی السماء حتی لا یکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا، الحدیث۔

ورواہ ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) فی الوفاء، ص ۸۰۱۔

خلیفۃ المسلمین علی رضی اللہ عنہ (م ۴۰ھ)

روی البخاری (م ۲۵۶ھ) فی الجامع، ج ۱، ص ۱۳۷) انہ لما جاء الاعرابی و شکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم القحط فدعی اللہ فانجابت السحاب بالمطر قال صلی اللہ علیہ وسلم لو کان ابوطالب لقرت عیناہ من ینشدنا قولہ فقال علی رضی اللہ عنہ یارسول اللہ! کانک اردت قولہ

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

فتہلل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

الامام مالک رضی اللہ عنہ (م ۱۷۹ھ)

روی القاضی عیاض المالکی (م ۵۴۴ھ) فی الشفاء باسناد صحیح باب حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ لازم۔

نقلہ الامام شہاب الدین الخفاجی (م ۸۱۲ھ) فی شرح الشفاء ج ۳، ص ۳۹۸، انہ لما حج المنصور (الخلیفۃ الثانی من بنی عباس) وزار قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم سأل الامام مالکا رضی اللہ عنہ وھو بالمسجد

حضرت امّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (متوفاۃ ۵۸ھ)

دارمی (متوفی ۲۵۵ھ) نے مسند دارمی کے (صفحہ ۴۳ ج ۱) "اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی وفات کے بعد اکرام فرمایا" کے عنوان والے باب میں ابوالجوزا سے روایت کیا:۔

کہا مدینہ منورہ کے لوگ شدید قحط سالی میں مبتلا ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اس کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف دیکھو، پھر آسمان کی طرف ایک روشندان بناؤ کہ آپ کے اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے" ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، تب بارش سے سیراب ہوئے، الحدیث۔

ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ) نے اسے "وفاء" میں روایت کیا ہے۔ (صفحہ ۸۰۱)۔

حضرت خلیفۃ المسلمین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۴۰ھ)

بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے جامع صحیح (صفحہ ۱۳۷ ج ۱) میں روایت کیا ہے کہ جب اعرابی آیا اور خشک سالی کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔ تب بادل برسا اور کھل کر برسا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حیات ہوتی تو آج ابوطالب کی آنکھیں ضرور ٹھنڈی ہوتیں، ہمیں ابوطالب کا شعر کون پڑھ کر سنائے گا؟" اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض فرمایا:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، ان کا یہ شعر گویا آپ کی مراد ہے ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجہہٖ ثمال الیتٰمیٰ عصمۃ للارامل

(آپ سفید (گندم گوں) ہیں، آپ کے چہرہ کے وسیلہ سے بارش مانگی جاتی ہے، آپ یتیموں کے فریادرس ہیں، آپ بیواؤں کے نگہبان ہیں)۔

اسے سن کر حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن اور دمک اٹھا۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۷۹ھ)

قاضی عیاض مالکی (متوفی ۵۴۴ھ) نے کتاب "شفاء" کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت آپ کی وفات کے بعد بھی لازم ہے" کے عنوان والے باب میں اسناد صحیح کے ساتھ یہ روایت کیا ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی (متوفی ۱۰۶۹ھ) نے شرح شفاء (صفحہ ۳۹۸ ج ۳) میں اسے نقل کیا ہے کہ جب منصور (خلفائے بنی عباس میں سے خلیفہ دوم) نے حج کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کی۔ مسجد نبوی شریف میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا:۔ اے جناب ابوعبداللہ، میں قبلہ کی طرف چہرہ کرتا ہوا دعا مانگوں یا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چہرہ

النبوی وقال لہ یا اباعبد اللہ استقبل القبلۃ وادعو ام استقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالک رضی اللہ عنہ ولم تصرف وجھک عنہ وھو وسیلتک ووسیلۃ ابیک آدم الی اللہ تعالی بل استقبلہ واستشفع بہ فیشفعہ اللہ فیک۔

نقلہ الامام السبکی (م ۷۵۶ھ) فی شفاء السقام، ص ۱۵۳۔

" الامام القسطلانی (م ۹۲۳ھ) فی المواھب باب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

نقلہ الامام السمھودی (م ۹۱۱ھ) فی وفاء الوفاء، ص ۱۳۷۶ھ

" الامام الزرقانی (م ۱۱۲۲ھ) فی شرح المواھب، ج ۸، ص ۳۵۷ وقال رواہ القاضی باسناد صحیح رجالہ ثقات۔

الامام الاعظم ابوحنیفۃ رضی اللہ عنہ (م ۱۵۰ھ)

روی الامام ابوحنیفۃ فی مسندہ کتاب الحج:

عن نافع عن عمر[عہ] رضی اللہ عنہ من السنۃ ان تأتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلۃ وتجعل ظھرک الی القبلۃ واستقبل القبر لوجھک ثم تقول السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الامام کمال الدین بن الھمام الحنفی رضی اللہ عنہ (م ۸۶۱ھ)

فتح القدیر، ج ۲، ص ۳۳۷، کتاب الحج، باب زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

ویسأل اللہ حاجتہ متوسلا الی اللہ بحضرۃ نبیہ ثم قال یسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم الشفاعۃ فیقول یا رسول اللہ اسألک الشفاعۃ یا رسول اللہ اتوسل بک الی اللہ۔

عہ رواہ نافع عن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنھما من قولہ وقد سقط ھھنا لفظ ابن وھو ثابت فی جامع مسانید الامام الاعظم تالیف العلامۃ ابی المؤید الخوارزمی۔ ۱۲

کروں ؟" حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا " تم کیوں آپ کی طرف سے اپنا چہرہ پھیروگے جب کہ آپ اللہ تعالیٰ کی جانب تمہارا بھی وسیلہ ہیں، تمہارے باپ حضرت آدم کا بھی وسیلہ ہیں ؟ آپ ہی کی طرف چہرہ کرو اور آپ کی شفاعت کی درخواست کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے معاملے میں آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے گا "

امام سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) نے اسے شفاء السقام میں نقل کیا ہے (ص ۱۵۴) ۔

امام قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) نے مواہب لدنیہ کے باب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ۔

امام سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) نے وفاء الوفاء میں (ص ۱۳۷۶) ۔

امام زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) نے مواہب لدنیہ کی شرح میں (ج ۸ ص ۳۵۷) اسے نقل کیا اور فرمایا " اسے قاضی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور رجال ثقہ ہیں "

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۱۵۰ھ)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند کی کتاب الحج میں حضرت نافع سے روایت فرمایا ہے ، انھوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے " سنت یہ ہے کہ تم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر قبلہ کی جہت سے جاؤ ، قبلہ کی طرف پیٹھ کرو ، اور قبر شریف کی طرف چہرہ کرو، پھر کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ "

امام کمال الدین بن ہمام حنفی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۶۱ھ)

آپ کی فتح القدیر کی کتاب الحج کے باب زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (ج ۲ ص ۳۳۷) میں ہے :۔

اور حضرۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کرتا ہوا اس سے اپنی حاجت کے پورے ہونے کا سوال کرے گا ۔ پھر فرمایا " حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح شفاعت کا سوال کرے گا کہ یا رسول اللہ اسألک الشفاعۃ یا رسول اللہ اتوسل بک الی اللہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ، میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں ، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ، میں اللہ تعالیٰ کی جانب آپ سے توسل کرتا ہوں) "

الامام الشافعی رضی اللہ عنہ (م۲۰۴ھ)

روی الحافظ ابوبکر الخطیب البغدادی (م۴۶۳ھ) فی التاریخ ج ۱، ص ۱۲۳، بسند صالح:

ان الامام الشافعی رضی اللہ عنہ ایام ھو ببغداد کان یتوسل بالامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ یجیئ الی ضریحہ یزورہ فیسلم علیہ ثم یتوسل الی اللہ تعالیٰ بہ فی قضاء حاجاتہ۔

نقلہ العلامۃ ابن حجر (م۹۷۳ھ) فی کتابہ الخیرات الحسان، ص ۶۹

ایضا قول الشافعی متوسلا باھل البیت النبوی۔

نقلہ العلامۃ ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ، ص ۱۸۰۔

آل النبی ذریعتی وھم الیہ وسیلتی

ارجو بھم اعطی غدا بید الیمین صحیفتی

الامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ (م۲۴۱ھ)

نقلہ العلامۃ یوسف النبہانی (م۱۳۵۰ھ) فی شواھد الحق ص ۱۶۶ -

انہ توسل الامام احمد بن حنبل بالامام الشافعی رضی اللہ عنہ حتی تعجب ابنہ عبد اللہ بن الامام احمد بن حنبل من ذلک فقال لہ الامام احمد، ان الشافعی کالشمس للناس وکالعافیۃ للبدن

الامام ابوعیسی الترمذی رضی اللہ عنہ (م۲۷۹ھ)

قد جوز التوسل بذوات المسلمین حیث ترجم الباب من ابواب الجھاد فی جامعہ وقال (باب ماجاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین) واخرج تحت

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۲۰۴ھ)

حافظ حدیث ابوبکر خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) نے تاریخ (ج ۱ ص ۱۲۳) میں سند صالح کے ساتھ روایت کیا ہے

کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ اپنے بغداد شریف میں رہنے کے زمانے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کرتے تھے۔ آپ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے آپ کی قبر پر حاضر ہوتے تھے تو آپ پر سلام کرتے تھے، پھر اپنی حاجتوں کے پورے ہونے میں اللہ تعالیٰ کی جانب آپ سے توسل کرتے تھے۔

اسے علامہ ابن حجر مکی (متوفی ۹۷۳ھ) نے اپنی کتاب خیرات حسان میں نقل کیا (ص ۶۹)۔

پھر حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے حضرات اہل بیت نبوی سے توسل کرتے ہوئے یہ شعر فرمایا ہے

جیسے علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ (ص ۱۸۰) میں نقل کیا ہے:۔

آل النبی ذریعتی وھم الیہ وسیلتی ☆ ارجو بھم اعطیٰ غدا بید الیمین صحیفتی

(حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار میرا ذریعہ ہیں، یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی جانب میرا وسیلہ ہیں، میں امیدوار ہوں کہ آپ حضرات کے وسیلہ سے کل (قیامت میں) میرا صحیفہ مجھے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔)

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۲۴۱ھ)

علامہ یوسف نبہانی (متوفی ۱۳۵۰ھ) نے شواہد الحق (ص ۱۶۶) میں نقل کیا ہے

کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ سے توسل کیا یہاں تک کہ آپ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ نے اس سے تعجب کیا۔ تب حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا "بے شک حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ ایسے ہیں جیسے لوگوں کے لئے سورج اور بدن کیلئے عافیت۔

حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۷۹ھ)

آپ نے ذوات مسلمین سے توسل کو جائز دکھایا کہ جامع الترمذی کے ابواب جہاد میں سے ایک باب کا عنوان اس طرح قائم کیا ہے (فقراء مسلمین کے وسیلہ سے مدد طلب کرنے کے بارے میں آئی ہوئی روایت کا باب)۔ ترمذی نے اس باب کے تحت حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو روایت کیا

الباب حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون وتنصرون بضعفائکم (الترمذی ص ۲۶۱)

الامام النووی الشافعی رضی اللہ عنہ (م ۶۷۶ھ)

قال فی کتاب الاذکار باب الاذکار فی الاستسقاء، ص ۱۶۰۔

انہ یستحب اذا کان فیھم رجل مشہور بالصلاح ان یستسقوا بہ فیقولوا اللھم انا نستسقی و نستشفع الیک بعبدک فلان کما روی البخاری ان عمر رضی اللہ عنہ استسقی بعباس رضی اللہ عنہ وقال جاء الاستسقاء باھل الخیر والصلاح عن معاویۃ رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

الامام الغزالی الشافعی رضی اللہ عنہ (م ۵۰۵ھ)

قال فی احیاء العلوم، باب زیارۃ المدینۃ وآدابھا، ج ۱، ص ۲۶۰۔

یقول الزائر، اللھم قصدنا نبیک مستشفعین بہ الیک فی ذنوبنا وقال فی آخرہ ونسألک بمنزلتہ عندک وحقہ الیک۔

اقوال من ھو حجۃ عند المخالف

منھم محمد بن علی الشوکانی (م ۱۲۵۰ھ) قال فی کتابہ تحفۃ الذاکرین ص ۱۶۳ بعد ذکر حدیث عثمان بن حنیف ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان الخ و فی الحدیث دلیل علی جواز التوسل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ عزوجل وقال فیہ یتوسل الی اللہ بانبیائہ والصالحین، من التوسل بالانبیاء ما اخرجہ

ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے اپنے ضعفاء میں ڈھونڈو کہ تم لوگ اپنے ضعفاء ہی کی بدولت رزق دیئے جاتے ہو اور مدد پہنچائے جاتے ہو۔ (ترمذی ص۲۶۱)۔

امام نووی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۷۶ھ)

آپ نے کتاب الاذکار کے استسقاء میں وارد اذکار کے باب (ص۱۶۰) میں فرمایا :۔
یہ مستحب ہے کہ جب لوگوں میں کوئی آدمی صلاح و تقویٰ کے ساتھ مشہور ہو، اسکے وسیلہ سے استسقاء کریں اور کہیں "اے اللہ، ہم تیری جانب تیرے بندہ فلاں کے وسیلہ سے استسقاء کرتے ہیں اور ان کی شفاعت کی درخواست کرتے ہیں"، جیسا کہ بخاری نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اہل خیر و اہل صلاح کے وسیلہ سے استسقاء کرنا آیا ہے۔

حضرت امام غزالی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۰۵ھ)

آپ نے احیاء علوم الدین کے "مدینہ منورہ کی زیارت اور اس کے آداب" کے باب (ص۲۶۱ ج۱) میں فرمایا :۔
زائر کہے گا اللھم قصدنا نبیك مستشفعین به الیك فی ذنوبنا (اے اللہ، ہم نے اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے تیری جانب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کرتے ہوئے آپ کا قصد کیا)۔ اس کے اخیر میں آپ نے یہ الفاظ لکھے ونسألك بمنزلته عندك وحقه الیك (تیرے نزدیک آپ کے لئے ثابت منزلت اور حق کے وسیلہ سے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں)۔

ان لوگوں کے اقوال جو مخالف کے نزدیک حجت ہیں

ان میں سے محمد بن علی شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) ہے۔ اس نے اپنی کتاب تحفۃ الذاکرین (ص۱۶۳) میں حضرت عثمان بن حنیف والی حدیث "ایک آدمی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بار بار جاتا تھا الخ" کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے "اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کی جانب توسل کرنے کے جواز پر دلیل ہے"۔ اس نے اسی میں یہ بھی کہا ہے کہ "اللہ کی جانب اس کے انبیاء اور صالحین سے توسل کیا جائے گا، انبیاء سے توسل کرنے کے باب سے وہ حدیث ہے جسے ترمذی وغیرہ نے عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے"۔

الترمذی وغیرہ من حدیث عثمان بن حنیف فذکر الحدیث ثم قال
اما التوسل بالصالحین منه ماثبت فی الصحیح ان الصحابة
استسقوا بالعباس رضی اللہ عنه۔
وقال ایضا فی رسالته الدر النضید ان التوسل به صلی اللہ علیه
وسلم یکون فی حیوته و بعد موته وفی حضرته ومغیبته
انه قد ثبت التوسل به صلی اللہ علیه وسلم فی حیوته وثبت
التوسل بغیرہ بعد موته باجماع الصحابة، انتہیٰ کلامه۔
نقل عبارته محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم فی تحفة الاحوذی
شرح الجامع الترمذی، ج ۴، ص ۲۸۲۔
اثبت ایضا الشوکانی التوسل بذوی الصلاح
فی کتابه نیل الاوطار حیث ترجم الباب بباب
الاستسقاء بذوی الصلاح۔ ج ۴، ص ۸ ونقل تحت الباب
حدیث انس رضی اللہ عنه استسقی عمر بن الخطاب بالعباس
رضی اللہ عنهم ثم نقل فی شرح الحدیث عبارة فتح الباری
قال یستفاد من قصة العباس رضی اللہ
عنه استحباب الاستشفاع باهل
الخیر والصلاح واهل بیت النبوة وفیه
فضل العباس وفضل عمر لتواضعه للعباس
ومعرفته بحقه وقال بعد نقل عبارة الفتح ظاهر قوله ای قول انس
رضی اللہ عنه ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه کان اذا قحطوا استسقی
بالعباس بن عبد المطلب فقال اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا
صلی اللہ علیه وسلم (بصیغة الاستمرار) یدل علی انه فعل
مرارا کثیرة انتہیٰ۔
ومنهم ابن تیمیة (م ۷۲۸ھ) قال فی رسالته
"التوسل والوسیلة" بعد ذکر

پھر اس نے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد کہا ہے "صالحین سے توسل کرنے کے باب سے صحیح میں ثابت یہ حدیث ہے کہ صحابہ نے عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء کیا۔"

اس نے اپنے رسالہ "ردّ تفنید" میں یہ بھی کہا ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہوتا ہے، موت کے بعد بھی، اور آپ کے سامنے بھی، آپ کے پیچھے بھی۔" "بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی حیات میں اور آپ کی موت کے بعد آپ کے غیر سے توسل اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔" انتہیٰ کلامہ۔

اس کی عبارت کو محمد بن عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم نے تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی میں نقل کیا ہے۔ (ص ۲۸۲ ج ۴)۔

شوکانی نے اپنی کتاب "نیل الاوطار" میں اہل صلاح سے توسل کو بھی ثابت رکھا ہے کہ اس نے ترجمۃ الباب "اہل صلاح کے وسیلہ سے استسقاء کا باب" رکھا ہے (ص ۸ ج ۴)۔ اس باب کے تحت اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ پھر اس نے اس حدیث کی شرح میں فتح الباری کی یہ عبارت نقل کی ہے کہ "حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اہل خیر و صلاح اور اہلِ بیت نبوت کی شفاعت کی درخواست کرنا مستحب ہے، اس سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فضل ثابت ہوتا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے تواضع فرمایا، اور آپ کے حق کو پہچانا۔" اس نے فتح الباری کی عبارت کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے "حضرت انس رضی اللہ عنہ کے قول کا ظاہر کہ لوگ جب خشک سالی میں مبتلا ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب کے وسیلہ سے استسقاء کیا تو فرمایا اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے (صیغۂ استمرار کے ساتھ) اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے بارہا ایسا کیا۔" انتہیٰ۔

ان میں سے ابن تیمیہ (متوفیٰ ۷۲۸ھ) ہے۔ اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بار بار جانے والے آدمی کے واقعہ میں وارد حضرت عثمان بن حنیف [illegible]

حدیث عثمان بن حنیف فی قصۃ الرجل الذی یختلف علی عثمان بن عفان، ھذا حدیث الاعمیٰ قد رواہ المصنفون کالبیہقی وغیرہ۔

ثم قال فی ھذہ الرسالۃ قال عمر فی دعائہ الصحیح المشہور الثابت باتفاق اہل العلم بحضر من المہاجرین والانصار فی عام الرمادۃ المشہور لما اشتد بہم الجدب حتی حلف عمر لا یاکل سمنا حتی یخصب الناس ثم لما استسقی بالعباس قال اللہم انا کنا الی اخر الحدیث، ھذا دعاء اقرہ علیہ جمیع الصحابۃ لم ینکر علیہ احد مع شہرتہ وہو من اظہر الاجماعات الاقراریۃ ودعا بمثلہ معاویۃ بن ابی سفیان فی خلافتہ، انتہیٰ کلامہ۔

(تحفۃ الاحوذی، ج ۴، ص ۲۸۲)

ومنہم ابن القیم (م ۷۵۱ھ) قال فی زاد المعاد، ج ۱، ص ۲۸، لا سبیل الی السعادۃ والفلاح لا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ الا علی ایدی الرسل ولا ینال رضاء اللہ البتۃ الا علی ایدیہم ھذا اعتراف منہ علی ان السعادۃ والفلاح فی الدنیا یحصل بتوسل الرسل لان اعطاء السعادۃ والفلاح فعل اللہ تعالیٰ فما معنی حصر السبیل الی السعادۃ والفلاح فی الدنیا والآخرۃ علی ایدی الرسل الا انہم الوسیلۃ الی اللہ لحصول المقاصد المذکورۃ۔

منہم العلامۃ وحید الدین[عـہ] (م ۱۳۳۸ھ)

نقل فی کتابہ ھدیۃ المہدی ص ۴۸، کلام الشوکانی واسحق الدہلوی واسمٰعیل الدہلوی قال وقال الشوکانی من اصحابنا لا وجہ لتخصیص جواز

حدیث کا ذکر کرنے کے بعد اپنے رسالہ "التوسل والوسیلۃ" میں کہا ہے "یہ نابینا والی حدیث ہے، اسے بیہقی وغیرہ مصنفین نے روایت کیا ہے"۔
اس کے بعد اس نے اسی رسالہ میں کہا ہے "حضرت عمر نے عام رمادہ نام کے مشہور سال میں جب خشک سالی اس طرح شدید ہوئی کہ آپ نے حلف کیا کہ جب تک لوگ شاداب نہ ہوں گے آپ گھی نہ کھائیں گے، مہاجرین اور انصار کی موجودگی میں حضرت عباس کے وسیلہ سے استسقاء کیا تو اس میں یہ دعا کی جو کہ اہل علم کے اتفاق سے صحیح ہے، مشہور ہے، ثابت ہے :- اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے الی آخر الحدیث۔ یہ دعا ہے، جمیع صحابہ نے اسے ثابت رکھا ہے، اس کی شہرت کے باوجود اس پر ایک نے بھی انکار نہیں کیا ہے، اور یہ اقراری اجماعات میں اظہر ہے۔ حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے اپنی خلافت کے زمانے میں اسی قسم کی دعا کی"۔ انتہیٰ کلامہ۔
(تحفۃ الاحوذی (ص ۲۸۲، ج ۴))۔

ان میں سے ابن قیم (متوفی ۷۵۱ھ) ہے۔ اس نے "زاد المعاد" (ص ۲۸، ج ۱) میں کہا ہے "حضرات مرسلین کے دست اقدس کے سوا سعادت و فلاح کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں، اور آپ حضرات کے دست اقدس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا ہرگز نہیں حاصل ہو سکتی"۔ یہ اس کا اس بات کا اعتراف ہے کہ سعادت و فلاح دنیا میں حضرات مرسلین سے توسل ہی کی بدولت حاصل ہو سکتے ہیں، اسلئے کہ سعادت و فلاح عطا کرنا تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ پھر دنیا و آخرت میں سعادت و فلاح کے سبیل کو حضرات مرسلین کے دست اقدس پر منحصر قرار دینے کے اس کے سوا اور کیا معنیٰ ہو سکتے ہیں کہ آپ حضرات مذکور مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب وسیلہ ہیں؟

اور ان میں سے وہابیہ دیوبندیہ کا علامہ وحید الزمان (متوفی ۱۳۳۸ھ) ہے۔
اس نے اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی" (ص ۴۷) میں شوکانی، اسحاق دہلوی اور اسمٰعیل دہلوی کا کلام نقل کیا ہے۔ اس نے کہا ہمارے (وہابیہ کے) اصحاب میں سے شوکانی نے کہا ہے "توسل کے جواز کو نبی (علیہ السلام) کے ساتھ خاص قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے، جیسا کہ شیخ عزالدین

التوسل بالنبی کما زعمه الشیخ عزالدین بن عبد السلام و التوسل الی اللہ تعالیٰ باھل الفضل والعلم ھو فی الحقیقۃ توسل باعمالھم الصالحۃ ومزایاھم الفاضلۃ وقال فی مقام آخر لا بأس بالتوسل بنبی من الانبیاء او ولی من الاولیاء او عالم من العلماء والذی جاء الی القبر ودعا اللہ وحدہ وتوسل بذلک المیت کان یقول اللھم انی اسألک ان تشفینی من کذا او اتوسل الیک بھذا العبد الصالح فھذا لا تردد فی جوازہ انتھیٰ مختصرا۔

وقال شیخ شیخنا مولانا اسحٰق فی "مائۃ مسائل" یجوز دعاء الاستفتاح بحرمۃ الشھر الحرام والمشعر العظام وقبر نبیک علیہ السلام وقال مولانا اسمٰعیل الشھید فی التقویۃ یجوز ان یقول اللھم انی اسألک بوسیلۃ فلان من الاولیاء انتھیٰ۔

اذا ثبت بھٰذہ الادلۃ ان التوسل جائز بل مطلوب شرعا فکیف یکون شرکا والمطلوب شرعا استحال ان یکون شرکا والشرک استحال ان یکون مطلوبا شرعا۔

اما حکم المعتقد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیھم السلام

فظھر بما سبق من الدلائل ان اعتقادہ حق و ثابت بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ واجماع الصحابۃ فایمانہ کامل بحمد اللہ تعالیٰ واعمالہ مقبولۃ عند اللہ تعالیٰ لانہ مطیع للہ ورسولہ فی اعتقادہ واعمالہ ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما، کذلک ھو علی صراط الذین انعم اللہ علیھم من النبیین الصدیقین والشھداء والصالحین ومن کان

بن عبد السلام نے زعم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب اہل فضل اور اہل علم سے توسل درحقیقت ان کے اعمال صالحہ اور ان کے خصوصی اوصاف فاضلہ سے توسل ہے"۔ دوسرے مقام پر کہا ہے کہ "انبیاء میں سے کسی نبی سے، اولیاء میں سے کسی ولی سے یا علماء میں سے کسی عالم سے توسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جو قبر کے پاس آیا، تنہا اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس میت سے اس طرح توسل کیا کہ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ فلاں مرض سے مجھے شفاء بخشے، اور اہل صالح بندہ سے تیری جانب توسل کرتا ہوں، تو اس کے جائز ہونے میں کوئی تردد نہیں ہے"۔ انتہیٰ مختصراً۔

اور ہمارے (وہابیہ کے) شیخ کے شیخ مولانا اسحاق نے "مأۃ مسائل" میں کہا ہے "شہر حرام، مشاعر عظام اور تمھارے نبی علیہ السلام کی قبر کی حرمت کے وسیلہ سے مدد طلب کرنے کی دعا جائز ہے"۔ اور (ہمارے) مولانا اسمٰعیل شہید (نزد وہابیہ) نے تقویۃ میں کہا ہے "یہ کہے گا کہ اے اللہ، میں اولیاء میں سے فلاں ولی کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں"۔ انتہیٰ۔

جب ان دلیلوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ توسل جائز ہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے) تو وہ شرک کیسے ہوگا؟ جو شرعاً مطلوب ہے اس کے لئے محال ہے کہ شرک ہو اور شرک کے لئے محال ہے کہ شرعاً مطلوب ہو۔

حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حکم

جو دلیلیں گذریں ان سے یہ ظاہر ہوگیا کہ اس کا اعتقاد حق ہے، کتاب اللہ تعالیٰ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔ لہذا بحمد اللہ تعالیٰ اس شخص کا ایمان کامل ہے اور اس کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہیں، اسلئے کہ وہ اپنے اعتقاد اور اعمال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔ اسی طرح وہ ان حضرات کی راہ پر ہے جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء، صدیق، شہید اور نیک لوگ۔ اور جو ان حضرات کے ساتھ ہے وہ صدق و صواب پر ہے۔

معهم كان على الصدق والصواب هٰذا هو المعيار للحق والايمان ومن قال التوسل بالانبياء والرسل شرك ومعتقده مشرك فقد كذب الله والرسول والصحابة والاسلاف لان الشرك هو اعتقاد المشاركة فى الالوهية او فى صفاته الخاصة والتوسل ليس من صفات الله وافعاله بل هو من خصوصيات العباد ۔

وقد صرح ائمة الوهابية ان الامور التى كانت تطلب من الانبياء والصلحاء حال كونهم احياء مثل الدعاء او الاستشفاع فطلبها منهم بعد موتهم لا يكون شركا ذكر هذه الضابطة العلامة وحيد الزمان فى كتابه هدية المهدى، ص ۱۸ ۔ ونقل كلام الشوكانى انه قال الشوكانى لاخلاف فى جواز الاستعانة والاستغاثة بالمخلوق فيما يقدر عليه والامور التى هى مختصة بالله تعالىٰ وكانت لا تطلب منهم وهم احياء منهم بعد ان ماتوا يكون شركا، فالتوسل كيف يكون شركا وهو من خصوصيات العباد وقد فعله الانبياء والصحابة والصالحون فمن قال التوسل شرك ومعتقده مشرك فقد خرج من جماعة المسلمين وهو غال وشدد فى الدين والتشديد فى الدين من خواص الخوارج والوهابية ۔

واعترف العلامة وحيد الزمان وهو من اركان الوهابية فى كتابه هدية المهدى، ص ۲۶، فقال شدد بعض اخواننا من المتأخرين فى امر الشرك وضيق دائرة الاسلام وجعل الامور المكروهة او المحرمة شركا ثم بين المراد من بعض اخواننا فى حاشيته فقال هو الشيخ محمد بن عبد الوهاب حيث جعل هذه الامور شركا اكبر كما يفهم من رسالته الى اهل مكة وتبعه فى اكثر الامور

حق و ایمان کے لئے یہی معیار ہے۔ جس نے یہ کہا کہ "انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل شرک ہے اور اس کا معتقد مشرک ہے" بے شک اس نے اللہ تعالیٰ، حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلاف کی تکذیب کی، اس لئے کہ مشرک الوہیت میں یا باری تعالیٰ کی صفات خاصہ میں مشارکت کا اعتقاد ہے، اور توسل اللہ تعالیٰ کی صفات اور افعال میں سے نہیں ہے، بلکہ وہ بندوں کی خصوصیات میں سے ہے۔

خود وہابیہ کے پیشواؤں نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ دعا اور شفاعت وغیرہ جن امور کو حضرات انبیاء و صلحاء سے آپ حضرات کی حیات میں طلب کیا جاتا تھا، آپ حضرات کی وفات کے بعد بھی ان امور کو آپ حضرات سے طلب کرنا شرک نہ ہوگا۔ اس قاعدہ کو (وہابیوں کے) علامہ وحید الزمان نے اپنی کتاب "ہدیۃ المھدی" (ص۱۸) میں ذکر کیا ہے۔ اس نے شوکانی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ "مخلوق جن امور پر قادر ہے، ان امور میں مخلوق سے استعانت اور استغاثہ کے جائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، جو امور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان حضرات سے ان کی حیات میں نہیں طلب کئے جاتے تھے، ان کی وفات کے بعد ان امور میں ایسا کرنا شرک ہوگا" تو پھر توسل کیسے شرک ہو جائے گا جبکہ وہ بندوں کی خصوصیات میں سے ہے اور خود انبیاء علیہم السلام، صحابۂ کرام اور صالحین نے توسل کیا ہے؟ لہذا جس نے یہ کہا کہ "توسل شرک ہے اور اس کا معتقد مشرک ہے، وہ بے شک مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو گیا، وہ اپنے دین کے معاملے میں غالی ہے، اس نے دین میں تشدید کی، اور دین میں تشدید کرنا وہابیوں اور خارجیوں کے خواص میں سے ہے۔

(وہابیوں کے) علامہ، وہابیت کے رکن وحید الزمان نے اپنی کتاب "ہدیۃ المھدی" (ص۲۶) میں اس کا اعتراف کیا ہے۔ اس نے کہا "متأخرین میں سے ہمارے بعض بھائیوں نے شرک کے معاملے میں تشدید کی ہے، اسلام کے دائرہ کو تنگ کر دیا ہے اور امور مکروہہ یا امور محرمہ کو شرک قرار دے دیا ہے"۔ پھر اس نے اس کے حاشیہ میں "اپنے بعض بھائیوں" سے اپنی مراد کو اس طرح بیان کیا ہے کہ "وہ شیخ محمد بن عبد الوہاب ہے کہ ان امور کو شرک اکبر قرار دے دیا ہے، جیسا کہ اہل مکہ کی طرف بھیجے ہوئے اس کے خط سے سمجھ میں آتا ہے، اور اکثر

المولوی اسمٰعیل الدهلوی فی التقویۃ ۱۲ منه
فقد اتضح بحمد الله تعالیٰ جواز التوسل بالکتاب و السنۃ
واجماع السلف والخلف فهو الحق الصراح وماذا بعد الحق الا الضلال۔
والله نسأل وبنبیه المصطفیٰ نتوسل ان یجعل عملنا هذا مقبولا
انه ذو الفضل العظیم ونبیه ذو الکرم العمیم ولاحول ولا قوۃ الا
بالله العلی العظیم۔

جواب الشیخ عبد الشکور بدار الافتاء فی دار العلوم کراتشی باکستان بان التوسل لیس بشرک بل هو جائز وثابت من السلف والخلف وان المعتقد بالتوسل مؤمن واعمالہ من الصلوٰۃ والزکوٰۃ والحج وغیرها صحیحۃ وقد نقل ان التوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم مندوب وانه یحسن التوسل و الاستغاثۃ بالنبی صلی الله علیه وسلم الی ربه ولم ینکر ذلک احد من السلف و الخلف۔

امور میں مولانا اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں اس کا اتباع کیا ہے۔" ۱۲ منہ۔

تو بحمد اللہ تعالیٰ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ شریفہ اور اجماع سلف وخلف سے توسل کا جائز ہونا واضح ہو گیا۔ تو یہ خالص حق ہے اور حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی۔

واللہ نسأل وبنبیہ المصطفیٰ نتوسل ان یجعل عملنا ھذا مقبولا انہ ذوالفضل العظیم ونبیہ ذو الکرم العمیم ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب شیخ عبد الشکور، دار الافتاء، دار العلوم کراچی، پاکستان

کہ توسل شرک نہیں ہے، بلکہ وہ جائز ہے اور سلف وخلف سے ثابت ہے، توسل کا اعتقاد رکھنے والا مومن ہے، اس کے نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال صحیح ہیں۔ مجیب مذکور نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا مندوب ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب کی جانب توسل کرنا اور استغاثہ کرنا حَسَن ہے، سلف وخلف میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

الجواب وهو الموفق للصدق والصواب

① :۔ ان التوسل بالنبی علیه الصلوٰة والسلام لیس بشرک، بل هو جائز وثابت من السلف والخلف، وحاصله ان العبد لا یدعو الا الله سبحانه، ولکن یتوسل بحبه النبی صلی الله علیه وسلم، بمعنی انی احب حبیبک، فتقبل دعوتی لهذا الحب. وقد ثبت هذا النوع من التوسل بما روی عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا یستسقی بالعباس بن عبد المطلب فقال اللهم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی الله علیه وسلم فتسقینا، وانا نتوسل الیک بعم نبینا. فاسقنا، رواه البخاری ص ۱۳۷ ج ۱

وقال صاحب روح المعانی، تحت قول الله تعالیٰ "وابتغوا الیه الوسیلة" ان التوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم جائز بل مندوب. وایضا فقال ویحسن التوسل والاستغاثة بالنبی صلی الله علیه وسلم الی ربه ولم ینکر ذلک احد من السلف والخلف ص ۱۲۶ پاره ۶

② ۔ نعم هو مؤمن نعتد اعماله من الصلوٰة والزکوٰة والحج وغیرها صحیحة۔ والله اعلم.

ختم

احقر عبد الشکور.

نمبر ۲۱۲/۳۱ (الف)

دار الافتاء دار العلوم کراتشی اسلامی جمهوریه باکستان الجواب صحیح دار الافتاء دار العلوم کراتشی ۱۴/۲

مورخه ۱۶/۲/۱۴۰۰ھ التوقیع الغیر المقروء مورخه ۱۵/۲/۱۴۰۰ھ

۴۸۶

الجواب وھو الموفق للصدق والصواب

①:- حضور نبی علیہ السلام سے توسل کرنا شرک نہیں ہے؛ بلکہ یہ جائز ہے اور سلف و خلف سے ثابت ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ بندہ سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے سے دعا نہیں کرتا ہے، لیکن وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بایں معنیٰ توسل کرتا ہے کہ " میں تیرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت رکھتا ہوں، تو میری اس محبت کے لئے میری دعاء کو قبول فرما۔" اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے اس قسم کا توسل ثابت ہے کہ جب لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرماتے تھے۔ آپ نے یہ عرض فرمایا کہ اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے اور تو ہمیں سیراب فرماتا تھا۔ اور اب ہم تیری جانب اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں۔ تو ہمیں سیراب فرما۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے (ص ۱۳۷ ج ۱)۔

اور صاحب روح المعانی نے اللہ تعالیٰ کے قول وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے تحت یہ کہا ہے کہ " نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل جائز ہے، بلکہ مندوب ہے" یہ بھی کہا ہے کہ " نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے رب کی جانب توسل اور استغاثہ حسن ہے۔ سلف و خلف میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے" (پارہ ۶ ع ۶ ص ۱۲۶)۔

②:- ہاں، وہ مؤمن ہے۔ اس کے نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں اور صحیح ہیں۔ واللہ اعلم۔

مہر

احقر عبد الشکور۔ نمبر ۲۱۲ / ۳۱ (الف)

دار الافتاء، دار العلوم کراچی، اسلامی جمہوریہ پاکستان الجواب صحیح دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
مورخہ ۱۶ / ۲ / ۱۴۱۵ھ دستخط جوڑھنے میں نہ آیا مورخہ ۱۵ / ۲

جواب الشیخ فیض احمد بدار الافتاء فی کولرا باکستان بان حصول السعادۃ الابدیۃ منوط بالتصدیق بما جاء بہ الانبیاء علیہم السلام فہذا التوسل حق لابد منہ للایمان وانکارہ کفر وکذلک التوسل بدعواتہم ثابت عند اہل الحق ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فقد وصلنی مکتوب الاخ محمد عاشق الرحمٰن الالہ آبادی یسئل فیہ عن حکم الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات. فاقول بحول اللہ وقوتہ ان حصول السعادۃ الابدیۃ لما کان منوطا بالتصدیق بما جاء بہ الانبیاء علیہم السلام کان ھذا التوسل حقا لابد منہ للایمان وانکارہ کفر بلا ریب کما قال اللہ تعالیٰ

جواب شیخ فیض احمد، دارالافتاء، گولڑا، پاکستان کہ سعادت ابدیہ کا حصول اسی کی تصدیق کے ساتھ معلق ہے جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام لائے ہیں، یہ توسل حق ہے، ایمان کے لئے یہ ضروری ہے، اس کا انکار کفر ہے اور اسی طرح ان کی دعاؤں سے توسل بھی اہل حق کے نزدیک ثابت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

اما بعد:۔ بھائی محمد عاشق الرحمٰن الہ آبادی کا مکتوب مجھے پہنچا ہے جس میں انھوں نے انبیاء ومرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات سے توسل کا اعتقاد رکھنے کا حکم دریافت کیا ہے۔ فاقول بحول اللہ وقوتہ جب سعادت ابدیہ کا حصول اس کی تصدیق کے ساتھ معلق ہے، جیسے انبیاء علیہم السلام لائے ہیں، تو یہ توسل حق ہے، ایمان کے لئے ضروری ہے، اور اس کا انکار بلاشبہ کفر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولٰئک ھم الکٰفرون حقا (وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان وکفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں یہی ہیں ٹھیک ٹھیک

ان الذین یکفرون باللہ ورسولہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولٰئک ھم الکٰفرون حقا (النساء) وکذلک التوسل بدعواتھم ثابت عند اھل الحق بالکتاب والسنۃ کما فی القراٰن المجید واستغفر لھم وشاورھم فی الامر (اٰل عمران) قالوا ادع لنا ربک یبیّن لنا (البقرۃ)۔ قالوا یاأبانا استغفر لنا ذنوبنا (یوسف) واما الاحادیث فکثیرۃ وکفاک مارواہ البخاری ان عمر رضی اللہ عنہ کان یقول عند الاستسقاء اللھم اناکنا نتوسل الیک بنبیک فتسقینا وانا نتوسل بعم نبیک فاسقنا۔ والشفاعۃ التی یعتقدھا جمھور اھل الاسلام ایضا نوع من الدعاء واما اتخاذ الانبیاء من دون اللہ اولیاء وابناء اللہ کما زعمت الیھود والنصاریٰ فلا شک فی کونہ شرکا موجبا لحبط الاعمال نعوذ باللہ منہ وان اردت مزید التفصیل فی ھذہ المسئلۃ فعلیک بکتب اھل السنۃ والجماعۃ لاسیما التفسیر روح المعانی للاٰلوسی عند قولہ تعالٰی یا یھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (المائدۃ) واللہ الھادی الی الصراط المستقیم ۔کتبہ فیض احمد عفی عنہ دار الافتاء کولرا عالیہ اسلام اٰباد پاکستان۔

۱۲ ۲/۱۴۰۰ ھجریہ مطابق یکم جنوری ۱۹۸۰ء

فتوی الشیخ العلامۃ المفتی غلام رسول مفتی الجامعۃ الرضویۃ مظھر الاسلام

کافر) (سورۂ نساء)۔ اسی طرح ان کی دعاؤں سے توسل بھی اہل حق کے نزدیک کتاب اللہ تعالیٰ اور سنتِ نبویہ شریفہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے واستغفر لھم وشاورھم فی الامر (اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو) (سورۂ آل عمران)، قالوا ادع لنا ربک یبین لنا (بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف صاف بیان کر دے) (سورۂ بقرہ)، قالوا یا ابانا استغفر لنا ذنوبنا (بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی مانگئے) (سورۂ یوسف)۔ اور حدیثیں تو بہت ہیں۔ بخاری کی یہ روایت تمھارے لئے بہت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ استسقاء کے وقت فرماتے تھے "اے اللہ، ہم تیری جانب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم تیرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما" اور جمہور اہل اسلام جس شفاعت کا اعتقاد رکھتے ہیں، وہ بھی ایک قسم کی دعا ہے۔ لیکن یہود ونصاریٰ کے زعم کی طرح اللہ کو چھوڑ کر انبیاء کو دوست و مددگار بنانے اور انہیں ابناء اللہ قرار دینے کے شرک ہونے اور حبط اعمال کا موجب ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ اور اگر تم اس مسئلہ میں مزید تفصیل کا ارادہ کرو تو تم اہل سنت وجماعت کی کتابوں سے تمسک کرو، بالخصوص آلوسی کی تفسیر روح المعانی کی قول باری تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) (سورۂ مائدہ) کی تفسیر سے۔ واللہ الھادی الی الصراط المستقیم۔

کتبہ فیض احمد عفی عنہ دار الافتاء، گولڑا عالیہ، اسلام آباد۔ پاکستان ۱۲ $\frac{۲}{۱۴۰۰}$ ھجریہ مطابق یکم جنوری ۱۹۸۰ء

فتویٰ شیخ علامہ مفتی غلام رسول مفتی جامعہ رضویہ مظہر الاسلام، فیصل آباد،

بفیصل آباد پاکستان بان التوسل جائز وانه لا ینکره الا الجاهل نفسه والبعید عن طریق الحق۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم ط

الجواب وهو الموفق للصواب

التوسل بالانبیاء ثابت بالنص القطعی والسنة النبویة واقوال السلف رحمهم الله تعالیٰ۔ قال الله تعالیٰ " وابتغوا الیه الوسیلة وقال :۔ ولما جاءهم کتٰب من عند الله مصدق لما معهم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءهم ما عرفوا کفروا به فلعنة الله علی الکٰفرین فقد قال البیضاوی فی تفسیره " ای یستنصرون علی المشرکین و یقولون اللهم انصرنا بنبی آخر الزمان المنعوت فی التوراة وفی تفسیر المدارک ای یستنصرون علی المشرکین اذا قاتلوهم قالوا اللهم انصرنا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نعته فی التوراة وفی تفسیر الخازن ای یستنصرون به علی مشرکی العرب وذلك انهم کانوا اذا احزنهم امر ودهمهم عدو یقولون اللهم انصرنا بالنبی المبعوث

پاکستان کہ توسل جائز ہے اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ شخص جو اپنے نفس سے جاہل ہے اور طریق حق سے دور ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الجواب وھو الموفق للصواب

حضرات انبیاء علیہم السلام سے توسل نص قطعی، سنت نبویہ اور اقوال سلف علیہم الرحمۃ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اور فرمایا ولما جاءھم کتٰب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین (اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر)۔ بیضاوی نے اس کی تفسیر میں کہا " وہ لوگ مشرکین پر نصرت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے اے اللہ، تورات میں جن نبی آخر الزمان (علیہ السلام) کی نعت آئی ہے ان کے وسیلہ سے ہماری نصرت فرما"۔ تفسیر مدارک میں ہے " وہ لوگ جب مشرکین سے مقاتلہ کرتے تھے، یہ کہتے ہوئے ان پر نصرت طلب کرتے تھے کہ اے اللہ، آخر زمان میں مبعوث ہونے والے جن نبی (علیہ السلام) کی نعت تورات میں ہے، ان کے وسیلہ سے ہماری نصرت فرما"۔ تفسیر خازن میں ہے " وہ لوگ عرب کے مشرکین پر نصرت طلب کرتے تھے، وہ اس طرح کہ جب انہیں کوئی امرِ حزن میں ڈالدیتا تھا یا جب ان پر دشمن اچانک آپڑتا تھا، کہتے تھے اے اللہ، آخر زمان میں مبعوث ہونے والے جن نبی (علیہ السلام)

فی اٰخر الزمان الذی نجد صفتہ فی التوراۃ فکانوا یُنصرون
و فی تفسیر فیروز اٰبادی یعنی یستنصرون بمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم و القراٰن " و فی تفسیر الکبیر للامام الرازی یستفتحون ای
یستنصرون بہ صلی اللہ علیہ وسلم

اما السنۃ فقد اخرج البخاری فی
تاریخہ و البیھقی فی الدلائل و الدعوات
و صححہ ابو نعیم فی المعرفۃ
عن عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ان
رجلا ضریرا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ادع اللہ لی ان یعافینی قال
ان شئت اخرت ذلک و ھو خیر لک
و ان شئت دعوت اللہ قال فادعہ فامرہ
ان یتوضأ فیحسن الوضوء و یصلی رکعتین
و یدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسألک
و اتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیہ و
سلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی
فی حاجتی ھذہ فیقضیھالی اللھم شفعہ فیّ ففعل الرجل
فقام و قد ابصر و ایضا اخرج البیھقی و ابو نعیم فی المعرفۃ
عن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف ان رجلا کان یختلف الی
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فی حاجۃ و کان عثمان لایلتفت
الیہ و لا ینظر فی حاجتہ فلقی عثمان بن حنیف فشکی الیہ
ذلک فقال لہ ائت المیضأۃ فتوضأ ثم
ائت المسجد فصل رکعتین ثم
قل اللھم انی اسئلک بنبیک
محمد صلی اللہ علیہ و سلم

کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں، ان کے وسیلہ سے تو ہماری نصرت فرما۔ تب وہ منصور ہوتے تھے۔" تفسیر فیروز آبادی میں ہے "وہ لوگ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے وسیلہ سے نصرت طلب کرتے تھے۔" اور امام رازی کی تفسیر کبیر میں ہے "وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے استفتاح کرتے تھے یعنی مدد طلب کرتے تھے۔"

سنت نبویہ :۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے بخاری نے تاریخ میں یہ حدیث روایت کی ہے، بیہقی نے دلائل النبوۃ اور دعوات میں اسے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا، ابو نعیم نے اسے معرفہ میں روایت کیا ہے کہ ایک نابینا آدمی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا "آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے صحت بخشے۔" آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو میں اسے تمہارے لئے مقدم نہ رکھوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اور اگر چاہو تو دعا کروں۔" اس نے کہا "آپ اس سے دعا فرمائیں۔" آپ نے اسے حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضوء کرے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے :۔ اللھم انی اسألك واتوجه اليك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجه بك الى ربي فی حاجتی هذه فيقضيها لی اللھم شفعه فیّ (اے اللہ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیری جانب تیرے نبی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیِ رحمت کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم، میں اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں کہ اسے میرے لئے پورا فرمائے، اے اللہ، تو میرے معاملے میں آپکی شفاعت کو قبول فرما) ۔ اس شخص نے ایسا کیا اور اس حال میں اٹھا کہ بینا تھا۔ نیز بیہقی نے اور معرفہ میں ابو نعیم نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے یہ روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنی کسی حاجت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بار بار جاتا تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نہ تو اس کی طرف التفات فرماتے تھے نہ ہی اس کی حاجت کے بارے میں سوچتے تھے۔ اس آدمی کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے ان سے یہ بات عرض کی۔ آپ نے اس سے فرمایا "وضو خانہ میں جاؤ۔ وضو کرو، پھر مسجد میں جاؤ۔ دو رکعت نماز پڑھو، پھر کہو اللھم انی اسألك بنبيك محمد صلى الله عليه وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجه بك الى ربي فيقضي لي حاجتي (اے اللہ، میں تیرے نبی حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رحمت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے حضرت محمد صلی اللہ علیک وسلم

نبی الرحمة یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیقضی لی حاجتی واذکر حاجتک ثم رح حتی اروح فانطلق الرجل وصنع ذلک ثم اتی باب عثمان فجاء البواب فاخذ بیدہ فادخلہ علی عثمان رضی اللہ عنہ فاجلسہ معہ علی الطنفسة فقال انظر ما کانت لک من حاجة الخ وفی البخاری فی باب الاستسقاء :۔ عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون» وفیہ ایضا ان ابن عمر یتمثل بشعر ابی طالب « وابیض یستسقی الغمام بوجھہ۔ ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل» قال الباجی رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر العتبی قال کنت عند حجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء اعرابی فقال السلام علیک یارسول اللہ سمعت اللہ یقول لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک الآیة وقد ظلمت نفسی وجئتک مستغفرا من ذنبی مستشفعا بک الی ربی الخ ثم انصرف قال العتبی فغلبتنی عینای فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال لی یا عتبی الحق الاعرابی فبشرہ ان اللہ قد غفر لہ» وقد ذکر البخاری فی باب من استأجر اجیرا حدیث الغار ان اھل الغار توسلوا باعمالھم الصالحة فنجاھم اللہ تعالیٰ

میں اپنے رب کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت کو پورا فرمائے)، اور اپنی حاجت کا ذکر کرو، پھر آؤ کہ میں بھی چلوں " وہ آدمی گیا، جو کچھ آپ نے فرمایا تھا کیا، پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گیا۔ تو اب آیا، اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ طنفسہ (وہ گدا جس پر خاص کر امیر بیٹھتا ہے) پر بٹھایا، اور فرمایا " دیکھو، تمھیں جو بھی حاجت پیش آئے الخ۔ صحیح البخاری کے باب الاستسقاء میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء فرمایا۔ آپ نے عرض فرمایا " اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما " تب وہ لوگ سیراب ہوتے تھے۔ اسی میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابو طالب کا یہ شعر بیان فرماتے تھے " وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامٰی عصمۃ للارامل " (آپ سفید گندم گوں ہیں، آپ کے چہرہ کے وسیلہ سے بارش مانگی جاتی ہے، آپ یتیموں کے فریاد رس ہیں، آپ بیواؤں کے نگہبان ہیں)۔ باجی علیہ الرحمۃ نے فرمایا عتبی نے ذکر کیا ہے کہ " میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مقدسہ کے پاس تھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس نے کہا السلام علیك یا رسول اللہ، میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوك (جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اگر اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں) الآیۃ، بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور میں اپنے رب کی جانب آپ کی شفاعت کی درخواست کرتا ہوا اپنے گناہ سے استغفار کرتا ہوا آپ کی خدمت میں آیا ہوں الخ۔ پھر وہ لوٹ گیا "۔ عتبی نے کہا " میری آنکھیں لگ گئیں۔ میں نے خواب میں حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا اے عتبی، اس اعرابی کے پاس پہنچو، اور اسے یہ خوشخبری سناؤ کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے "۔ بخاری نے " من استاجر اجیرا (جس نے مزدور رکھا) " کے باب میں یہ حدیث غار ذکر کی ہے کہ اہل غار نے اپنے اعمال صالحہ سے توسل کیا، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں نجات دی۔ اس نے " جس نے ضعفاء اور صالحین کے وسیلہ سے مدد مانگی " کے باب میں کہا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

وقال فی باب من استعان بالضعفاء والصالحین" ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال" ھل تُنصرون وتُرزقون الا بضعفاء کم"
وقال الشافعی رضی اللہ عنہ ان قبر موسی الکاظم تریاق لاجابۃ الدعاء وقال الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ " من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ وقال الشیخ عبد الحق الدھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ درکتب عہ تفاسیر وسیر" وبعضے مفسران تلقی کلمات را بتوسل واستشفاع بسید رسل صلی اللہ علیہ وسلم تفسیر کردہ اند
فالتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم والصالحین من الامۃ الشریفۃ والاعمال الصالحۃ جائز عند اھل العلم وقد توسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم الامم السالقۃ ولا ینکرہ الا من جھل نفسہ وابعد عن طریق الحق واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ ورسولہ اعلم

غلام رسول مفتی جامعہ رضویہ
فیصل آباد صفر المظفر ۱۴۰۰ھ
پاکستان ختم

۸۵-۱-۱۹ جامعہ رضویہ مظہر اسلام

جوابات الوھابیۃ الھنود

جواب الشیخ محمد برھان الدین رئیس لجنۃ التحقیقات الشرعیۃ بندوۃ العلماء لکھنؤ

عہ ومعناہ بالعربیۃ " فی کتب التفاسیر والسیرانہ قد فسر بعض المفسرین تلقی الکلمات بالتوسل والاستشفاع بسید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم "

نے فرمایا "کیا تم لوگ اپنے ضعفاء کے سوا اور کسی کے ذریعہ مدد پہنچائے جاتے ہو اور رزق دیئے جاتے ہو؟" حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "بے شک اجابتِ دعاء کے واسطے حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر تریاق ہے"۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ جس سے اس کی حیات میں مدد مانگی جاتی ہے، اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جائے گی"۔ اور حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا ہے:۔ کتب تفاسیر وسیر میں ہے کہ بعض مفسرین نے تلقی کلمات حضرت آدم علیہ السلام کی "حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت طلب کرنے اور آپ سے توسل کرنے" کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ لہذا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ کی امت شریفہ کے صالحین سے اور اعمال صالحہ سے توسل کرنا اہل علم کے نزدیک جائز ہے۔ بیشک گذشتہ امتوں نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا ہے۔ اس سے انکار نہیں کرے گا مگر وہ شخص جو اپنے نفس سے جاہل ہے اور طریق حق سے بعید ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ ورسولہ اعلم

غلام رسول مفتی جامعہ رضویہ

فیصل آباد صفر المظفر ۱۴۰۰ھ

پاکستان مہر

19-1-80 جامعہ رضویہ مظہر اسلام

ہندوستانی وہابیوں کے جوابات

شیخ ابوالحسن علی ندوی کے حکم سے شیخ محمد برہان الدین ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ کا

بامر الشیخ ابی الحسن علی الندوی بان الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء لیس بشرک وان المتوسل لیس بمشرک وانہ یرجیٰ ان تتقبل اعمالہ الصالحۃ۔

الجواب

۱- اختلف العلماء فی جواز التوسل بالانبیاء والمرسلین والعباد الصالحین، منہم من جوزہ ومنہم من لم یجوزہ لکن لا نعلم احدا من العلماء المرموقین ان احدا منہم یری التوسل شرکا فاذاً "المتوسل" لیس بمشرک عند احد من العلماء الموثوقین فیما نعلم واللہ اعلم

۲- کما مر فی الجواب الاول ان الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء لیس شرکا فالمتوسل لیس بمشرک فنرجو اللہ تعالیٰ ان یتقبل اعمالہ الصالحۃ، من الصلوٰۃ والحج وغیرھا، واللہ اعلم

محمد برھان الدین ختم

بامر الشیخ العلامۃ ابی الحسن علی الندوی

ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ

متعنا اللہ بطول بقائہ ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

جواب الشیخ نظام الدین بدار الافتاء فی دار العلوم دیوبند انہ قد ظھر من عبارات

لکھا ہوا جواب کہ انبیاء علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنا شرک نہیں ہے، توسل کرنے والا مشرک نہیں ہے اور امید ہے کہ اس کے اعمال صالحہ قبول کئے جائیں گے۔

الجواب

۱۔ انبیاء و مرسلین اور صالح بندوں سے توسل کرنے کے جواز کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے اور بعض نے ناجائز، لیکن دیکھے ہوئے علماء کے بارے میں ہم نہیں جانتے ہیں کہ ان میں سے کوئی توسل کو شرک قرار دیتا ہے۔ ایسے میں جہاں تک ہم جانتے ہیں، معتمد علماء میں سے کسی کے نزدیک توسل کرنے والا مشرک نہیں ہے واللہ اعلم

۲۔ جیسا کہ جواب اول میں گذرا کہ انبیاء سے توسل کا اعتقاد شرک نہیں ہے۔ لہذا توسل کرنیوالا مشرک نہیں ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال صالحہ کو قبول فرمائے گا، واللہ اعلم

محمد برہان الدین　　مہر

بحکم شیخ علامہ ابوالحسن علی ندوی

ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ

متعنا اللہ بطول بقائہ　　ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

جواب شیخ نظام الدین، دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند کہ کتابوں کی عبارتوں سے ظاہر ہے کہ

الکتب ان هذا الفعل لیس بشرک وانهم لیسوا بمشرکین وان عباداتهم صحیحة مثل عبادات المسلمین الاٰخرین۔

۱۸۶ ب
الف

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الجواب

حامدا ومصلیا

لما خرج اٰدم من الجنة رای مکتوبا علی ساق العرش وعلی کل موضع فی الجنة اسم محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم مقرونا باسم اللّٰہ تعالٰی فقال یارب ھذا محمد من ھو فقال اللّٰہ تعالٰی ھذا ولدک الذی لولاہ ماخلقتک فقال یارب بحرمة ھذا الولد ارحم ھذا الوالد فنودی یا اٰدم لو تشفعت الینا بمحمد فی اھل السمٰوات والارض لشفعناک وعن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لما اقترف اٰدم الخطیئة قال یارب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللّٰہ تعالٰی یا اٰدم کیف عرفت محمدا ولم اخلقہ قال لانک یا

یہ فعل شرک نہیں ہے، یہ لوگ مشرک نہیں ہیں، اور دوسرے مسلمانوں کی عبادتوں کی طرح ان کی عبادتیں صحیح ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۸۶ ب / الف

الجواب

حامداً و مصلیاً

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلے، آپ نے ساقِ عرش پر اور جنت میں ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا ہوا دیکھا۔ آپ نے عرض فرمایا "اے رب، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یہ تمہارے وہ فرزند ہیں کہ اگر انہیں پیدا نہ کرتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔" آپ نے عرض فرمایا "اے رب، اس ولد کی حرمت کے وسیلہ سے اس والد پر رحم فرما۔" تب یوں آواز دی گئی کہ "اے آدم، اگر تم آسمانوں اور زمین کی اصل میں ہماری جانب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شفاعت طلب کرتے تو ہم تمہارے معاملے میں ان کی شفاعت قبول کرتے۔"

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے خطا صادر ہو گئی (یعنی وہ امر صادر ہو گیا جسے اس حدیث میں خطا سے تعبیر کیا گیا ہے) آپ نے عرض فرمایا "اے رب، میں حقِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آدم، تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے جانا، جب کہ میں نے انھیں ابھی تک پیدا نہیں کیا ہے؟" آپ نے عرض فرمایا "اے رب، وہ اس لئے کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور مجھ میں اپنی جانب سے روح شریف کو ڈالا میں نے اپنے

رب لما خلقتنی بیدك ونفخت فیّ من روحك رفعت راسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انك لم تضف الی اسمك الا احب الخلق الیك فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا اٰدم لاحب الخلق الیّ واذ سألتنی بحقه قد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك

مواہب لدنیہ قسطلانی ص $\frac{16}{14}$

(ابوبکر) علمنی النبی صلی اللہ علیه وسلم هذا الدعاء فقال قل اللهم انی اسئلك بمحمد نبیك وبابراهیم خلیلك وبموسیٰ نجیك وعیسیٰ روحك وكلمتك وبتوزیة موسیٰ وانجیل عیسیٰ وزبور داؤد وفرقان محمد وكل وحی اوحیته او قضاء قضیته واسئلك بكل اسم هولك انزلته فی كتابك واستاثرت به فی غیبتك واسئلك باسم المطهر الطاهر الاحد الصمد الوتر وبعظمتك وكبریائك وبنور وجهك ان ترزقنی القراٰن والعلم وان تخلطه بلحمی ودمی وسمعی وبصری وتستعمل جسدی بحولك وقوتك فانه لاحول ولا قوة الا بك (رزین)

جمع الفوائد جلد ثانی ص ٢٦٣

وینبغی للزائر ان یکثر من الدعاء والتضرع

سر کو اٹھایا، میں نے قوائم عرش پر " لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھا ہوا دیکھا، تب میں نے جانا کہ تو نے اپنے نام پاک کے ساتھ کسی کے نام کا اضافہ نہیں فرمایا ہے سوائے اس ذات گرامی کے نام مبارک کے جو تجھے مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہے" اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا " اے آدم، تم نے سچ کہا، بے شک وہ مجھے مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور جب تم نے مجھ سے حق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے سوال کیا، میں نے تم کو بخش دیا اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے میں تمھیں پیدا ہی نہیں کرتا"

مواہب لدنیہ از علامہ قسطلانی ص ۱۶ ج ۱

(حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس دعا کی تعلیم دی، آپ نے فرمایا کہ یہ کہو:۔ اللهم انی اسألك بمحمد نبيك وبابراهيم خليلك وبموسى نجيك وعيسى روحك وكلمتك وبتوراة موسى وانجيل عيسى وزبور داؤد وفرقان محمد وكل وحی اوحيته اوقضاء قضيته واسألك بكل اسم هولك انزلته فی كتابك واستاثرت به فی غيبك واسألك باسمك المطهر الطاهر الاحد الصمد الوتر وبعظمتك وكبريائك وبنور وجهك ان ترزقنی القرآن والعلم وان تخلطه بلحمی ودمی وسمعی وبصری وتستعمل جسدی بحولك وقوتك فانه لاحول ولا قوة الا بك (اے اللہ، میں نبی اللہ حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، خلیل اللہ حضرت ابراھیم (علیہ السلام)، نجی اللہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام)، روح اللہ وکلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام)، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توراۃ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل، حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فرقان کے وسیلہ سے، ہر اس وحی کے وسیلہ سے جو تو نے فرمائی، اور ہر اس قضاء کے وسیلہ سے جو تو نے فرمائی، تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تیرے نام مطہر، طاہر، احد، صمد، وتر کے وسیلہ سے، تیری عظمت وکبریاء کے وسیلہ سے اور تیری ذات پاک کے نور کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے قرآنِ حکیم اور علم ذین عطا فرمائے، اسے میرے گوشت، خون، سامعہ اور باصرہ سے ملادے، اور میرے جسم کو اپنی طاقت اور قوۃ سے استعمال فرمائے کہ نہ کوئی طاقت ہے نہ کوئی قوۃ مگر تجھ سے)۔ (روایت رزین)۔

جمع الفوائد ص ۲۶۴ ج ۲

زائر کو چاہیئے کہ دعا، تضرع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل وتشفع اور استغاثہ کی کثرت کرے۔

والاستغاثة والتشفع والتوسل نبه صلی الله علیه وسلم وقال بعد اسطر ثم ان کلا من الاستغاثة والتوسل والتشفع والتوجه بالنبی صلی الله علیه وسلم کما ذکره فی تحقیق النصر ومصباح الظلام واقع فی کل حال قبل خلقه وبعده فی مدة حیاته فی الدنیا وبعد موته فی مدة البرزخ وبعد البعث فی عرصاة القیامة فاما الاول فحسبک ما قدمته فی المقصد الاول من استشفاع آدم علیه الصلوٰة والسلام به بما اخرج من الجنة وقول الله تعالیٰ یا آدم کیف عرفت محمدا الخ

وصح ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لما اقترف آدم الخطیئة قال یارب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی قال الله تعالیٰ یا آدم الخ ذکره الطبری وزاد فیه وهو آخر الانبیاء من ذریتک

مواهب لدنیه جلد ثانی ص۵۱۵

ان[عہ] عبارتوں سے معلوم ہوا اور واضح ہوا کہ یہ لوگ نہ تو مشرک ہیں اور نہ یہ فعل شرک ہے۔ ان کے روزے نماز حج زکوٰۃ سب مثل دیگر مسلمانوں کے جائز وصحیح ہیں[عہ] فقط

والله تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین

۱۴۰۰/۳ھ

الختم

عہ ومعناه بالعربیة "قد علم واتضح بهذه العبارات ان هؤلاء لیسوا بمشرکین وان هذا الفعل لیس بشرک۔ صیامهم وصلاتهم وحجهم وزکاتهم جمیعها جائزة وصحیحة مثل المسلمین الآخرین فقط" ۱۲

عہ کان الاستفتاء بالعربیة وقد نقل المجیب العبارات العربیة ولکنه حکم علی المتوسل بالاردویة۔ احسب انه صنع هذا الغرض۔ ۱۲

چند سطروں کے بعد کہا پھر جیسا کہ تحقیق النصرو مصباح الظلام میں ذکر کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توجہ، آپ سے توسل و تشفع اور استغاثہ میں سے ہر ایک ہر حال میں واقع ہے، آپ کی پیدائش سے پہلے بھی، آپ کی پیدائش کے بعد آپ کی حیات ظاہرہ کے زمانے میں بھی، آپ کی وفات کے بعد مدتِ برزخ میں بھی، اور بعث کے بعد قیامت کے میدان میں بھی — پہلی صورت میں، میں نے مقصد اول میں حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کے بعد شفاعت طلب کرنے اور اللہ تعالیٰ کے "اے آدم، تم نے کیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہچانا الخ" فرمانے کے بارے میں جو پیش کیا ہے وہ تمھارے لئے بہت ہے۔

اور یہ حدیث صحیح ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے خطا صادر ہوگئی (یعنی وہ امر صادر ہوگیا جسے اس حدیث میں خطا سے تعبیر کیا گیا ہے)، انھوں نے عرض کیا "اے رب، میں حقِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں"، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے آدم الخ"۔ اسے طبری نے ذکر کیا ہے اور اس روایت میں اتنا زائد ہے کہ "وہ حضرات انبیاء میں سے کہ تمھاری ذرّیت میں سے ہوں گے، آخری نبی ہیں"۔

مواہب لدنیہ ص ۵۱۵ ج ۲

ان عبارتوں سے معلوم ہوا اور واضح ہوا کہ یہ لوگ نہ تو مشرک ہیں اور نہ یہ فعل شرک ہے۔ ان کے روزے نماز حج زکوٰۃ سب مثل دیگر مسلمانوں کے جائز و صحیح ہیں عہ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین

مہر

۱ / ۳ / ۱۴۰۰ھ

عہ استفتاء عربی میں تھا۔ مجیب نے عربی عبارتیں بھی نقل کی ہیں۔ لیکن توسل کرنے والے کا حکم اردو میں لکھا ہے۔ بندہ یہ سمجھتا ہے کہ انھوں نے کسی مقصد کے تحت ایسا کیا ہے۔ ۱۲

جواب الشیخ عبد القیوم و الشیخ یحیی بدار الافتاء فی المدرسۃ المسماۃ بمظاھر علوم بسہارنفور بان القول بکون التوسل فی الدعاء بالنبی او احد من الاولیاء العظام جائزا فی حیاتھم وبعد مماتھم وعدم کون المعتقد بالتوسل مشرکا وکون عباداتہ معتبرۃ عند الشرع صحیح۔

الجواب

حامدا ومصلیا۔ التوسل فی الدعاء بالنبی او احد من الاولیاء العظام جائز ولو کانوا من الاحیاء او من الاموات وقد وقع فی قصۃ الاستسقاء ان عمرؓ توسل بالعباسؓ ووقع فی قصۃ ضریر التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ وبعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضا ولو منع الناس لتجاوزھم من الحد الشرعی فی التوسل فھو صحیح وموافق لقواعد الفقہ و والمعتقد بالتوسل لا یصیر مشرکا بل یبقی مومنا و اعمالہ من الصلوۃ والحج وغیرھما معتبر عند الشرع فقط واللہ اعلم بالصواب

شبیر احمد گجراتی متعلم دار الافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنفور یوپی

ختم

۱۸ ۲/۱۴۰۰ ھ

جواب شیخ عبد القیوم و شیخ یحییٰ، دار الافتاء، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کہ " دعاء میں نبی (علیہ السلام) یا اولیاء عظام میں سے کسی ولی سے آپ حضرات کی حیات میں اور وفات کے بعد توسل کرنے کے جائز ہونے، معتقد توسل کے مشرک نہ ہونے، اور اس کی عبادتوں کے شریعت کے نزدیک معتبر ہونے" کا قول صحیح ہے۔

الجواب

حامدا ومصلیا ۔ دعاء میں نبی (علیہ السلام) یا اولیاء عظام میں سے کسی ولی سے توسل کرنا جائز ہے، خواہ وہ حیات میں ہوں، خواہ ان کی وفات ہو گئی ہو۔ واقعہ استسقاء میں یہ بیشک واقع ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل فرمایا ہے۔ نابینا کے واقعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی حیات میں توسل واقع ہوا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی۔ توسل میں حد شرعی سے تجاوز کی وجہ سے اگر لوگوں کو روکا جائے تو یہ صحیح اور قواعد فقہ کے موافق ہے۔ توسل کا معتقد مشرک نہیں ہو جاتا ہے بلکہ مؤمن رہتا ہے، اور اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال شریعت کے نزدیک معتبر ہیں فقط واللہ اعلم بالصواب

شبیر احمد گجراتی متعلم دار الافتاء مدرسہ مظاہر علوم
سہارنپور، یوپی

مہر ۱۸ / ۲ / ۱۴۰۰ھ

دار الافتاء الجواب صحیح
مدرسہ مظاہر علوم سہارنفور
عبد القیوم عفی عنہ
۱۸ ۲/۱۴۰۰ھ

الجواب صواب ویلزم علی المعتقد بالتوسل بالانبیاء والاولیاء ان لا یعتقد وجوب الاجابة علی الله تبارك وتعالى بتوسلهم ولا الاعانة منهم ولا یسوی اسمائهم باسمائه تعالى وتقدس لانه زیادة علی الشرع۔
یحیی عفی عنہ ۱۸ ۲/۱۴۰۰ھ

جوابات الوهابية المانعة التوسل

جواب مولانا عین الحق السلفی بدار العلوم الاحمدیة السلفیة دربهنگه بان التوسل بالانبیاء لیس بجائز ومن ارتکب ما نهی الله عنه وشدد النکران علیه فهو مشرك وعجزه عن جواب الاسئلة التی اوردتها علی جوابه هذا۔

"الجواب"

الاهداء الی کل طالب للحق بدلیله متجردا عن الهوى والتعصب
قال الله تعالى "ما اٰتاکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا"
فالتوسل لغة :— وسل فلان الی ربه وسیلة و توسل الیه بوسیلة ای تقرب

دار الافتاء الجواب صحیح
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
عبد القیوم عفی عنہ
۱۸ ۲/۱۴۰۰ھ

جواب صحیح ہے اور انبیاء و اولیاء سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے پر لازم ہے کہ ان سے توسل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر اجابتِ دعاء کے واجب ہو جانے کا اعتقاد نہ رکھے، نہ وہ ان سے اعانت کا اعتقاد رکھے، نہ ان حضرات کے اسماء کو اللہ تعالیٰ کے اسماء کے برابر قرار دے، اس لئے کہ یہ شریعت پر زیادتی ہے۔

یحییٰ عفی عنہ ۱۸ ۲/۱۴۰۰ھ

منکرینِ توسل وہابیہ کے جوابات

جواب مولانا عین الحق سلفی ، دار العلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ

" انبیاء سے توسل کرنا جائز نہیں ہے، اور جس امر سے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اور اس پر سخت انکار فرمایا اس کا ارتکاب کرنے والا مشرک ہے " اور سلفی صاحب کا ان کے اس جواب پر بندہ کے وارد کئے ہوئے سوالات کے جواب سے عاجز ہو جانا

" الجواب "

ہوی و تعصب سے خالی ہو کر حق کو دلیل کے ساتھ طلب کرنے والے ہر شخص کے لئے ہدیہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ما آتاکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا (اور جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو) ۔

توسل کے لغوی معنیٰ :۔ وسل فلان الی ربہ وسیلۃ (فلاں شخص نے اپنے رب کی جانب وسیلہ پکڑا) اور توسل الیہ بوسیلۃ (اس نے اپنے رب

الیہ بعمل، کما قال الجوہری فی صحاحہ۔

والتوسل شرعاً :- ہو التقرب الی اللہ تعالیٰ بطاعتہ وعبادتہ واتباع انبیائہ ورسلہ وبکل عمل یحبہ ویرضاہ۔

قال جل وعلا فی سورۃ المائدۃ یایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔ (الآیۃ ۳۵)

قال قتادۃ فی تفسیرہا ای تقربوا الی اللہ بطاعتہ والعمل بما یرضیہ۔

قال ابن عباس :- ان الوسیلۃ ہی القربۃ۔

فان کل ما امر اللہ من الفرائض والواجبات والمستحبات فہو توسل شرعی ووسیلۃ شرعیۃ

قال فی الاسراء : " قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضرعنکم ولا تحویلا "

(الآیۃ :۵۶) اولٰئک.... الی محذورا" (الآیۃ ۵۷)

وایضا قال فی الاعراف : " ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوہم فلیستجیبوا لکم

کی جانب وسیلہ سے توسل کیا) یعنی کسی عمل سے اس کی جانب قربت ڈھونڈی، جیسا کہ جوہری نے صحاح میں کہا ہے۔

شرعاً توسل کے معنی:۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت سے، اس کے انبیاء و رسل (علیہم السلام) کے اتباع سے، اور ہر ایسے عمل سے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب قربت ڈھونڈنا ہے۔

باری عز وجل نے سورۂ مائدہ میں فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ)۔ (آیت ۳۵)۔

قتادہ نے اسکی تفسیر میں کہا "یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب اس کی طاعت اور اس کے نزدیک پسندیدہ عمل سے قربت ڈھونڈو"

(حضرت) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:۔ بے شک وسیلہ قربت ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم فرمایا ان فرائض اور واجبات و مستحبات میں سے ہر امر توسل شرعی ہے اور وسیلۂ شرعیہ ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ اسراء میں فرمایا قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا (تم فرماؤ پکارو انھیں جنکو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا)۔

(آیت ۵۶) اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ ان عذاب ربک کان محذورا

(وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اسکے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تمھارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے) (آیت ۵۷)

اور باری تعالیٰ نے سورۂ اعراف میں فرمایا ان الذین تدعون من دون اللہ عبادا امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین (بے شک وہ جنکو تم اللہ کے سوا

ان كنتم صٰدقين (الآية ۱۹۴) الهم أرجل .... الى تنظرون (الآية ۱۹۵)

يتضح مما تقدم ان التوسل لغة و شرعا لا يخرج مما يدل عليه من التزلف الى الله تعالى بما يرضاه من الاعمال الصالحة ۔ ومنفى غيرها من الوسائل التى يتخذ ها الناس فى دعائهم والتقرب الى ربهم فانك لترى يا اخى المسلم ان اية المائدة تعطى دليلا واضحا على ان التوسل الى الرب يكون بالايمان التقوى و غيرها من الاعمال الحسنة لا بالنفوس و الذوات كما اية الاسراء ايضا تويد وتلفت انظار المؤمنين ان التقرب اليه باشخاص المخلوقين عمل المشركين الذين خاطبهم جل وعلا و اوضح فيها ان الذين يدعون من دونه لا يملكون كشف الضر عنهم ولا تحويلا ۔

واشد ما اوضح المفهوم هذا الله فى اية الاعراف اى المدعوون عباد امثالكم يعنى اذا لم تستطيعون التقرب اليه ممثلكم انهم لا يستطيعون، فكيف تدعون ؟ ۔ و فى هذا المعنى الآيات والاحاديث متظافرة وخلاف ما ياتى فى الباب من الآيات والاحاديث التى استدل المحتجون بها ليثبتوا صحة مدعاهم من جواز التوسل الممنوع ليست حججا ولا براهين انما هى الشبهة لبست عليهم وسولت لهم ۔

پوجتے ہو تمھاری طرح بندے ہیں تو انھیں پکارو پھر وہ تمھیں جواب دیں اگر تم سچے ہو) (آیت ۱۹۴) الھم ارجل یمشون بھا ام لھم اید یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا قل ادعوا شرکاء کم ثم کیدون فلا تنظرون (کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کے آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو)

(آیت ۱۹۵)

جو کچھ گذرا اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ لغۃً اور شرعًا توسل اپنے مدلول "اللہ تعالیٰ کی جانب اسکے پسندیدہ اعمال صالحہ سے تقرب" سے خارج نہیں ہے۔ اور لوگوں کے اپنی دعاء اور اپنے رب کی جانب تقرب میں بنائے ہوئے وسیلے جو کہ اس کے غیر ہیں، منفی ہیں۔ اے میرے مسلمان بھائی، بے شک تم دیکھوگے کہ سورۂ مائدہ کی آیت (مذکورہ) اس بات پر ایک واضح دلیل دے رہی ہے کہ رب کی طرف توسل ایمان اور تقویٰ وغیرہ اعمال حسنہ سے ہوتا ہے، نفوس اور ذوات سے نہیں، جس طرح سورۂ اسراء کی آیت (مذکورہ) بھی اس بات کی تائید کرتی ہے اور مؤمنین کی نظروں کو اس بات کی طرف پھیر دیتی ہے کہ مخلوقوں کے اشخاص کے ساتھ باری تعالیٰ کی طرف قربت ڈھونڈنا ان مشرکین کا عمل ہے جن کو باری تعالیٰ نے خطاب فرمایا اور اس آیت میں واضح فرمادیا کہ بے شک وہ لوگ جن کو یہ لوگ اسے چھوڑ کر پوجتے ہیں نہ تو ان سے سختی کو دور کرنے کے مالک ہیں نہ پھیرنے کے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اس مفہوم کو جن اقوال سے واضح فرمایا، ان میں اشد قول سورۂ اعراف کی آیت (مذکورہ) میں ہے۔ مرادیہ ہے کہ جو پکارے گئے وہ بھی تم لوگوں کی طرح بندے ہیں، یعنی جب تم اس کی طرف تقرب نہ کر پائے تو تمھاری طرح وہ لوگ بھی نہ کر سکیں گے۔ تو تم کیسے پکارتے ہو؟ اس معنیٰ میں آیات و احادیث ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں اور اس باب میں آنے والی ان آیات و احادیث کے خلاف ہیں، جن سے استدلال کرنے والوں نے اپنے مدعا یعنی توسل ممنوع کے جواز کو صحیح ثابت کرنے کے لئے استدلال کیا ہے۔ یہ نہ تو حجت ہیں نہ برہان، یہ تو شبہہ ہے جس کی ان پہ تلبیس کردی گئی ہے اور جیسے ان کے لئے مزین کر دیا گیا ہے۔

وجمیع[عہ] ما ترد فیہ من الاحادیث موضوع ضعیف جدا
کروایۃ علی بن ابی طالب وحدیث الاعمی عن عثمان بن حنیف وروایۃ
سواد بن قارب کلہا ضعیف جدا وبعضہا موضوع مکذوب باطل لایلیق ان
یلتفت الیہ احد یسترشد ویستہدی ومن تبعہا فقد ضل ضلالا
مبینا واقترف ذنبا عظیما۔

فظہر منہا ان التوسل بالانبیاء والرسل وبای احد کان لایجوز
کما قال "ہل[عہ] یستوی الاحیاء والاموات" فمن ارتکب ما نہی اللہ عنہ
وشد المنکران علیہ فہو مشرک
لا یقبل اللہ ای عمل عمل کما فی الآیۃ السالفۃ۔ ومن
اراد التقرب والدعاء للہ فعلیہ ان یتوسل بذاتہ تعالیٰ و
باسمائہ الحسنیٰ باتباع رسولہ وبالاعمال الصالحۃ۔

"ہذا ما عندی
واللہ اعلم بالصواب"
عین الحق سلفی
دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہیریا سرائے
دربھنگہ
۱۰ ۱/۱۹۸۰ ع
ختم

الجواب صحیح
عبید الرحمٰن صدر المدرسین
الجواب صحیح
عبد الخالق عفی عنہ
مدرس دار العلوم

Darul-Uloom Ahmadia Salafia
دار العلوم الاحمدیۃ السلفیۃ
لہیریا سرای دربنجہ (بہار)
Laheria Sarai, Darbhanga Bihar

عہ ہذا ایضاً کذب ملفق۔ ۱۲
عہ ہذا لیس من آیات القرآن۔ ۱۲

اور جو احادیث اس میں وارد ہیں، سب[عـه] موضوع ہیں، بہت ضعیف ہیں، جیسے (حضرت) علی بن ابوطالب کی روایت، (حضرت) عثمان بن حنیف سے مروی نابینا والی حدیث، اور سواد بن قارب کی روایت، یہ سب بہت ضعیف ہیں، اور بعض موضوع ہیں، مکذوب ہیں، باطل ہیں، اس لائق نہیں کہ ان کی طرف کوئی رشد و ہدایت کا طالب التفات کرے۔ اور جو ان کے پیچھے چلا کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوا اور عظیم گناہ کا مرتکب ہوا۔

اس سے ظاہر ہوگیا کہ انبیاء و رسل سے یا کسی سے بھی توسل جائز نہیں ہے جیسا کہ کہا[عـه] ھل یستوی الاحیاء و الاموات (کیا زندہ لوگ اور مردہ لوگ برابر ہیں)۔ تو جس امر سے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اور اس پر سخت انکار فرمایا اس کا ارتکاب کرنے والا مشرک ہے، اس نے جو بھی عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے قبول نہ فرمائے گا جیسا کہ گذری ہوئی آیت میں ہے۔ جو تقرب اور اللہ تعالیٰ سے دعا کا ارادہ کرے اس پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ، اس کے اسماء حسنیٰ، اس کے رسول کے اتباع اور اعمال صالحہ سے توسل کرے۔

جو میرے نزدیک ہے وہ یہ ہے
واللہ اعلم بالصواب
عین الحق سلفی
دار العلوم احمدیہ سلفیہ، لھیریا سرائے
دربھنگہ
۱۰ $\frac{1}{1980}$ ء

الجواب صحیح
عبید الرحمٰن صدر المدرسین
الجواب صحیح
عبد الخالق عفی عنہ
مدرس دار العلوم

مہر
Darul-Uloom Ahmadia Salafia
دار العلوم احمدیہ سلفیہ
لھیریا سرائے، دربھنگہ (بہار)
Laheria Serai, Darbhanga Bihar

عـه یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ ۱۲
عـه یہ قرآن کی آیات میں سے نہیں ہے۔ ۱۲

وليعلم ان السلفى هذا لم يكن خط هذا الجواب نفسه. فلما وصل الى جوابه اوردت عليه اسئلة وارسلتها اليه فى ظرف مسجل (رقم التسجيل ۳۱۲۳ مكتب البريد كلياني تاريخ ۲۹-۱-۱۹۸۰م). وارفقت باسئلتى ظرفا للجواب مكتوبا عليه اسمى واسمه وطوابع بريدية كانت تكفى للتسجيل. فستلمه السلفى ووقع بالاستلام نفسه (تاريخ ٦-۲-۱۹۸۰م) وصورة ماكتبت هكذا :-

إلى

مولانا عين الحق السلفى

دار العلوم الاحمدية السلفية لهيريا سرائے دربهنگه

قد وصل الى جوابكم عما سالت عنه فى مسألة التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام وقد مست الحاجة الى طلب التصريح بشئ يسير يتعلق بهذا الجواب ولا بد منه فاجيبوا عن هذه الاسئلة مصرحين :

۱- اى نص قطعى يخرج التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام الى الله تعالى من كونه من الاعمال الصالحة ؟

۲- بما يدل قوله تعالى فى سورة المائدة يأيها الذين آمنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدوا فى سبيله لعلكم تفلحون وقول قتادة تقربوا الى الله بطاعته والعمل بما يرضيه على ان التوسل الى الرب تعالى لا يكون بالنفوس والذوات وعلى انه ليس من الاعمال الصالحة ؟

۳- هل قوله تعالى فى الاسراء قل ادعوا الذين زعمتم من دونه فلا يملكون كشف الضر عنكم ولا تحويلا وقوله تعالى فى الاعراف ان الذين تدعون من دون الله عباد امثالكم فادعوهم

جاننا چاہیئے کہ سلفی صاحب نے یہ جواب اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا تھا۔ جب ان کا جواب بندہ کو پہنچا، بندہ نے اس پر چند سوالات وارد کئے اور انھیں ایک رجسٹرڈ لفافہ (رجسٹریشن نمبر ۳۱۲۳ ڈاک خانہ کلیانی تاریخ ۲۹-۱-۱۹۸۰ء) میں ان کے پاس روانہ کیا۔ اپنے سوالات کے ساتھ بندہ نے جواب کیلئے ایک لفافہ رکھا جس پر اپنا اور ان کا نام لکھا ہوا تھا، اور اتنے ڈاک کے ٹکٹ رکھے جن سے رجسٹریشن ہو سکتا تھا۔ سلفی صاحب نے اسے وصول کر لیا اور اکنالجمنٹ پر خود دستخط کیا (تاریخ ۷-۲-۱۹۸۰ء)۔ بندہ نے جو لکھا تھا، اس کی نقل حسب ذیل ہے :-

بمطالعہ

مولانا عین الحق سلفی

دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، لھیریا سرائے، دربھنگہ

حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے کے مسئلہ میں مینے جو سوال کیا تھا اس پر آپ کا لکھا ہوا جواب مجھے پہنچا۔ اس جواب سے متعلق تھوڑی سی باتوں کے بارے میں تصریح طلب کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے اور یہ تصریح ضروری ہے۔ لہٰذا تصریح کرتے ہوئے ان سوالات کا جواب دیجئے :-

۱- انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کرنے کو کون سی نص قطعی اعمال صالحہ سے خارج کر دیتی ہے ؟

۲- سورۂ مائدہ میں آیا ہوا اللہ تعالیٰ کا قول یٰاَیُّھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اسکی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ) اور قتادہ کا قول "اللہ تعالیٰ کی جانب اسکی طاعت اور اس کے نزدیک پسندیدہ عمل سے قربت ڈھونڈو" اس بات پر کس طرح دلالت کرتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی طرف توسل نفوس و ذوات سے نہیں ہوگا اور یہ توسل اعمال صالحہ میں سے نہیں ہے ؟

۳- سورۂ اسراء میں آیا ہوا اللہ تعالیٰ کا قول قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم ولا تحویلا (تم فرماؤ پکارو انھیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا) اور سورۂ اعراف میں آیا ہوا اس کا قول ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم

فليستجيبوا لكم ان كنتم صادقين في المشركين ام في المؤمنين؟ وكيف يكون المؤمنون المتوسلون بالانبياء عليهم السلام امثال المشركين؟ وكيف يكون الانبياء والمرسلون عليهم السلام الذين هم اولو جاه عنده تعالى امثال الاصنام الحقيرة الغير النافعة ولا الضارة وقد قال تبارك وتعالى وكان عند الله وجيها؟ أكان المشركون الذين كانوا يزعمون انهم يتقربون اليه تعالى باشخاص المخلوقين يفعلون فعل التقرب فقط من دون عبادتهم او تلك الاشخاص؟

۴- هل يكون كل شخص من المخلوقين ذا جاه عنده تعالى ويكون جاهه مثل جاه الانبياء والمرسلين عليهم السلام؟

۵- هل يكون الذين قتلوا في سبيله تعالى امثال الاموات من العوام؟

۶- قد صرحتم بقولكم " ان التوسل بالانبياء والرسل وباى احد كان لا يجوز " ان التوسل باحد لا يجوز مطلقا مع ان التوسل بالنبي صلى الله عليه وسلم قد ثبت كما في الصحيح وقد ثبت فيه توسل سيدنا عمر رضى الله تعالى عنه بعم النبي سيدنا عباس رضى الله تعالى عنه وقد عرفتم المشرك بمن ارتكب ما نهى الله عنه وشدد النكران عليه وهذا يستلزم كون هذا من الشرك. هل تجوزون ذلك؟

اجيبوا بالكتاب والسنة واقوال السلف.

السائل محمد عاشق الرحمٰن عفى عنه اترسئيا. الـه آباد

۱۰ ربيع الاول سنة ۱۴۰۰ھ

فسكت السلفي مدة عشرة اشهر. ثم جاء في الظرف [illegible] ارسلته اليه

فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین (بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں تو انھیں پکارو پھر وہ تمھیں جواب دیں اگر تم سچے ہو) مشرکین کے بارے میں ہیں یا مؤمنین کے بارے میں؟ انبیاء علیہم السلام سے توسل کرنے والے مؤمنین مشرکین کی طرح کیسے ہو جائیں گے؟ اور حضرات انبیاء و مرسلین علیہم السلام جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصحاب جاہ ہیں، ان حقیر اصنام کی طرح کیسے ہو جائیں گے جو نہ نفع دینے والے ہیں نہ نقصان پہنچانے والے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وکان عند اللہ وجیھا (اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والے ہیں)؟ کیا وہ مشرکین جو یہ زعم کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب مخلوق اشخاص سے تقرب کرتے ہیں صرف تقرب کا فعل کرتے تھے اور ان اشخاص کی عبادت نہیں کرتے تھے؟

۴۔ کیا مخلوقوں میں سے ہر شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک جاہ والا ہے اور اس کا جاہ حضراتِ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے جاہ کی طرح ہے؟

۵۔ کیا وہ لوگ جو کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مارے گئے ہیں عام مردوں کی طرح ہوں گے؟

۶۔ آپ نے اپنے قول "انبیاء و رسل سے یا کسی سے بھی توسل جائز نہیں ہے" سے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کسی سے توسل کرنا مطلقاً ناجائز ہے حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا ثابت ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں موجود ہے۔ حدیث صحیح میں یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل فرمایا ہے۔ آپ نے مشرک کی تعریف یہ کی ہے کہ "جس امر سے اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی اور اس پر سخت انکار فرمایا اس امر کا ارتکاب کرنے والا" یہ اس بات کو مستلزم ہے کہ فعل مذکور شرک میں سے ہو۔ کیا آپ اسے جائز رکھتے ہیں؟

کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ اور اقوال سلف سے جواب دیں۔

سائل محمد عاشق الرحمٰن عفی عنہ اترسئیا، الہ آباد،

۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

سلفی صاحب دس ماہ تک خاموش رہے۔ پھر میرے پاس معمولی ڈاک سے وہ لفافہ آگیا جو میں نے ان کے پاس جواب کے لئے روانہ کیا تھا۔ اس میں میرے سوالات تھے۔ میں نے ان کے

للجواب بالبريد العادي وفيه اسئلتي والطوابع التي كنت ارسلتها اليه وفيه خطاب بخط غيره مع ان اسم السلفي هذا قد كتب في مقام اسم المرسل بخط من خط الخطاب وصورته كما يأتي :۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

حضرة الاخ السيد/ عاشق الرحمٰن وفقه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وبعد

فقد كنت استلمت منذ اشهر خطابك الذي فيه توضيح بعض الشبهات فاحيطك علما بانني كنت ارغب في الاجابة على اسئلتك و ما زلت احاول الى يومي هذا ان افرغ لهذا العمل شيئا من اوقاتي ولكنه مع الاسف الشديد لاجل اشغالي الكثيرة المتنوعة لما اتمكن من هذا الى الآن ولعلي لا اجد الوقت في المستقبل القريب فارجو المعذرة وارسل مع هذا الخطاب الطوابع البريدية الملصقة على وجه الظرف هذا ووفقني الله واياك لما يحب ويرضى وهو الهادي الى سواء السبيل۔

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

عين الحق السلفي

المدرس بدار العلوم الاحمدية السلفية بدربهنگة

(بیہار)

٨٠/١٢/٣ ع

جواب مولانا شمس الحق السلفي بدار الافتاء في دار العلوم المركزية بنارس بان التوسل بالانبياء والمرسلين مخالف لما جاء به الانبياء والمرسلون وغير سبيل المؤمنين وهو غير جائز وهو نوع من الشرك وان اهل القبلة ليسوا كالمشرك المحض وانه يمكن ان المتوسلين يتمسكون بحديث التوسل الضعيف الذي اخرجه الترمذي فينبغي السكوت عن اعمالهم الخير هل يعتد بها ام لا و عجزه عن جواب السؤالين الذين اوردتهما على جوابه هذا

پاس جو ٹکٹ بھیجے تھے وہ ٹکٹ تھے اور اس میں ایک خط تھا جو دوسرے کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا حالانکہ مرسل کے نام کی جگہ پر خط لکھنے والے کے ہاتھ سے سلفی صاحب ہی کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس خط کی نقل حسب ذیل ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت برادر جناب / عاشق الرحمٰن وفقہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ و بعد

مہینوں ہوئے مجھے آپ کا وہ خط مل گیا تھا جس میں بعض شبہات کی توضیح تھی۔ میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ میں آپ کے سوالات کا جواب دینے کی طرف رغبت کرتا رہا اور آج کی تاریخ تک یہ قصد کرتا رہا کہ اس کام کے لئے اپنے اوقات میں سے تھوڑا سا وقت فارغ کر لوں، لیکن مجھے سخت افسوس ہے کہ اپنی کثیر اور مختلف اقسام کی مصروفیات کی وجہ سے آج تک یہ کام نہیں کر سکا۔ اور شاید مستقبل قریب میں وقت نہ پاؤں گا۔ لہٰذا میں معذور رکھے جانے کا امیدوار ہوں اور میں اس خط کے ساتھ لفافہ پر لگے ہوئے ڈاک کے ٹکٹ روانہ کر رہا ہوں۔ ھذا ووفقنی اللہ وایاک لما یحب ویرضی وھو الھادی الی سواء السبیل۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عین الحق سلفی

مدرس، دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ

(بہار)

۳ / ۱۲ / ۸۰ ع

جواب مولانا شمس الحق سلفی، دار الافتاء، مرکزی دار العلوم، بنارس کہ "انبیاء و مرسلین سے توسل کرنا اس کے مخالف ہے جو آپ حضرات لائے ہیں، یہ مؤمنین کا طریق نہیں ہے، یہ ناجائز ہے اور شرک کی ایک نوع ہے، اہل قبلہ مشرک محض کی طرح نہیں ہیں اور ممکن ہے کہ توسل کرنے والے ترمذی کی روایت کردہ توسل کی حدیث ضعیف سے تمسک کرتے ہوں، لہٰذا اس کے بارے میں سکوت کرنا ہی مناسب ہے کہ ان کے اعمال خیر معتبر ہیں یا نہیں" اور سلفی صاحب مذکور کا ان کے اس جواب پر بندہ کے وارد کئے ہوئے دو سوالوں کے جواب سے عاجز ہونا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم دار الافتاء مرکزی دار العلوم بنارس الجواب وهو الموفق للصواب

ختم دار الافتاء مرکزی دار العلوم بنارس

(۱) قد انزل الله تعالیٰ فی حجة الوداع "الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا"

فالدین کامل لا ینبغی ان یزاد فیه او ینقص منه۔ و لم تات اٰیة ان یتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم الصلوٰة والتسلیم ولم یرد حدیث یدل علی التوسل بالنبیین والمرسلین الصلوٰة والسلام علیهم اجمعین۔

وقد قال الله تعالیٰ فی کلامه المجید وفرقانه الحمید۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولّه ما تولّیٰ ونصلیه[ع] جهنم وساءت مصیرا۔

فالتوسل بالانبیاء والمرسلین مخالف لما جاء به الانبیاء و المرسلون وغیر سبیل المؤمنین لم یتوسل بهم احد من الصحابة والتابعین رضوان الله تعالیٰ علیهم اجمعین۔

وفی الصحیح ان الناس قحطوا فجاءوا الی امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه فارسل الی عم رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال کنا اذا جدبنا دعا لنا النبی صلی الله علیه وسلم وانت عم النبی صلی الله علیه وسلم فادع لنا فذهب

ع قد کتب هکذا و فی القرآن ههنا "نصله" ۱۲۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مہر دار الافتاء مرکزی دار العلوم بنارس الجواب و ھو الموفق للصواب

مہر دار الافتاء مرکزی دار العلوم بنارس

(۱) اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع میں نازل فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا)۔

لہذا دین کامل ہے، یہ مناسب نہیں ہے کہ اس میں کچھ بڑھایا جائے یا اس سے کچھ گھٹایا جائے۔ کوئی آیت اس کے بارے میں نہیں آئی ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل کیا جائے، نہ ہی کوئی ایسی حدیث وارد ہے جو نبیین و مرسلین الصلوٰۃ والسلام علیہم اجمعین سے توسل پر دلالت کرتی ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید و فرقان حمید میں فرمایا ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ[عہ] جھنم وساءت مصیرا (اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی)۔

لہذا انبیاء و مرسلین سے توسل کرنا اس کے مخالف ہے جو آپ حضرات لائے ہیں، یہ مومنین کا طریق نہیں ہے۔ آپ حضرات سے صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے کسی نے توسل نہیں کیا۔

اور حدیث صحیح میں ہے کہ لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، تو امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے پاس (آدمی) بھیجا (اور آپ کو بلوایا)، اور کہا "جب ہم خشک سالی میں مبتلا ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے دعا فرمائی، آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، آپ ہمارے لئے دعا کیجئے" تب آپ ان کے ساتھ مصلی کی طرف گئے، ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور ان لوگوں کے لئے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش بھیجی، اور انھوں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے توسل نہیں

عہ ایسا ہی لکھا ہے اور قرآن میں اس مقام پر "نصلہ" ہے۔ ۱۲

به الی المصلی فصلی بهم ودعالهم فانزل الله علیهم الغیث ولم یتوسل بالنبی۔
فالتوسل بالنبی غیر جائز وهی نوع من الشرك کما قال ابن تیمیة وغیره۔
(۲) کما ان الایمان یتفاوت فایمان البعض کامل وایمان البعض ناقص ولیس المؤمنون کلهم سواء کذلك الشرك یتفاوت فاهل القبلة لیسوا کالمشرك المحض قال الله تعالیٰ وما یؤمن اکثرهم ع الا وهم مشرکون۔
وفی الحدیث الصحیح من قال لا اله الا الله مستیقنا بها قلبه دخل الجنة۔ وقال الله تعالیٰ فی المشرك المحض حبطت اعمالهم فلا نقیم لهم یوم القیٰمة وزنا۔
وبوب البخاری "من اکفر اخاه بغیر تاویل فهو کما قال" واخرج الحدیث ایما رجل قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ج ۲ ص ۹۰۱ وبوب ایضا باب "من لم یر اکفار من قال متأولا او جاهلا" وقال عمر بن الخطاب لحاطب انه منافق فقال النبی صلی الله علیه وسلم وما یدریك لعل الله قد اطلع الی اهل بدر فقال قد غفرت لکم۔
وقد اخرج الترمذی حدیث التوسل وان کان ضعیفا عند اهل الحدیث فیمکن انهم یتمسکون به فینبغی لنا ان نسکت باعمالهم الخیر هل نعتد ام لا۔ والله اعلم وعلمه اتم فقط

شمس الحق السلفی غفر له ولوالدیه ولشیوخه
مرکزی دار العلوم بنارس ۷/۱/۱۹۸۰م - ۱۸/۲/۱۴۰۰ھ

فلما جاء فی هذا الجواب ارسلت سؤالین آخرین یتعلقان به الی السلفی المجیب فی ظرف مسجّل (رقم التسجیل ۳۰۸۹ مکتب

ع هٰهنا قد اسقط "بالله" بعد "اکثرهم"۔ ۱۲

کیا۔ لہذا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے توسل کرنا ناجائز ہے اور یہ شرک کی ایک نوع ہے، جیساکہ ابن تیمیہ وغیرہ نے کہا ہے۔

(۲) جس طرح ایمان میں تفاوت ہے کہ بعض کا ایمان کامل ہے اور بعض کا ناقص، اور سبھی مسلمان برابر نہیں ہیں، اسی طرح شرک میں بھی تفاوت ہے۔ اہل قبلہ مشرک محض کی طرح نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما یؤمن اکثرھم عـہ الا وھم مشرکون (اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے) اور حدیث صحیح میں ہے کہ جو لا الہ الا اللہ اس طرح کہے کہ اس کے دل میں اس کا یقین ہو، جنت میں داخل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مشرک محض کے بارے میں فرمایا ہے حبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیٰمۃ وزنا (ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے)۔

بخاری نے ایک باب کا عنوان اس طرح قائم کیا ہے کہ "جس نے بغیر تاویل کے اپنے بھائی کی تکفیر کی وہ ویسا ہی ہے جیساکہ کہا" اور یہ حدیث روایت کی کہ جس آدمی نے بھی اپنے بھائی کو کافر کہا، بے شک ان دونوں میں سے ایک کی طرف کو لوٹا۔ ج ۲ صـ ۹۰۱۔ اور ایک باب کا عنوان اس طرح قائم کیا کہ "جس نے تاویل کی بنا پر یا نہ جاننے کی بنا پر کہنے والے کی تکفیر کو درست نہ جانا" اور (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے حاطب کے لئے فرمایا کہ "وہ منافق ہے"۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اور تم نہیں جانتے ہو، شاید کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے ساتھ مہربانی فرمائی اور فرمادیا میں نے تم لوگوں کو بخش دیا"۔

اور ترمذی نے حدیث توسل روایت کی ہے۔ یہ اگرچہ علماء حدیث کے نزدیک ضعیف ہے، ممکن ہے کہ وہ لوگ اس سے تمسک کرتے ہوں۔ لہذا ہمارے لئے مناسب ہے کہ ان کے اعمال خیر کے معتبر یا نا معتبر ہونے کے بارے میں سکوت کریں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط

شمس الحق سلفی غفرلہ ولوالدیہ ولشیوخہ

مرکزی دارالعلوم بنارس ۱۹۸۰/۱/۷ء - ۱۴۰۰/۲/۱۸ھ

جب یہ جواب بندہ کو پہنچا، بندہ نے اس جواب سے متعلق دو اور سوال مجیب سلفی صاحب مذکور کو ایک رجسٹرڈ لفافہ (رجسٹریشن نمبر ۳۰۸۹ ڈاکخانہ

عـہ یہاں "اکثرھم" کے بعد "باللہ" کو چھوڑ دیا ہے۔ ۱۲

البريد كليا فى تاريخ ٢٤-١-١٩٨٠م) وارسلت معه ظرفا آخر لجواب وطوابع بريدية كانت تكفى للتسجيل - فاستلمه احد بد لا منه و وقع بالاستلام (تاريخ ٢٨-١-١٩٨٠م) وصورة ماكتبت هكذا :-

الى مولانا شمس الحق السلفى
دار الافتاء مركزى دار العلوم بنارس

وصل الىّ جوابكم المسطور اليوم الثامن عشر من شهر صفر سنة الف واربعمائة لاستفتائى المكتوب اليوم العاشر من ذلك الشهر المتضمن على السؤال عن حكم الاعتقاد بالتوسل وحكم المعتقد به وقد مست الحاجة الى طلب التصريح بما اريد بشئ يسير ورد فى جوابكم وهو كما ياتى فى السؤالين - فاجيبوا عنهما مصرحين :-

١- قد كتبتم فى جوابكم " فالتوسل بالنبى غير جائز وهى نوع من الشرك الخ " اى نوع من الشرك هذا ؟ اهو الشرك الذى قال الله تعالى فيه " ان الله لا يغفر ان يشرك به و يغفر مادون ذلك الاٰية " ؟ وهل هذا التوسل من الكفر الذى يخرج من الملة ؟ بينوا بالكتاب والسنة واقوال السلف -

٢- وقد كتبتم فى جوابكم " وقد اخرج الترمذى حديث التوسل وان كان ضعيفا عند ! هل الحديث فيمكن انهم يتمسكون به الخ " اىّ حديث مما اخرجه الترمذى تريدون بقولكم هذا ؟ بينوه مع تمام سنده وكمال متنه وذكر الكتاب والباب - واذكروا هل ارتقى هذا الحديث الى درجة الحسن بكثرة الطرق اوغيرها ام لا ؟

السائل محمد عاشق الرحمن عفی عنہ اترسئیا - الہ آباد ۳ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۰ھ

کلیانی تاریخ ۲۴-۱-۸۰ ۱۹ء) میں روانہ کئے، اور اس لفافہ کے ساتھ جواب کیلئے ایک دوسرا لفافہ بھیجا اور اتنے ڈاک کے ٹکٹ بھی بھیجے جن سے رجسٹریشن ہو سکتا تھا۔ اس لفافہ کو سلفی صاحب مذکور کے بدلے کسی دوسرے نے وصول کیا اور ان کی لجنٹ پر دستخط کیا۔ (تاریخ ۲۸-۱-۱۹۸۰ء)۔ بندہ نے جو لکھا تھا اس کی نقل یہ ہے :-

بمطالعہ مولانا شمس الحق سلفی

دارالافتاء، مرکزی دارالعلوم، بنارس

توسل کے اعتقاد اور اس کے معتقد کے حکم کے بارے میں میرے ۱۰ر صفر ۱۴۰۰ھ کے استفتاء پر آپ کا ۱۸ر صفر ۱۴۰۰ھ کا جواب مجھے پہنچا۔ آپ کے اس جواب میں آئی ہوئی تھوڑی سی باتوں سے لی ہوئی مراد کی تصریح کے طلب کرنے کی اب ضرورت پیش آ گئی ہے۔ یہ ان دو سوالوں میں ہے۔ لہذا تصریح کرتے ہوئے ان دو سوالوں کا جواب دیجئے :-

۱- آپ نے اپنے جواب میں یہ لکھا ہے کہ " نبی (علیہ السلام) سے توسل ناجائز ہے اور یہ شرک کی ایک نوع ہے الخ"۔ یہ شرک کی کون سی نوع ہے؟ کیا یہ وہ شرک ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذلک (اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے معاف فرما دیتا ہے) الآیۃ؟ اور کیا یہ توسل اس کفر میں سے ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے؟ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ اور اقوال سلف سے بیان کریں۔

۲- آپ نے اپنے جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ " ترمذی نے حدیث توسل روایت کی ہے۔ اگرچہ یہ علماء حدیث کے نزدیک ضعیف ہے، ممکن ہے کہ وہ لوگ اس سے تمسک کرتے ہوں الخ"۔ آپ اپنے اس قول سے ترمذی کی روایت کردہ کون سی حدیث کو مراد لے رہے ہیں؟ اسے اس کی پوری سند اور کامل متن کے ساتھ بیان کر دیں اور کتاب و باب کا بھی ذکر کر دیں۔ یہ بھی ذکر کر دیں کہ یہ حدیث کثرت طرق وغیرہ سے حسن کے درجہ تک پہنچ گئی ہے یا نہیں۔

سائل محمد عاشق الرحمن عفی ۱۴۰ اترسئیا، الہ آباد ۳ ۵ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ

وهذا السلفي ساكت الى الآن وعنده ذلك الظرف والطوابع البريدية التي كنت ارسلتها اليه للجواب.

جواب الدكتور اندوس مرسيكات فتاوى الرئيس التنفيذي لمركز الدراسات للشرق الاوسط التابع للجامعة الاسلامية الحكومية سورابايا اندونيسيا بان التوسل بالانبياء عليهم السلام اذا كان المراد به فعل الطاعات وترك السيئات فهو صحيح واذا كان المقصود به دعاءهم في ايام حياتهم فهو مطابق للسنة واذا كان المقصود به التوسل بالاقسام على الله بهم بعد موتهم فلا دليل عليه وان التوسل بالانبياء والمرسلين شرك وعجزه عن جواب الاسئلة التي اوردتها على جوابه هذا

PUSAT STUDI TENTANG TIMUR TENGAH

مركز الدراسات للشرق الاوسط

التابع للجامعة الاسلامية الحكومية "سونن امبل"

STATE INSTITUTE FOR ISLAMIC سورابايا-اندونيسيا

LEARNING

SUNAN AMPEL CENTRE FOR MIDDLE EAST STUDIES

Address: Jl-A-Yani 117 Phone 68298 Surabaya-Indonesia

اخي الكريم محمد عاشق الرحمن الفاضل

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، وبعد:

فيسعدني ان احيطكم علما بان مركز الدراسات للشرق الاوسط بالشكر والتقدير قد تلقى الرسالة التي بعثتها اليه، فردا لهذه الرسالة ابعث اليك هذا الخطاب رجاء ان يكون شافيا لما تريد ان تسأله.

اخي العزيز،

بعد دراسة ما تضمنته الرسالة التي بعثتها الى المركز نستطيع ان نلخصه في المسألتين الآتيتين:

یہ سلفی صاحب ابھی تک خاموش ہیں اور بندہ کا جواب کے لئے بھیجا ہوا لفافہ اور ڈاک کے ٹکٹ ان کے پاس ہیں۔

جواب ڈاکٹر اندوس مرسیکان فتاوی، رئیس تنقیدی، مرکز دراسات برائے مشرق اوسط، تابع جامعۂ اسلامیہ حکومیہ، سورابایا، انڈونیسیا کہ " اگر انبیاء علیہم السلام سے توسل کرنے سے طاعات کا کرنا اور سیئآت کا ترک کرنا مراد ہو تو وہ صحیح ہے، اگر اس سے ایام حیات میں ان کی دعاء مراد ہو تو وہ سنت کے مطابق ہے، اگر اس سے ان کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ پر ان کی قسم والا توسل مراد ہو تو اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، اور انبیاء ومرسلین سے توسل شرک ہے " اور ڈاکٹر صاحب مذکور کا ان کے اس جواب پر بندہ کے وارد کئے ہوئے سوالات کے جواب سے عاجز ہو جانا

PUSAT STUDI TENTANG TIMUR TENGAH

مرکز دراسات برائے مشرق اوسط

تابع جامعہ اسلامیہ حکومیہ " سونن امپل"

STATE INSTITUTE FOR ISLAMIC LEARNING سورابایا۔ انڈونیسیا

SUNAN AMPEL CENTRE FOR MIDDLE EAST STUDIES

Address: Jl. A. Yani 117 Phone 68298 Surabaya-Indonesia

برادر کریم فاضل محمد عاشق الرحمٰن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وبعد:۔

آپ کو یہ اطلاع دینے کی سعادت مجھے حاصل ہو رہی ہے کہ مرکز دراسات برائے مشرق اوسط نے شکر گذاری اور قدر دانی کے ساتھ آپ کے بھیجے ہوئے خط کا استقبال کیا ہے۔ اس خط کے جواب میں یہ خط آپ کو اس امید پر بھیج رہا ہوں کہ یہ اسکے لئے کفایت کرے گا جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں۔

عزیز برادر،

مرکز کی طرف آپ کا بھیجا ہوا خط جن باتوں پر متضمن ہے، انہیں پڑھنے کے بعد ہم آنے والے دو مسئلوں میں اس کی تلخیص کر سکتے ہیں:۔

۱- حکم الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم السلام۔
۲- حکم المعتقد بھذا التوسل۔
اما المسألة الاولیٰ فیمکن ان نصوغھا فی عبارة السؤال الاٰتی:
ماحکم التوسل بالانبیاء والمرسلین أھو شرک ام لا؟
واما المسألة الثانیة فیستطیع ان نضعھا فی صیغة السؤالین الاٰتیین:
۱- ماحکم المعتقد به اھو مؤمن ام مشرک؟
۲- اعماله من الصلاة والزکاة والحج وما الی ذلک معتدة عند الله ام مردودة؟

قبل ان نجیب عن المسائل التی قدمتھا فلنعرف اولا معنی التوسل۔
التوسل کما قیل فی المنجد فی اللغة والادب والعلوم:
(وسل و وسّل و توسّل) الی الله بعمل: عمل عملا تقرب به الی الله تعالیٰ۔
قال عبد الجلیل عیسی فی المصحف المیسر عن قوله تعالیٰ "وابتغوا الیه الوسیلة" ای اطلبوا مایتوصل به الی رضاه سبحانه وھو کل عمل صالح۔

(۲)

وفی الکشاف قال ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشری:
الوسیلة کل مایتوسل به۔ ای یتقرب من قرابة۔ فاستعیرت لمایتوسل به الی الله تعالیٰ من فعل الطاعات وترک المعاصی۔
وقیل فی تفسیر القراٰن العظیم لاسماعیل بن کثیر:
یقول تعالیٰ اٰمرا عباده المؤمنین بتقواه وھی اذا قرنت بطاعته کان المراد بھا الانکفاف عن المحارم وترک المنھیات۔
ثم قال "وابتغوا الیه الوسیلة" قال سفیان الثوری عن طلحة عن عطاء عن ابن عباس

۱۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے کے اعتقاد کا حکم۔
۲۔ اس توسل کے معتقد کا حکم۔
پہلے مسئلہ کو ہم آنے والے سوال کی عبارت میں ڈھال سکتے ہیں :۔
انبیاء و مرسلین سے توسل کرنے کا حکم کیا ہے ؟ وہ شرک ہے یا نہیں ؟
اور مسئلۂ ثانیہ کو ہم آنے والے دو سوالوں کی شکل میں پیش کر سکتے ہیں :۔
۱۔ اس کے معتقد کا حکم کیا ہے ؟ وہ مؤمن ہے یا مشرک ؟
۲۔ اس کے نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک معتبر ہیں یا مردود ہیں ؟
اوپر آئے ہوئے مسائل کا جواب دینے سے قبل، ہم اولاً توسل کی تعریف کریں۔
توسل جیسا کہ کتاب "المنجد فی اللغۃ والادب والعلوم" میں کہا گیا ہے : (وسل ووسّل وتوسّل) الی اللہ بعمل (اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب کسی عمل سے توسل کیا) : ایسا عمل کیا جس سے اللہ تعالیٰ کی جانب قربت ڈھونڈی۔
عبدالجلیل عیسیٰ نے "مصحف میسر" میں اللہ تعالیٰ کے قول وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے متعلق کہا " یعنی اسے طلب کرو جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف پہنچا جاتا ہے، اور وہ ہر عمل صالح ہے "

(۳)

ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری نے کشاف میں کہا ہے :۔
وسیلہ ہر وہ شئی ہے جس سے توسل کیا جائے۔ یعنی تقرب کیا جائے۔ فعل طاعات اور ترک معاصی جن سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کیا جاتا ہے، ان کے لئے اسے عاریۃً لے لیا گیا ہے۔
اسمٰعیل بن کثیر کی تفسیر قرآن عظیم میں کہا گیا ہے :۔
اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو اس سے خوف رکھنے کے لئے حکم فرماتا ہوا یہ فرماتا ہے۔ اور اسے جب باری تعالیٰ کی طاعت کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے اس سے محارم سے بچنا اور منہیات کا ترک کرنا مراد ہوتا ہے۔
پھر فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) سفیان ثوری طلحہ سے راوی ہیں، وہ عطاء سے، اور عطاء (حضرت) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت

ای القرابة ۔

وکذا قال مجاهد وابو وائل والحسن وقتادة وعبدالله بن کثیر والسدی وابن زید وغیر واحد۔

وقال قتادة ای تقربوا الیه بطاعته والعمل بما یرضیه ۔ وقرأ ابن زید (اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة) ثم قال وهذا الذی قاله هؤلاء الائمة لاخلاف بین المفسرین فیه۔

وقال ایضا اسماعیل بن کثیر :

والوسیلة هی التی یتوصل بها الی تحصیل المقصود "لغة" وقال ایضا:

والوسیلة ایضا علم علی اعلی منزلة فی الجنة وهی منزلة رسول الله صلی الله علیه وسلم وداره فی الجنة وهی اقرب امکنة الجنة الی العرش۔

وقد ثبت فی صحیح البخاری من طریق محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد الله قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من قال حین یسمع النداء اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة اٰت محمدا الوسیلة الفضیلة وابعثه مقاما محمودا الذی وعدته إلا حلت له الشفاعة یوم القیامة۔

حدیث اٰخر فی صحیح مسلم من حدیث کعب بن علقمة عن ابن عمرو بن العاص انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول : اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علیّ فانه من صلی علیّ صلاة صلی الله علیه عشرا ثم سلوا لی الوسیلة

کرتے ہیں کہ یہ قرابت ہے۔
اسی طرح حضرت مجاہد، ابو وائل، حسن، قتادہ، عبداللہ بن کثیر، سدی، ابن زید اور بہت سے لوگوں نے کہا ہے۔
قتادہ نے کہا " یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب اسکی طاعت سے اور اسکے نزدیک پسندیدہ عمل سے قربت ڈھونڈو" ابن زید نے پڑھا اولٰئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة (وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں)۔ پھر کہا "ان ائمہ نے یہی فرمایا ہے، مفسرین کے درمیان اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے"
اسمٰعیل بن کثیر نے یہ بھی کہا ہے :۔
لغت میں وسیلہ وہ ہے جس سے مقصود کی تحصیل تک پہنچا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا ہے کہ وسیلہ جنت کی منزلت علیا کا عَلَم بھی ہے۔ یہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت اور آپ کا مکان ہے، یہ جنت کے مکانوں میں سے عرش کی جانب قریب ترین مقام ہے۔
صحیح بخاری میں محمد بن منکدر کے طریق سے ثابت ہے، وہ (حضرت) جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اذان کے سننے پر یہ کہے کہ اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة آت محمدا الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة وابعثه مقاما محمودا الذى وعدته انك لا تخلف الميعاد (اے اللہ، اے اس کامل دعوت اور قائم نماز کے رب، حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ، فضیلت، درجۂ رفیعہ عطا فرما اور آپ کو اس مقام محمود پر بھیج جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا ہے) اس کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہو جائے۔
صحیح مسلم میں ایک دوسری حدیث کعب بن علقمہ سے مروی ہے، وہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ " جب تم لوگ مؤذن کی اذان سنو، ایسا ہی کہو جیسا کہ وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لئے کہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے، اس کے بعد تم لوگ میرے لئے وسیلہ مانگو

(٣)

فانها منزلة فى الجنة لا تنبغى الا لعبد من عباد الله وارجوان اكون انا هو فمن سأل لى الوسيلة حلت عليه الشفاعة۔

حديث آخر۔ قال الامام احمد عن ابى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال" اذا صليتم علىّ فسلوا لى الوسيلة" قيل يارسول الله وما الوسيلة؟ قال: اعلى درجة فى الجنة لا ينالها الا رجل واحد وارجو ان اكون انا هو۔

وقال احمد مصطفى المراغى فى تفسيره بالمعنى الجملى عن قوله تعالى" وابتغوا اليه الوسيلة" امر الله تعالى المؤمنين بان يتقوه ويبتغوا اليه الوسيلة بالعمل الصالح ولا يفتتنوا بدينهم كما فعل اهل الكتاب۔

ثم اكد ذلك فبين ان الفوز والفلاح لا يكون الا بهما: فمن لم ينلها لاقى من الاهوال يوم القيامة ما لا يستطاع وصفه۔

وقال عبد الله بن احمد بن محمود النسفى فى تفسير النسفى: (وابتغوا اليه الوسيلة) هى كل ما يتوسل به، اى يتقرب من قرابة...... فاستعيرت لما يتوسل به الى الله تعالى من فعل الطاعات وترك السيئات۔

وقال محمد محمود حجازى فى التفسير الواضح عن معنى الآية "وابتغوا اليه الوسيلة" الوسيلة: ما يتوصل به الى تحصيل المقصود وهى القربة، وتطلق على اعلى منزلة فى الجنة۔

المعنى: يآ ايها الذين اتصفتم بالايمان خذوا لنفسكم الوقاية من عذاب الله بامتثال امره واجتناب نهيه وتقربوا اليه بالطاعات والعمل

(۳)

کہ وہ جنت میں ایک منزلت ہے جو مناسب نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لئے، اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ ہوں گا۔ جس نے میرے لئے وسیلے کا سوال کیا، اس کے لئے میری شفاعت حلال ہے "۔

ایک دوسری حدیث :۔ (حضرت) امام احمد نے (حضرت) ابو ہریرہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جب تم لوگ مجھ پر درود بھیجو، میرے لئے وسیلے کا سوال کرو "۔ کہا گیا " یا رسول اللہ، وسیلہ کیا ہے ؟"

فرمایا " یہ جنت کا بلند ترین درجہ ہے، اسے نہیں پائے گا مگر ایک مرد، اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ ہوں گا "۔

احمد مصطفیٰ مراغی نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے قول وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے معنیٔ جملی کو اس طرح بیان کیا ہے کہ " اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اس سے ڈریں، اس کی طرف عمل صالح سے وسیلہ ڈھونڈیں اور اپنے دین کے معاملے میں فتنہ میں نہ پڑیں جیسا کہ اہل کتاب کے ساتھ ہوا "۔

پھر اسے مؤکد کر دیا تو یہ بیان کر دیا کہ فوز و فلاح ان دونوں کے بغیر نہیں حاصل ہو سکتے۔ جو ان دونوں کو حاصل نہ کر پائے گا وہ قیامت کے روز ایسے ہولناک حالات کو پائیگا جن کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(علامہ) عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی نے تفسیر نسفی میں فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) " یہ ہر وہ شئی ہے جس سے توسل کیا جاتا ہے، یعنی قربت ڈھونڈی جاتی ہے .... جن فعل طاعات اور ترک سیئات سے اللہ تعالیٰ کی جانب توسل کیا جاتا ہے، ان کے لئے اسے عاریۃً لے لیا گیا ہے "۔

محمد محمود حجازی نے تفسیر واضح میں آیت وابتغوا الیہ الوسیلۃ (اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو) کے معنیٰ میں کہا " وسیلہ :۔ جس سے مقصود کی تحصیل تک پہنچا جاتا ہے اور یہ قربت ہے۔ اور جنت کی بلند ترین منزلت پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے "۔

معنیٰ :۔ اے ایمان سے متصف لوگو، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے ساتھ اور جس سے اس نے نہی فرمائی اس سے اجتناب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اپنے نفسوں کی حفاظت حاصل کرو، اور اس کی جانب طاعات اور اس کے نزدیک پسندیدہ عمل سے قربت ڈھونڈو، کہ یہی اس کی

بما یرضیه فان هذہ هی الوسیلة الیه اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ۔ ثم قال: واتقوا اللّٰه وابتغوا الیه القربی بالطاعة واجتناب المنهیات واحتملوا الجهد والمشقة فی سبیل اللّٰه کل ذلك رجاء الفوز والفلاح فی المعاش والمعاد ۔
ثم قال: ان لفظ التوسل جاء بثلاثة معان:
اولا: القربی الی اللّٰه بالطاعة ۔

(۲)

ثانیا: دعاء النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وشفاعته ، کما ثبت عن عمر رضی اللّٰه عنه "اللهم انا کنا اذا اجدبنا توسلنا إلیك بنبینا فسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبینا فاسقنا" فکان یدعو العباس وهم یؤمنون علیه ترى انها الدعاء والشفاعة وکانت فی حیاة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم"
اما بعد موته فیداء اقرب الناس الیه کعمه العباس ۔
اما المعنی الثالث المردود فهو: الوسیلة ۔ای التوسل بالاقسام علی اللّٰه بالصالحین والاولیاء المقربین ۔ وهذا لم یرد به نص صحیح بل قال[عه] ابوحنیفة واصحابه انه لا یجوز ۔
والتوسل بهذا المعنی ینکرہ العقل ویاباہ الشرع ولادلیل علیه لا فی هذہ الآیة ولا فی غیرها ۔
ثم قال: فانظر یا اخی فی اساس الفلاح فی الاسلام وانه محصور فی التقوی والطاعة لا فی شفاعة ولا فی غیرها ۔

عه هذا لا یدل علی ان التوسل لیس بجائز مطلقا او انه شرك ۔ ۱۲

جانب وسیلہ ہے۔ وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔ پھر کہا :۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اس کی جانب طاعت اور اجتناب منہیات سے قربت ڈھونڈو، اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں محنت ومشقت برداشت کرو۔ یہ سب معاش ومعاد میں فوز وفلاح کی امید پر کرو۔

اس کے بعد کہا :۔ **توسل کا لفظ تین معانی میں آیا ہے۔**

اول :۔ اللہ تعالیٰ کی جانب طاعت سے قربت۔

(۴)

ثانی :۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء اور آپ کی شفاعت ہے، جیسا کہ (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ نے عرض فرمایا" اے اللہ، جب ہم لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، ہم نے تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا تو تونے ہمیں سیراب فرمایا، اور اب ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں سیراب فرما۔" اس طرح (حضرت) عباس (رضی اللہ عنہ) دعا فرماتے تھے اور وہ لوگ آپ کی دعاء پر آمین کہتے تھے۔ تم دیکھتے ہو کہ یہ دعاء اور شفاعت ہے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تھی۔

لیکن آپ کی وفات کے بعد یہ آپ کے چچا (حضرت) عباس کی طرح لوگوں میں سے آپ کی طرف قریب ترین شخص کی دعاء سے ہوتا ہے۔

معنیٰ ثالث جو کہ مردود ہے وہ :۔ وسیلہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر صالحین اور اولیاء مقربین کی قسم سے توسل۔ اس کے بارے میں کوئی نص صحیح وارد نہیں ہے، بلکہ (حضرت امام) ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) اور آپ کے اصحاب نے فرمایا ہے کہ یہ ناجائز ہے۔ عـہ

اس معنیٰ کے توسل کا عقل انکار کرتی ہے، اس سے شریعت مانع ہے، اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہے، نہ اس آیت میں، نہ کسی دوسری آیت میں۔

پھر کہا : تو اے بھائی، تم اسلام میں فلاح کی بنیاد پر نظر ڈالو، یہ تقویٰ اور طاعت میں منحصر ہے، شفاعت میں نہیں، نہ ہی کسی اور میں۔

عـہ یہ اس پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ توسل مطلقا ناجائز ہے یا شرک ہے۔ ۱۲

وبعد ان قدمنا لكم الكلمات السابقة من اية القران وتفاسيرها عن مسألة الوسيلة، نقدم لكم بعض الايات وتفاسيرها التى لها علاقات بالكلام السابق نعنى الوسيلة۔

قال تعالى: فاعبد الله مخلصا له الدين، الا لله الدين الخالص والذين اتخذوا من دونه اولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى۔ الاية، (الزمر: ٢-٣)

قال سيد قطب فى ظلال القران:

"فاعبد الله مخلصا له الدين" وتوحيد الله واخلاص الدين له ليس كلمة تقال باللسان انما هو منهاج حياة كامل۔

ثم قال: والقلب الذى يوحد الله يدين لله وحده ولا يحنى هامته لاحد سواه ولا يطلب شيئا من غيره ولا يعتمد على احد من خلقه۔ فالله وحده هو القوى عنده وهو القاهر فوق عباده، والعباد كلهم ضعاف مهازيل لا يملكون له نفعا ولا ضرا فلا حاجة به الى ان يحنى هامته لواحد منهم وهم مثله لا يملكون لا نفسهم نفعا ولا ضرا والله وحده هو المانح المانع فلا حاجة به الى ان يتوجه لاحد غيره وهو الغنى والخلق كلهم فقراء۔

(٥)

وقال: وان البشرية لتنحرف عن منطق الفطرة كما انحرفت عن التوحيد الخالص البسيط الذى جاء به الاسلام وجاءت به العقيدة الالهية الواحدة مع كل رسول۔ وانا لنرى اليوم فى كل مكان عبادة للقديسين والاولياء تشبه عبادة العرب الاولين للملائكة تقربا الى الله۔ بزعمهم۔ وطلبا لشفاعتهم عنده۔ والله سبحانه يحدد الطريق اليه طريق التوحيد

مسئلۂ وسیلہ کے بارے میں قرآن کی آیت اور اس کی تفاسیر سے گذرے ہوئے کلمات کو تمہارے سامنے پیش کرنے کے بعد اب ہم تمہارے سامنے ایسی بعض آیات اور ان کی تفاسیر کو پیش کرتے ہیں جن کے کلام سابق سے تعلقات ہیں، یعنی وسیلہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاعبد اللّٰہ مخلصا لہ الدین، الا للّٰہ الدین الخالص والذین اتخذوامن دونہ اولیاء مانعبدھم الا لیقربونا الی اللّٰہ زلفیٰ (تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہوکر ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اسکے سوا اور والی بنا لئے کہتے ہیں ہم تو انھیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کردیں) الآیۃ (سورۂ زمر: ۳-۲)

ظلال القرآن میں کہا ہے :-

تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہوکر۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکے لئے دین میں اخلاص رکھنا کوئی کلمہ نہیں ہے جو زبان سے بولا جائے، وہ تو زندگی کے لئے ایک منہاج کامل ہے۔

پھر کہا :- دل جو اللہ تعالیٰ کی توحید کرتا ہے، تنہا اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری کرے، اس کا سر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے نہ جھکے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے کوئی شئی نہ مانگے، اور نہ ہی اسکی خلق میں سے کسی پر اعتماد کرے۔ اس کے نزدیک تنہا اللہ تعالیٰ ہی قوی اور بندوں پہ قاہر ہو۔ بندے سب کے سب ضعیف و ناتواں ہوں جو نہ اسے نفع پہنچا سکیں نہ ضرر۔ لہذا اسے اس بات کی کوئی ضرورت نہ ہو کہ اس کا سر ان میں سے کسی کے لئے جھکے کہ وہ اسی کی طرح ہیں نہ اپنے نفسوں کو نفع پہنچا سکیں نہ ضرر۔ اور اللہ تعالیٰ تنہا دینے والا اور روکنے والا ہو۔ لہذا اسے اس کی کوئی ضرورت نہ ہو کہ وہ اس کے سوا کسی دوسرے کی طرف توجہ کرے، اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہی غنی ہو اور ساری مخلوقات فقیر ہوں۔

(۵)

اور کہا :۔ بے شک بشریت منطقِ فطرت سے اسی طرح انحراف کرتی ہے جیسے کہ اس نے اس خالص وبسیط توحید سے انحراف کیا، جیسے اسلام لایا، اور جیسے ہر رسول کے ساتھ عقیدۂ الہٰیہ واحدہ لائی۔ بے شک ہم آج ہر مکان میں قدیسین اور اولیاء کی ایسی عبادت دیکھتے ہیں جو پہلے کے عربوں کی اس عبادتِ ملائکہ کے مشابہ ہے جو وہ اپنے زعم میں اللہ تعالیٰ کی جانب تقرب کے طور پر اور اس کے نزدیک ان کی شفاعت طلب کرنے کے طور پر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی جانب پہنچانے والے طریق کے طور پر صرف اسی توحید خالص کے طریق کو معین فرماتا ہے جو اس

الخالص الذی لا یلتبس بوساطة اوشفاعة علی هذا النحو الأسطوری العجیب.
وقال المراغی فی تفسیره: " فاعبد الله مخلصا له الدین" ای فاعبده تعالیٰ محضا له العبادة من شوائب الشرك والریاء بحسب ما انزل فی تضاعیف کتابه علی لسان انبیائه من تخصصه وحده بالعبادة وانه لا ند له ولا شریك.
وقال: ثم اکد هذا الامر بقوله:
" الا لله الدین الخالص " ای الا لله العبادة والطاعة وحده لا شرکة لاحد معه فیها لان کل مادونه ملکه وعلی المملوك طاعة مالکه.
وفی حدیث الحسن عن ابی هریرة ان رجلا قال:
یارسول الله انی اتصدق بالشیٔ واصنع الشیٔ ارید به وجه الله وثناء الناس، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یقبل الله شیئا شورك فیه ثم تلا: (الا لله الدین الخالص).
وبعد ان ابان ان رأس العبادة الاخلاص لله تعالیٰ اعقب ذلك بذم طریق المشرکین فقال: " والذین اتخذوا من دونه اولیاء ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفیٰ"
ای والذین اتخذوا من دون الله اولیاء یعبدونهم یقولون مانعبدهم الا لیقربونا عند الله منزلة ویشفعوالنا عنده فی حاجتنا.
ومن حدیث عبادتهم للاصنام انهم جعلوا تماثیل للکواکب و الملائکة والانبیاء والصالحین الذین مضوا وعبدوها باعتبار انها رمز الیها، وقالوا ان الاله الاعظم اجل من أ یعبده البشر مباشرة. فنحن نعبد هذه الألهة وهی تعبد

بے اصل اور عجیب طریقے پر کسی وساطت یا شفاعت سے متعلق نہیں ہوتا ہے۔
مراغی نے اپنی تفسیر میں کہا:۔ تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر، یعنی اللہ تعالیٰ نے عبادت کے ساتھ اپنے خاص ہونے اور اپنے بے نظیر و لاشریک ہونے کے بارے میں اپنے انبیاء کی زبان پر اپنی کتاب کے سطور کے درمیان جو نازل فرمایا ہے، اسی کے مطابق شوائب شرک و ریا سے عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھتے ہوئے اس کی عبادت کرو۔
اور کہا:۔ پھر اس امر کی اپنے اس قول کے ساتھ تاکید فرمائی :۔
الا للہ الدین الخالص (ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے) یعنی آگاہ رہو، تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت و طاعت ہے، اس میں اس کے ساتھ کسی کی شرکت نہیں ہے، اس لئے کہ اسکے سوا ہر شئی اس کی ملک ہے، اور مملوک پر اپنے مالک کی اطاعت واجب ہے۔
(حضرت) حسن کی اس حدیث میں جو کہ (حضرت) ابو ہریرہ سے مروی ہے یہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا:۔
یارسول اللہ، میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور لوگوں کی تعریف کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور عمل کرتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے، اللہ تعالیٰ کسی ایسی شئی کو قبول نہیں فرماتا ہے جس میں مشارکت کی گئی ہو، پھر تلاوت فرمائی الا للہ الدین الخالص (ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے)۔
اور اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ عبادت کی اصل اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص ہے، اس سے آگے طریق مشرکین کی مذمت فرمائی۔ فرمایا:۔ والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (اور وہ جنھوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے کہتے ہیں ہم تو انھیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کردیں) یعنی وہ لوگ جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوست و مددگار ٹھہرالئے ان کی عبادت کرتے ہیں کہتے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ ہمیں منزلت میں اللہ کے نزدیک مقرب بنادیں اور ہماری حاجت میں اس کے نزدیک ہماری شفاعت کریں۔
ان کے بتوں کی عبادت کرنے کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے ستاروں، فرشتوں اور گذرے ہوئے انبیاء و صالحین کے بت بنالئے، اور اس اعتبار سے ان کی عبادت کی کہ وہ ان کی طرف رمز ہیں، اور کہا الٰہ اعظم اس سے بالا ہے کہ انسان مباشرۃ اس کی عبادت کرسکے؛ تو ہم ان خداؤں کی عبادت کرتے ہیں الخ۔

(٦)

الا لـه الا عظـم ـ و هـذه شبهة تمسك بها المشركون فى قديم الدهـر وحديثه ـ

وقال محمد محمود حجازى فى التفسير الواضح ـ

" الا لله الدين الخالص " نعم الله وحده الدين الخالص فلا شريك له ولا ند ـ فالا شتغال بعبادة الله على سبيل الاخلاص افادته الاية الاولى واما نفى الشريك والبعد عن عبادة غير الله فقد افادته الاية الثانية ـ

القرآن يحثنا على عبادة الله وحده مع الاخلاص والصدق فى العمل. والذين اتخذوا من دون الله آلهة عبدوها واشركوا بالله غيره يقولون مانعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى ـ

كانوا اذا قيل لهم من ربكم ؟ ومن خالقكم ؟ ومن خلق السموات والارض وانزل من السماء ماء ؟ قالوا: الله ـ

فيقال لهم: مامعنى عبادتكم غيره ؟ قالوا عبدناهم ليقربونا الى الله زلفى و يشفعوا لنا عنده " فلولا نصرهم الذين اتخذوا من دون الله قربانا آلهة " كانهم يقولون: انا نتخذهم وسطاوشفعاء لله والله سبحانه ليس فى حاجة الى ذلك اذ هو العليم الخبير بخلقه البصير بهم واسع الفضل والرحمة فليس فى حاجة الى واسطة اوشفيع ـ وفرق شاسع بين الخالق والمخلوق و قياس فاسد جدا ان تقيس الرئيس من بنى الانسان على الله الرحمن الرحيم العليم الخبير ـ

الخلاصة :

ان التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلوٰة والسلام لها ثلاثة شعب :

١ ـ اذاكان المراد به فعل الطاعات بامتثال اوامرالله وترك

(۶)

الٰہِ اعظم کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ ایک شبہہ ہے جس سے مشرکین نے قدیم زمانے میں بھی تمسک کیا، اور جدید زمانے میں بھی۔

اور محمد محمود حجازی نے تفسیر واضح میں کہا:

ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے، ہاں، اللہ تعالیٰ تنہا دین خالص ہے۔ اسکے لئے نہ کوئی شریک ہے، نہ کوئی نظیر۔ پہلی آیت نے اخلاص کے طریق پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونے کا فائدہ پہنچایا اور دوسری آیت نے شریک کی نفی کرنے اور غیر اللہ کی عبادت سے دور رہنے کا فائدہ دیا۔

قرآن ہمیں عمل میں اخلاص وصدق کے ساتھ تنہا اللہ کی عبادت کرنے پر ابھارتا ہے۔ اور جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر کئی خدا بنالئے، ان لوگوں نے یہ کہتے ہوئے ان کی عبادت کی اور اللہ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک بنالیا کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف قریب کردیں۔

وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا گیا تمہارا رب کون ہے، تمہارا خالق کون ہے، اور کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی اتارا، بولے:۔ اللہ۔

تو ان سے کہا جاتا ہے:۔ تمہارے غیر اللہ کی عبادت کرنے کے معنی کیا ہیں؟ کہا ہم نے اس لئے ان کی عبادت کی کہ ہمیں اللہ کی طرف قریب کردیں اور اس کے نزدیک ہمارے لئے شفاعت کریں۔

"تو کیوں نہ مدد کی ان کی جن کو انھوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا تھا" گویا وہ لوگ کہتے ہیں:۔ ہم انھیں اللہ کے نزدیک ثالث اور شفیع بناتے ہیں۔ اور اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ علیم ہے، اپنی خلق سے آگاہ ہے، انھیں دیکھتا ہے اور اسکے فضل ورحمت واسع ہیں، تو اسے کسی واسطہ یا شفیع کی ضرورت نہیں ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان بڑا فرق ہے، اور تمہارا بنی انسان میں سے کسی رئیس کا رحمٰن ورحیم اور علیم وخبیر اللہ تعالیٰ پر قیاس کرنا بہت ہی فاسد قیاس ہے۔

<u>خلاصہ</u>:۔

۔کہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل کرنے کے تین شعبے ہیں۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو لائے ہیں، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اوامر کے بجالانے کے

السيئات باجتناب المنهيات تطبيقا بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم فهو صحيح وهذا هو المطلوب بدينا الاسلام.

ب - واذا كان المقصود به دعاءهم في ايام حياتهم نقد اصاب السنة.

(٧)

ج - واما ان كان المقصود به هو التوسل بالاقسام على الله بالصالحين والاولياء والانبياء والمرسلين بعد موتهم فلا دليل عليها ولم يرد به نص صحيح

- واما كونه هل هو شرك ام لا، فالتعبد لله سبحانه لابد من مخلص له وحده والتعبد اما مخلصا له وحده واما غير ذلك فالثاني هو الشرك. فالتوسل بالانبياء والمرسلين عبادة من عبادة غير مخلص لله وحده. فهو شرك.

- ومن ناحية هل هو مؤمن ام مشرك، فكل عباد يعبد الله مخلصا له فهو مؤمن، وكل عباد يعبد الله ومعه شرك فهو شرك فيه.

- واما من ناحية هل تعتد اعماله من الصلاة والحج وغيرها ام لا، فمادامها عماله وصلاته وحجه على سبيل الطاعة لله وحده وممتثلا ومطبقا بما جاء به الرسول بعيد عن الشرك فهي معتدة. واما اذا لم تكن كذلك فمردودة. وفقا لما قاله الرسول صلى الله عليه وسلم من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد.

وقوله: صلوا كما رأيتموني اصلي.

وقوله صلى الله عليه وسلم: خذوا عني مناسككم.

هذا ونرجو الله لنا جميعا التوفيق والهداية الى ما فيه طاعته لخير الدنيا والآخرة، والسلام.

ختم | الرئيس التنفيذي

INSTITUT AGAMA ISLAM NEGERI | لمركز الدراسات للشرق الاوسط،

ساتھ طاعات کرنا اور منہیات کے اجتناب کے ساتھ سیئات کا ترک کرنا جب اس سے مراد ہو، تب یہ صحیح ہے، اور یہی ہمارے دین اسلام میں مطلوب ہے۔
ب۔ جب اس سے ایام حیات میں آپ حضرات کی دعا، مقصود ہو، تو یہ سنت کے مطابق ہے۔

(۷)

ج۔ اور جب اس سے اللہ تعالیٰ پر صالحین، اولیاء اور انبیاء و مرسلین کی وفات کے بعد ان کی قسم سے توسل کرنا مقصود ہو، تو اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں کوئی نقل صحیح وارد ہے۔

— اور وہ شرک ہے یا شرک نہیں ہے:۔ تعبد الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ وہ تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ کیا جائے۔ تعبد یا تو ایسا ہوگا کہ وہ تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ ہو، یا اس کا غیر ہوگا۔ دوسری قسم وہی شرک ہے۔ لہذا انبیاء و مرسلین سے توسل ایک ایسی عبادت ہے جس میں تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص نہیں پایا جاتا ہے۔ تو وہ شرک ہے۔

— اس جہت سے کہ وہ مؤمن ہے یا مشرک ہے، تو ہر وہ عبادت کرنے والا جو اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتا ہے وہ مؤمن ہے، اور ہر وہ عبادت کرنے والا جو شرک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اس میں شرک ہے۔

— اور اس جہت سے کہ اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں یا نہیں، تو جب تک اسکے اعمال، نماز اور حج تنہا اللہ تعالیٰ کے لئے طاعت کے طور پہ ہوں، اسکے اوامر کے امتثال کے طور پہ ہوں، رسول (علیہ السلام) جو لائے ہیں اس کے مطابق ہوں اور شرک سے دور ہوں، معتبر ہیں۔ اور جب اس طرح نہ ہوں مردود ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے موافق ہے کہ جس نے ایسا عمل کیا جیسے ہمارے امر سے مطابقت نہیں ہے، وہ رد ہے۔
یہ آپ کے اس قول کے موافق ہے کہ اسی طرح نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا۔
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے موافق ہے کہ اپنے مناسک کو مجھ سے حاصل کرو۔

یہ ہے جواب ونرجو الله لنا جميعا التوفيق والهداية الى مافيه طاعته لخير الدنيا والآخرة، والسلام۔

رئيس تنفيذی
مرکز دراسات برائے مشرق اوسط

مہر
INSTITUT ASAMA ISLAM NESERI

(التوقیع) PUSAT STUDI TENTANG TIMUR TENGAH

(الدکتور اندوس مرسیکان فتاوی)

فلما استلمت هذا الجواب ارسلت اسئلة متعلقة بہ الی الدکتور المجیب بالبرید الجوی المسجل (رقم التسجیل ۱۷۱ مکتب البرید الہ آباد تاریخ ۷-۵-۱۹۸۰م) وصورة ماکنت کتبت ھکذا :-

الی الدکتور اندوس مرسیکان فتاوی

الرئیس التنفیذی

لمرکز الدراسات للشرق الاوسط

بسورابایا - اندونیسیا

قد تلقیت مجوابکم علی ماکنت سألتکم عنہ فی مسألة التوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم السلام والأن قد مست الحاجة الی طلب توضیح بعض امور اوردت فی ذلک الجواب فعلیکم ان توضحوھا وھی ھذہ :-

۱- کیف یدل ما نقلتم عن قتادة وغیرہ فی معنی التوسل علی ان التوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم السلام خارج عن الاعمال الصالحة وان التوسل المشروع منحصر فی مالا یشملہ؟

۲- کیف یدل توسل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بسیدنا عباس رضی اللہ عنہ علی ان التوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم السلام لا یجوز بعد موتہم الظاھر؟

۳- کیف یدل قول اللہ تعالی الا للہ الدین الخالص والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی علی ان التوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم السلام من غیر عبادتہم غیر جائز؟

۴- ھل کان ما ھو شرک شرکا فی کل زمان ام لا؟

(دستخط)　　PUSAT STUDI TENTANG TIMUR TENGAH

(ڈاکٹر اندوس مرسیکان فتاوی)

جب یہ جواب بندہ کو ملا ، بندہ نے مجیب ڈاکٹر صاحب کو اس سے متعلق چند سوالات رجسٹرڈ ایئر میل (رجسٹریشن نمبر ۱۷۱۱ ڈاک خانہ الہ آباد تاریخ ۷-۵-۸۰ ۱۹ء) سے روانہ کئے۔ بندہ نے جو لکھا تھا اس کی نقل یہ ہے :-

بمطالعہ ڈاکٹر اندوس مرسیکان فتاوی
رئیس تنفیذی
مرکز دراسات برائے مشرق اوسط
سورابایا - انڈونیسیا

انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے کے مسئلہ میں میں نے آپ سے جو سوال کیا تھا ، اس پر آپ کا دیا ہوا جواب مجھے مل گیا ہے۔ اس جواب میں آئے ہوئے چند امور کی وضاحت کے طلب کرنے کی اس وقت ضرورت پیش آگئی ہے۔ لہذا آپ ان کی وضاحت کریں گے اور وہ یہ ہیں :-

۱- آپ نے توسل کے معنیٰ کے بارے میں قتادہ وغیرہ سے جو نقل کیا ہے ، وہ اس پر کیسے دلالت کرتا ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا اعمال صالحہ سے خارج ہے اور مشروع توسل ایسے میں منحصر ہے جو اسے شامل نہیں ہے ؟

۲- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرنا اس بات پر کیسے دلالت کرتا ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی ظاہری وفات کے بعد آپ حضرات سے توسل جائز نہیں ہے ؟

۳- اللہ تعالیٰ کے قول الا للہ الدین الخالص (ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے) اور والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنا لئے کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں) اس بات پر کیسے دلالت کرتے ہیں کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی عبادت کئے بغیر ان سے توسل کرنا ناجائز ہے ؟

۴- جو شرک ہے وہ ہر زمانے میں شرک ہے یا نہیں ؟ کسی غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونا اگر اللہ تعالیٰ

فان كان التوجه الى احد غير الله منافيا لتوحيد الله واخلاص الدين فهل لا يكون قول سيدنا ذي القرنين اعينوني بقوة شركا ومن لم يكن عليه يجوز الشرك؟ ايكون التوجه الى غير الانبياء والمرسلين عليهم السلام جائزا او التوجه اليهم عليهم السلام شركا؟ وهل يكون التوجه اليهم عليهم السلام بعد موتهم الظاهر شركا وفي حياتهم الظاهرة امرا جائزا؟ افي الصورة الاولى يكون الله تعالى هو القاهر فوق عباده ولا يكون كذلك في الصورة الاخرة؟

٥ - ان بعض العبارات التي قد نقلتموها في جوابكم يدل على ان المشركين كانوا يعبدون الاصنام والصالحين. ايدل ذلك على ان من توسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام من غير عبادتهم يكون من المشركين؟

٦ - ان كان التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام عبادة افلا يكون التوسل بهم في حياتهم الظاهرة عبادة؟ واي نص قطعي قائم على ان التوسل بهم عبادة بحيث يكون ذلك كفرا وشركا؟ وهل ينقلب ما هو شرك غير شرك وما هو غير شرك شركا؟ بينوا بالكتاب والسنة واقوال السلف.

السائل محمد عاشق الرحمن ۱۴۰/۲ الترسئيا. الٰه اباد ۳ - الهند ۱۹۸۰/۵/۷م

ولم يرد الى الآن هذا الخطاب فاحسب ان الدكتور المذكور قد استلمه وهو ساكت الى الآن.

جواب الوهابية النجدية من المملكة العربية السعودية

جواب الشيخ عبد العزيز بن عبد الله

کی توحید اور اخلاصِ دین کے منافی ہے، تو کیا سیدنا ذوالقرنین کا قول اعینونی بقوۃ (میری مدد طاقت سے کرو) شرک نہ ہوگا اور جس نے اس پر انکار نہ کیا وہ مشرک نہ ہوگا؟ کیا غیر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی طرف توجہ جائز ہو جائے گی اور آپ حضرات علیہم السلام کی طرف توجہ شرک ہو جائے گی؟ اور کیا آپ حضرات علیہم السلام کی ظاہری وفات کے بعد آپ حضرات کی طرف توجہ شرک قرار پائے گی اور آپ حضرات کی حیات ظاہرہ میں جائز رہے گی؟ کیا صرف پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ تنہا اپنے بندوں پر قاہر رہے گا اور دوسری صورت میں ایسا نہ ہوگا؟

۵۔ آپ کے اپنے جواب میں آپ کی نقل کردہ بعض عبارتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مشرک لوگ اصنام اور صالحین کی عبادت کیا کرتے تھے۔ کیا یہ اس پر دال ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی عبادت کئے بغیر ان سے توسل کرنے والا مشرکین میں سے ہو جائے گا؟

۶۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا اگر عبادت ہے تو کیا آپ حضرات کی حیات ظاہرہ میں آپ حضرات سے توسل کرنا عبادت نہ ہوگا؟ کون سی نص قطعی اس پر قائم ہے کہ آپ حضرات سے توسل کرنا عبادت ہے تاکہ کفر و شرک ہو جائے؟ اور کیا جو شرک ہے وہ غیر شرک ہو جاتا ہے اور جو شرک نہیں ہے وہ شرک ہو جاتا ہے؟

کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ اور اقوال سلف سے بیان کریں۔

سائل محمد عاشق الرحمن عفی عنہ اتر سئیا۔ الہ آباد ۳ ۔ ہندوستان ۷/۵/۱۹۸۰ء

ابھی تک یہ خط بندہ کی طرف واپس نہیں لوٹا۔ اس سے بندہ یہ سمجھتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب مذکور نے اسے پالیا ہے اور وہ ابھی تک خاموش ہیں۔

جواب وہابیہ نجدیہ از مملکت عربیہ سعودیہ

جواب شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، رئیس عام،

بن باز الرئیس العام لادارات البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد المملکة العربیة السعودیة بان بعض انواع التوسل جائز وبعضہ غیر جائز مع السکوت عن جواب السؤال وھو "ھل ھو شرک ام لا" ومن المعلوم إن السکوت فی معرض البیان بیان وفی الحقیقة ھذا لیس جوابا عن سؤالی بل ھو جواب عن سؤال آخر وقد عدل عنہ الی ھذا الغرض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الرقم: ۱۳۳۵/۲.

التاریخ: ۲۰\۱۲\۱۴۰۰ھ

المملکة العربیة السعودیة

المرفقات: ۱

رئاسة ادارات البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد

الموضوع:

من عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز الی المکرم محمد عاشق الرحمٰن وفقہ اللہ

ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد، مملکت عربیہ سعودیہ کہ توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور بعض ناجائز ہیں۔ شیخ مذکور اصل سوال "وہ شرک ہے یا نہیں" کے جواب سے خاموش ہیں اور یہ معلوم ہے کہ معرض بیان میں خاموش رہنا بھی بیان ہے۔ یہ درحقیقت بندہ کے سوال کا جواب نہیں ہے، بلکہ یہ ایک دوسرے سوال کا جواب ہے، اور کسی غرض کے تحت شیخ مذکور نے اس سے عدول کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر:- ۱۳۳۵/۰۷

تاریخ:- ۲۰\۱۲\۱۴۰۰ھ

منسلکات:- ۱

مملکت عربیہ سعودیہ

ریاست ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد

موضوع:-

از عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز بنام مکرم محمد عاشق الرحمٰن وفقہ اللہ

سلام عليكم ورحمة الله وبركاته .. بعده
اشارة الى استفتائك المقيد برقم ٨٦٦ فى ١٢/٢/١٤٠٠ھ نفيدك
بانه جرى النظر فيه واليك برفقه الفتوى ٣٢١٣ وتاريخ
١٩/١٢/١٤٠٠ھ نرغب الاحاطة
والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته"

الرئيس العام
لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد
الختم

فتوى رقم ٣٢١٣ وتاريخ ١٩\١٢\١٤٠٠ھ
الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لانبى بعده ... وبعد
فقد اطلعت اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء على ماورد
الى سماحة الرئيس العام من المستفتى محمد عاشق الرحمٰن والسؤال:
ما هو حكم الاعتقاد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم الصلوات والتسليمات
هل هو شرك ام لا وماهو حكم المعتقد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم
الصلاة والسلام هل هو مؤمن او هو مشرك وهل تعتمد اعماله من
الصلاة والحج وغيرهما ام لا - بينوا بالكتاب والسنة والاجماع
واقوال السلف -
والجواب : لقد ورد الى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء سؤال
عن حكم التوسل بالانبياء والصالحين واجابت عنه بجواب مفصل نرفق
لك صورته - وبالله التوفيق - - وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه -

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء

عضو	نائب رئيس اللجنة	الرئيس
(التوقيع)	(التوقيع)	(الختم)
عبدالله بن غديان	عبد الرزاق عفيفى	عبد العزيز بن عبد الله بن باز

سؤال) وجواب من الفتوى رقم ١٣٢٨ وتاريخ ٩/٧/١٣٩٦ھ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ... بعدہ
آپ کے استفتاء نمبر ۸۶۶ مورخہ ۱۲/۲/۱۴۰۰ھ کے حوالہ سے ہم آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ اس پر غور کیا گیا، اور آپ کے سامنے اس کے ساتھ یہ فتویٰ نمبر ۳۳۱۳ مورخہ ۱۹/۱۲/۱۴۰۰ھ منسلک ہے۔ آپ اس پر مطلع ہوں۔
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

رئیس عام
ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد

مہر

فتویٰ نمبر ۳۳۱۳ مورخہ ۱۹\۱۲\۱۴۰۰ھ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ... وبعد
مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء حضرت رئیس عام کے پاس مستفتی محمد عاشق الرحمٰن کے آئے ہوئے سوال پر مطلع ہوئی۔ سوال یہ ہے کہ:۔ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات سے توسل کرنے کے اعتقاد کا حکم کیا ہے؟ کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟ اور انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حکم کیا ہے؟ کیا وہ مؤمن ہے یا وہ مشرک ہے؟ اور کیا اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں یا نہیں؟ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ، اجماع اور اقوال سلف سے بیان کریں۔

اور جواب یہ ہے کہ:۔ مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء میں انبیاء وصالحین سے توسل کرنے کے حکم کے بارے میں ایک سوال آیا تھا۔ مجلس نے اس کا مفصل جواب دیا۔ ہم آپ کے لئے اس کے ساتھ اس کی نقل منسلک کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ۔

مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء

رکن	نائب رئیس مجلس	رئیس
(دستخط)	(دستخط)	(مہر)
عبداللہ بن غدیان	عبدالرزاق عفیفی	عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

سوال وجواب از فتویٰ نمبر ۱۳۲۸ مورخہ ۹/۷/۱۳۹۶ھ

س: هل يجوز للمسلم ان يتوسل الى الله بالانبياء والصالحين، فقد وقفت على قول بعض العلماء ان التوسل بالاولياء لا بأس به لان الدعاء فيه موجه الى الله، و رأيت لبعضهم خلاف ماقال هذا. فما حكم الشريعة فى هذه المسألة؟

ج: الولى كل من آمن بالله واتقاه ففعل ما امره سبحانه به قال تعالى: "الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا وكانوا يتقون" وانتهى ما نهاه عنه والتوسل الى الله باوليائه انواع:-

الاول: ان يطلب انسان من الولى الحى ان يدعو الله له بسعة رزق او شفاء من مرض او هداية و توفيق ونحو ذلك فهذا جائز ومنه طلب بعض الصحابة من النبى صلى الله عليه وسلم حينما تأخر عنهم المطر ان يستسقى لهم فسأل صلى الله عليه وسلم ان ينزل المطر فاستجاب دعائه وانزل عليهم المطر، ومنه استسقاء الصحابة بالعباس فى خلافة عمر رضى الله عنهم وطلبهم منه ان يدعوا الله بنزول المطر فدعا العباس ربه وامن الصحابة على دعائه، الى غير هذا مما حصل زمن النبى صلى الله عليه وسلم من طلب مسلم من اخيه المسلم ان يدعو له ربه لجلب نفع او كشف ضر.

الثانى: ان ينادى الله متوسلا اليه بحب نبيه واتباعه اياه وبحبه لاولياء الله بان يقول اللهم انى اسألك بحبى لنبيك واتباعى له وبحبى لاوليائك ان تعطينى كذا فهذا جائز لانه توسل من العبد الى ربه بعمله الصالح ومن هذا ما ثبت من توسل اصحاب الغار الثلاثة باعمالهم الصالحة.

سوال:۔ کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب انبیاء و صالحین سے توسل کرے؟ میں بعض علماء کے اس قول پر مطلع ہوا ہوں کہ اولیاء سے توسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں دعاء کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور میں نے دیکھا کہ بعض علماء اس کے خلاف ہیں۔ اس مسئلہ میں شریعت کا حکم کیا ہے؟

جواب:۔ ولی ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اس سے ڈرے، اللہ تعالیٰ نے جس کا امر فرمایا ہے وہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون (سن لو، بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں)، اور جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا اس سے باز رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے اولیاء سے توسل کرنے کی چند قسمیں ہیں:۔

اول:۔ یہ ہے کہ انسان ولی سے اس کی حیات میں یہ مانگے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے وسعت رزق، مرض سے شفا، یا ہدایت و توفیق وغیرہ کی دعا کرے۔ یہ جائز ہے۔ بعض صحابہ (کرام) کا بارش کے نہ ہونے کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقاء فرمانے کا سوال کرنا اسی میں سے ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے اتارنے کی دعاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی اور ان لوگوں پر پانی اتارا۔ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں صحابہ (کرام) کا (حضرت) عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء کرنا اور اللہ تعالیٰ سے بارش کے ہونے کی دعاء کرنے کے لئے آپ سے سوال کرنا بھی اسی میں سے ہے۔ (حضرت) عباس نے اپنے رب سے دعا فرمائی اور صحابہ نے آپ کی دعاء پر "آمین" کہا۔ یہ بھی اسی میں سے ہے اور اس قسم کے دوسرے واقعات بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئے، جن میں مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے یہ سوال پایا گیا کہ وہ اس کے نفع کے لئے یا ضرر کے زائل ہونے کے لئے رب تعالیٰ سے دعاء کرے۔

ثانی:۔ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے نبی کی محبت، ان کے اتباع، اور اسکے اولیاء کی محبت سے توسل کرتا ہوا اسے اس طرح پکارے کہ "اے اللہ، میں تیرے نبی کی محبت، ان کے اتباع اور تیرے اولیاء کی محبت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے یہ عطا فرمائے"۔ یہ جائز ہے۔ اس لئے کہ یہ بندہ کا اپنے رب کی طرف اپنے عمل صالح سے توسل ہے۔ یہ جو ثابت ہے کہ تینوں اصحاب غار نے اپنے اعمال صالحہ سے توسل کیا، اسی میں سے ہے۔

الثالث: ان يسأل الله بجاه انبيائه او ولی من اولیائه بان یقول: اللهم اسألك بجاه نبيك او بجاه الحسين مثلاً فهذا لا يجوز، لان جاه اولياء الله وان كان عظيما عند الله وخاصه حبيبنا محمد صلى الله عليه وسلم غير انه ليس سببا شرعيا ولا عاديا لاستجابة الدعاء، ولهذا اعدل الصحابة حينما اجدبوا عن التوسل بجاهه صلى الله عليه وسلم فی دعاء الاستسقاء الى التوسل بدعاء عمه العباس مع ان جاهه عليه الصلاة والسلام فوق كل جاه، ولم يعرف عن الصحابة رضى الله عنهم انهم توسلوا به صلى الله عليه وسلم بعد وفاته وهم خير القرون واعرف الناس بحقه واحبهم له۔

الرابع: ان يسأل العبد ربه حاجته مقسما بوليه او نبيه او بحق نبيه او اولیائه بان یقول: اللهم انی اسألك كذا بوليك فلان او بحق نبيك فلان فهذا لا يجوز فان القسم بالمخلوق على المخلوق ممنوع وهو على الله الخالق اشد منعا ثم لا حق لمخلوق على الخالق بمجرد طاعته له سبحانه حتى يقسم به على الله۔

-۲-

هذا هو الذی تشهد له الادلة و هو الذی تصان به العقيدة الاسلامية و تسد به ذرائع الشرك - وصلى الله على نبينا محمد و آله وصحبه وسلم" ۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء

عضو	عضو	نائب الرئيس	الرئيس
عبد الله بن منيع	عبد الله بن غديان	عبد الرزاق عفيفی	عبد العزيز بن عبد الله بن باز

ثالث:۔یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے انبیاء یا اس کے اولیاء میں سے کسی ولی کے جاہ کے وسیلہ سے مثال کے طور پر اس طرح سوال کرے کہ "اے اللہ، میں تیرے نبی یا (امام) حسین کے جاہ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں"۔ یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اولیاء اللہ کا جاہ اور بالخصوص ہمارے حبیب (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جاہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہے، پھر بھی یہ دعاء کے مستجاب ہونے کے لئے نہ سبب شرعی ہے، نہ سبب عادی ہے۔ اسی لئے خشک سالی کے زمانے میں صحابہ نے دعاء استسقاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ سے توسل کرنے سے آپ کے چچا (حضرت) عباس کی دعاء سے توسل کرنے کی طرف عدول فرمایا، حالانکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جاہ ہر جاہ سے بلند تر ہے۔ (حضرات) صحابہ (کرام) رضی اللہ عنہم سے یہ معروف نہیں ہے کہ آپ حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل کیا ہو، حالانکہ آپ حضرات خیر القرون ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

رابع:۔یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ولی، نبی، حقِ نبی، یا حقِ اولیاء کی قسم کے ساتھ اپنے رب سے اپنی حاجت کے پورے ہونے کا اس طرح سوال کرے کہ "اے اللہ، میں تیرے ولی (حضرت) فلاں یا تیرے نبی (حضرت) فلاں کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں"۔ یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ مخلوق پر مخلوق کی قسم ممنوع ہے، اور یہ خدائے خالق پر بہت زیادہ ممنوع ہے۔ پھر مخلوق کے محض خالق کی طاعت کرنے کی وجہ سے خالق پر مخلوق کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس کی قسم جائز ہو جائے۔

-۲-

یہ وہ ہے جس پر دلیلیں شاہد ہیں، اور یہ وہ ہے جس سے عقیدۂ اسلامیہ کی حفاظت کی جاتی ہے اور جس سے شرک کے ذرائع بند کئے جاتے ہیں۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم"

مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء

رئیس	نائب رئیس	رکن	رکن
عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز	عبدالرزاق عفیفی	عبداللہ بن غدیان	عبداللہ بن منیع

ختم
الرئاسة العامة لادارات البحوث العلمية والافتاء
والدعوة والارشاد
ادارات البحوث العلمية والافتاء

والیکم الآن جوابي على الاستفتاء رقم ا الذی
کان ارسل الیّ اخونا الاستاذ محمد علی جناح الحبیبی المدرس
بالجامعة الحبیبیة الہٰ آباد وقد مرّ۔
الجواب على الاستفتاء رقم ا

جواب المرتب

۴۸۶
۹۲

الجواب

واللہ تعالیٰ ہو الملہم للصواب

قال اللہ تعالیٰ یٰأیہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ
وابتغوا الیہ الوسیلۃ وہذا یدل
علی کون التوسل جائزا ومشروعا ولا ینافی ما
قال قتادۃ او غیرہ فی تفسیر ہذہ الآیۃ کون التوسل
بالانبیاء والمرسلین علیہم السلام امرا مرضیا
داخلا فی الاعمال الصالحۃ وروی البخاری عن
سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قال من
عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب وما تقرب الیّ عبدی
بشیئ احب الیّ مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب

مہر
ریاست عامہ برائے ادارات ابحاث علمیہ وافتار
ودعوت وارشاد
ادارات ابحاث علمیہ وافتار

اب آپ حضرات کے سامنے بندہ کا وہ جواب ہے جو اس استفتاء ۱ پر ہے جسے ہمارے بھائی استاذ محمد علی جناح صاحب حبیبی، مدرس، جامعہ حبیبیہ، الہ آباد نے بندہ کے پاس بھیجا تھا۔ یہ استفتاء ۱ بھی اس سے پہلے گذر چکا ہے۔

استفتاء ۱ پر جواب

مرتّب کا جواب

۷۸۶
۹۲

الجــــــــواب
والله تعالیٰ ھو الملھم للصواب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) ۔ یہ توسل کے جائز اور مشروع ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت قتادہ وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ کہا ہے وہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے کے پسندیدہ امر ہونے اور اعمال صالحہ میں داخل ہونے کے منافی نہیں ہے۔ بخاری نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی بے شک میں نے اس سے جنگ کے لئے اعلان کر دیا، اور میرے بندہ نے میری طرف کسی ایسے امر کے ساتھ قربت نہ پائی جو اس پر میرے فرض کئے ہوئے امر سے مجھے زیادہ محبوب ہو، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ میری طرف قربت ڈھونڈتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرتا ہوں، میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں

الیّ بالنوافل حتی احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصربہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سألنی لاعطینہ الحدیث وھذا یدل علی ان المتوسل اذا توسل الی اللہ بولی للہ وسأل ذلک الولی اللہ تعالیٰ ان یقضی حاجۃ ذلک المتوسل لقضی اللہ تعالیٰ حاجتہ علی ما یفیدہ التاکید لایقال ھذا فی الحیّ لا فی المیت فان من قال اللہ تعالیٰ فیہ کنت یدہ التی یبطش بہا ھل یموت بحیث ینقطع عنہ جمیع ما یجوز لہ فی حیاتہ الظاھرۃ وکیف یقول ذلک وھابی و قد قال امامھم عبد الرحمن بن حسن وھو حفید شیخھم ابن عبد الوھاب النجدی فی باب من جحد شیئا من الاسماء والصفات من ماسماہ قرۃ عیون الموحدین ولا یتم الایمان الا بقبول اللفظ بمعناہ الذی دل علیہ ظاھرا فان لم یقبل معناہ اوردّہ اوشکّ فیہ لم یکن مؤمنا بہ فیکون ھلاکا وھذا مع مافیہ یدل علی قدرۃ الولی العطائیۃ بعد مماتہ ایضا والذی یقال فیہ انہ میت اذا کان یجوز لہ ان یتلو القرآن فی قبرہ لما لایجوز لولی ان یسأل اللہ تعالیٰ لقضاء حاجۃ احد وھو فی قبرہ وروی الترمذی عن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباءہ علی قبر وھو لایحسب انہ قبر فاذا قبر انسان یقرأ سورۃ الملک حتی ختمہا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ضربت خبائی علی قبر وانا لا احسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقرأ سورۃ الملک حتی ختمہا فقال النبی

جس سے وہ پکڑتا ہے، اور وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور ضرور دوں گا الحدیث"۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ جب توسل کرنے والا اللہ کی جانب ولی اللہ سے توسل کرے گا اور وہ ولی اللہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ وہ اس توسل کرنے والے کی حاجت کو پورا فرمادے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو ضرور پورا فرمائے گا جیسا کہ "لاعطینّہ" کا صیغہ تاکید افادہ کرتا ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ یہ زندہ کے بارے میں ہے، میت کے بارے میں نہیں، اس لئے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "میں اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے" کیا وہ ایسا مر جائے گا کہ وہ تمام امور اس سے منقطع ہو جائیں گے جو اس کی حیات ظاہری میں ان سے ہوتے تھے؟ کوئی وہابی ایسا کیسے کہہ سکتا ہے جبکہ وہابیہ کے امام ان کے شیخ ابن عبدالوہاب نجدی کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن نے اپنی "قرۃ عیون الموحدین" کے باب "من جحد شیئا من الاسماء والصفات" (جس نے باری تعالیٰ کے اسماء وصفات میں سے کسی شئی کا انکار کیا) میں کہا ہے کہ "جب تک لفظ کو اس کے اس معنیٰ کے ساتھ قبول نہ کیا جائے جس پر وہ ظاہراً دلالت کرتا ہے، ایمان کامل نہ ہوگا، اگر اس کے معنیٰ کو قبول نہ کرے یا اسے رد کرے، یا اس میں شک کرے تو وہ مؤمن نہ ہوگا، تو ہلاک ہوگا۔" جو کچھ اس میں ہے (اس صورت میں بسا اوقات کفر ہو جاتا ہے) اس کے باوجود یہ ولی کی وفات کے بعد بھی اسکی قدرت عطائی پر دلالت کرتا ہے۔ جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ "یہ میت ہے" جب اس سے یہ ہو جاتا ہے کہ اپنی قبر میں قرآن کی تلاوت کرے، تو یہ ولی سے کیوں نہیں ہو سکتا کہ اپنی قبر میں کسی کی حاجت کے پورے ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے؟ ترمذی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ "اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صاحب نے ایک قبر پہ اپنا خیمہ قائم کیا۔ وہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ یہ قبر ہے۔ دیکھا تو ایک آدمی کی قبر ہے۔ وہ سورۂ ملک پڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔ تب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، میں نے ایک قبر پہ اپنا خیمہ نصب کیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ قبر ہے۔ دیکھا تو اس میں ایک آدمی سورۂ ملک پڑھ رہا تھا، یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔ اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ روکنے والا ہے، یہ نجات دینے والا ہے، یہ اسے عذاب قبر سے نجات

صلی اللہ علیہ وسلم ھی المانعۃ ھی المنجیۃ وتنجیہ
من عذاب القبر ھذا حدیث غریب من ھذا الوجہ
فان تکلم فی سندہ قیل قد قال ابن قیم الذی ھو امام من
ائمۃ النجدیۃ الوھابیۃ الغیر المقلدین الضالین فی کتابہ الذی
صنفہ فی احکام الروح وقد حدثنی غیر واحد ممن کان غیر مائل
الی شیخ الاسلام ابن تیمیۃ انہ راٰہ بعد موتہ وسألہ عن شئ
کان یشکل علیہ من مسائل الفرائض وغیرھا فاجاب بالصواب
لماذا اعتمد ابن قیم علی ھذا القول واوردہ فی کتابہ وکیف امکن
لابن تیمیۃ الذی ھو مطعون فی الایمان فضلا عن العلم فان ان یدفع
ذلک الاشکال ویجیب عن سؤالہ بالصواب وھو میت ھل کفر احد
من الوھابیۃ الذین یحکمون علی التوسل بالکفر والشرک ویرون
من استغاث بالانبیاء او الاولیاء مشرکا ابن قیم الذی اعتمد علی
ھذا القول واوردہ فی کتابہ وھو ینجر الی الکفر والشرک علی
ماھم علیہ فان لم یکفروہ فما ھو سبب ذلک ویلزم علیھم ان
یکفروہ الاٰن حتی یشتھر تکفیرھم ایاہ فان قیل ھذا فی المنام
قیل وقد صدقت الرؤیا ایضا وقد قال ابن قیم المذکور
فی ذلک الکتاب وقد تواترت الرؤیا فی اصناف بنی اٰدم
علی فعل الارواح بعد موتھا مالا تقدر علی مثلہ حال
اتصالھا بالبدن من ھزیمۃ الجیوش الکثیرۃ بالواحد
والاثنین والعدد القلیل وکم رئی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ
ابوبکر وعمر فی النوم قد ھزمت ارواحھم عساکر الکفر والظلم فاذا
بجیوشھم مغلوبۃ مکسورۃ مع کثرۃ عددھم وعددھم وضعف المؤمنین
وقلتھم وقد قال ابن قیم فاذا تواطأت رؤیا المؤمنین علی شئ کان
کتواطؤ روایتھم لہ وکتواطؤ رأیھم علی استحسانہ واستقباحہ
وماراٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وماراٰوہ قبیحا فھو

دے گا" (اسے روایت کرکے ترمذی نے کہا) اس طریق سے یہ حدیث غریب ہے۔ اگر اس کی سند کے بارے میں
کلام کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ گمراہ غیر مقلد نجدی وہابیوں کے اماموں میں سے ایک امام ابن قیم نے احکام
روح میں تصنیف کی ہوئی اپنی کتاب میں کہا ہے کہ "بہت سے ایسے لوگوں نے جو کہ (نام نہاد) شیخ الاسلام
ابن تیمیہ کی طرف مائل نہ تھے مجھ سے کہا ہے کہ انہوں نے انہیں ان کی موت کے بعد دیکھا اور رسائل فرائض
وغیرہ میں سے کچھ ایسی باتوں کے بارے میں ان سے پوچھا جو انہیں مشکل معلوم ہو رہی تھیں۔ انہوں نے
صحیح جواب دے دیا" ابن قیم نے اس قول پر کیوں اعتماد کیا اور کیوں اسے اپنی کتاب میں ذکر کیا؟
اور عرفان سے دور، ایمان میں مطعون ابن تیمیہ کیلئے اس اشکال کا دور کرنا اور اس کے سوال کا صحیح
جواب دینا کیسے ممکن ہو گیا جبکہ وہ مردہ تھا۔ کیا توسل پر کفر و شرک کا حکم کرنے والے اور انبیاء کرام علیہم
السلام اور اولیاء عظام قدست اسرارہم سے استعانت کرنے والے کو مشرک قرار دینے والے وہابیہ میں سے
کسی نے اس ابن قیم کی تکفیر کی جس نے اس قول پر اعتماد کیا اور اسے اپنی کتاب میں رکھا، جبکہ یہ ان کے
قول کی بنا پر کفر و شرک کی طرف کھینچ جاتا ہے؟ اگر تکفیر نہیں کی تو اس کا سبب کیا ہے؟
ان پر لازم ہے کہ وہ اب اس کی تکفیر کریں یہاں تک کہ ان کا اس کی تکفیر کرنا مشہور ہو جائے۔
اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو خواب کی بات ہے، تو یہ کہا جائے گا کہ خواب سچا بھی تو ہو چکا
ہے۔ مذکور ابن قیم ہی نے اسی کتاب میں کہا ہے "موت کے بعد ارواح کے ایک
سے، دوسے، اور عدد قلیل سے کثیر لشکروں کو شکست دینے ایسے فعل کے بارے میں، جس پر
وہ بدن سے متصف ہونے کی حالت میں قادر نہیں ہوتی ہیں، اصناف بنی آدم میں خواب
متواتر ہے۔ کتنی بار خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا گیا ہے کہ آپ کے
ساتھ (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر ہیں اور آپ حضرات کی ارواح نے کفر و ظلم کے
لشکروں کو شکست دے دی ہے۔ اور دیکھو تو واقعی وہ کفر و ظلم کے لشکر اپنی تعداد
اور سامان حرب کی کثرت اور مسلمانوں کے ضعف اور قلت کے باوجود مغلوب و مکسور
ہیں" ابن قیم نے یہ بھی کہا ہے کہ "کسی شئے کے بارے میں مؤمنین کے خوابوں کا ایک دوسرے
کے موافق ہو جانا ان کی اس امر کی روایتوں کے ایک دوسری کے موافق ہو جانے اور
اس امر کے حسن یا قبیح ہونے کے بارے میں ان کی رایوں کے ایک دوسری کے موافق ہو جانے
کی طرح ہیں، اور جسے مسلمان لوگ حسن جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حسن ہے، اور جسے
مسلمان لوگ قبیح جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبیح

عند الله قبيح ماذا يقول الوهابية هل يكفرون ابن قيم وهؤلاء الوهابية قد اطمئنت بصائرهم فلذلك يستدلون على عدم جواز التوسل بالآيات التي نزلت في المشركين ويقولون ان التوسل يجوز بالايمان والتقوى والاعمال الصالحة دون غيرها من النفوس والذوات هل لايكون الرجوع الى من قال الله تعالى فيه كنت يده التي يبطش بها رجوعا الى الله تعالى في الحقيقة ومن الاعمال الحسنة يقول هؤلاء الخبثاء ان التوسل الى الله تعالى باشخاص المخلوقين عمل المشركين هل كان المشركون يتوسلون الى الله تعالى بالمخلوقين ولم يكونوا يعبدونهم اوكان المشركون الذين كانوا يتوسلون الى الله تعالى بذوات الصالحين كانوا يتوسلون بهم فقط ولم يكونوا يعبدونهم وقد روى البخاري عن سيدنا ابي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه انه قال النبي صلى الله عليه وسلم تدعى اليهود فيقال لهم من كنتم تعبدون قالوا كنا نعبد عزير بن الله ويدعى النصارى فيقال لهم من كنتم تعبدون قالوا كنا نعبد المسيح بن الله وعبادة مشركي الجاهلية اوثانهم مشهورة لا تخفى على احد فان قيل ان المجوزين التوسل بالانبياء والمرسلين وغيرهم من الصالحين يستدلون بالاحاديث الضعاف قيل ان النصوص التي ذكرت آنفا تدل على جوازه ومشروعيته ولم يقم دليل من بعد على كونه منهيا وان كان بعض الاحاديث ضعيفا فتلك الاحاديث الضعاف تظهر فضيلة التوسل وقد ثبت جوازه ومشروعيته فان قيل انك لست بمجتهد فكيف تستدل على جواز التوسل قيل انما نبين ما هو ثابت ويقول الوهابية لم يتوسل احد من الصحابة والتابعين رضي الله تعالى عنهم بالانبياء والمرسلين عليهم السلام مستدلين بما في الصحيح للبخاري عن سيدنا انس رضي الله تعالى عنه ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان اذا قحطوا

کیا ابن قیم کی تکفیر کریں گے ؟ ان وہابیوں کی بصیرت بے نور ہو گئی ہے۔ اسی لئے یہ لوگ ان آیات کریمہ سے توسل کے ناجائز ہونے پر استدلال کرتے ہیں جو مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، اور یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ توسل ایمان، تقویٰ اور اعمال صالحہ سے جائز ہے، نفوس و ذوات سے نہیں۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "میں اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے" کیا اس کی طرف رجوع کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا نہیں ہے، اعمال حسنہ میں سے نہیں ہے ؟ یہ خبیث لوگ کہتے ہیں کہ مخلوق اشخاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف توسل کرنا مشرکین کا عمل ہے۔ کیا مشرکین صرف مخلوقوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف توسل کرتے تھے اور ان کی عبادت نہیں کرتے تھے ؟ یا وہ مشرکین جو اللہ تعالیٰ کی جانب ذوات صالحین سے توسل کرتے تھے، صرف توسل ہی کرتے تھے، ان کی عبادت نہیں کرتے تھے ؟ بخاری نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "یہود کو بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا تم لوگ کس کی عبادت کرتے تھے۔ کہیں گے ہم عزیر بن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ اور نصاریٰ کو بلایا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا تم لوگ کس کی عبادت کرتے تھے۔ کہیں گے ہم مسیح بن اللہ کی عبادت کرتے تھے۔" اور جاہلیت کے زمانے کے مشرکین کا اپنے بتوں کی عبادت کرنا مشہور ہے، کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انبیاء و مرسلین اور صالحین سے توسل کو جائز کہنے والے ضعیف حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں، کہا جائے گا کہ جن نصوص کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ توسل کے جائز ہونے اور مشروع ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اور توسل کے منہی ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں رہ سکی ہے۔ اگر بعض حدیثیں ضعیف ہیں تو وہ ضعیف حدیثیں توسل کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں اور اس کے جواز و مشروعیت ثابت ہو چکے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ تم مجتہد تو نہیں ہو، پھر تم کیسے توسل کے جواز پر استدلال کرتے ہو، تو یہ کہا جائے گا کہ ہم اس امر کو ظاہر کرتے ہیں جو کہ ثابت ہے۔ یہ وہابی لوگ صحیح بخاری کی سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت "جب لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استسقاء فرمایا اور اس طرح عرض فرمایا کہ اے اللہ، ہم تیری جانب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب فرماتا تھا اور اب ہم تیری جانب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکرم چچا سے توسل کرتے ہیں، تو ہمیں

استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون یا ھٰؤلاء اھذا یدل علی عدم جواز التوسل بالانبیاء علیھم السلام بعد وفاتھم یدل ھذا علی جواز التوسل بغیر النبی بل فی ھذا الحدیث التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ وبغیر النبی ایضا فان عدول سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من الفاظ "بعباس بن عبد المطلب" الی قولہ "بعم نبینا" یدل علی ذلک فان قیل ان الناس یتجاوزون الحد الشرعی فی التوسل و یلزم علی المعتقد بالتوسل بالانبیاء و الاولیاء ان لا یعتقد وجوب الاجابۃ علی اللہ تعالیٰ بالتوسل و لا الاعانۃ منھم و لا یسوّی اسماء ھم باسمائہ تعالیٰ قیل نعتقد انہ لا یجب علی اللہ شئ لا وجوب الاجابۃ و لا غیرہ ونعتقد انھم یعینوننا بمعنی انہ اعطاھم اللہ تعالیٰ قدرۃ علی اعانتنا لا انھم یقدرون علی ان یعینوننا بالذات بل نعتقد انہ لا یستطیع احد من الخلق ان یفعل شیئا بالذات فان کان ھذا ھو الشرک فیلزم ان یکون اللہ تعالیٰ معلِّم الشرک فانہ تعالیٰ قد حکی فی القران قول سیدنا ذی القرنین اعینونی بقوۃ فان کانت الاستعانۃ مطلقا بمعنی مایشمل استعانۃ المعتقد فی غیر اللہ تعالیٰ القدرۃ العطائیۃ علی الاعانۃ شرکا لکان سیدنا ذو القرنین مشرکا ولکان اللہ تعالیٰ معلّم الشرک حیث حکی ھذا القول ولم ینکر علیہ فان قیل ھذا فی الحیّ وفی الامور العادیۃ قیل لا فرق فی ھذا الباب بین الحیّ والمیت وبین الامور العادیۃ وخوارق العادات فانا نعتقد انہ لا مؤثر حقیقۃ الا اللہ تعالیٰ والذی

سیراب فرما، تو وہ لوگ سیراب ہوتے تھے" سے دلیل پکڑ کر یہ کہتے ہیں کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل نہیں کیا۔ اے لوگو، کیا یہ انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد آپ حضرات سے توسل کرنے کے ناجائز ہونے پر دلالت کرتا ہے؟ یہ تو غیر نبی سے توسل کرنے کے جواز پر دلالت کرتا ہے، بلکہ اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل ہے، اور غیر نبی سے بھی۔ اس لئے کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا الفاظ "حضرت عباس بن عبد المطلب سے" سے اپنے قول "ہمارے اپنے نبی کے چچا سے" کی طرف عدول کرنا اس پر دلالت کرتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ لوگ توسل کرنے میں حد شرعی سے تجاوز کر جاتے ہیں، اور انبیاء و اولیاء سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے پر لازم ہے کہ توسل سے اللہ تعالیٰ پر اجابت دعاء کے واجب ہونے کا اعتقاد نہ رکھے، آپ حضرات کی اعانت کا اعتقاد نہ رکھے، اور آپ حضرات کے مبارک ناموں کو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کے برابر نہ ٹھہرائے، تو یہ کہا جائے گا کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شئی واجب نہیں ہے، نہ اجابت دعاء، نہ کوئی اور شئی۔ ہم تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ حضرات بایں معنیٰ ہماری مدد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اعانت پر آپ حضرات کو قدرت بخشی ہے، یہ نہیں کہ آپ حضرات بالذات ہماری مدد پر قادر ہیں۔ بلکہ ہم تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مخلوقات میں سے کوئی بالذات کسی فعل پر قادر نہیں ہے۔ اگر یہی شرک ہے تو یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معلّم شرک ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سیدنا ذوالقرنین کے قول اعینونی بقوۃ (میری مدد طاقت سے کرو) کی حکایت فرمائی ہے۔ اگر مطلقاً استعانت جو کہ غیر اللہ میں اعانت کرنے کی قدرت عطائی کے معتقد کی استعانت کو شامل ہے، شرک ہو تو سیدنا ذوالقرنین مشرک ہوئے اور اللہ تعالیٰ معلّم شرک ہوا کہ اس نے اس قول کی حکایت فرمائی اور اس پر انکار نہیں فرمایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ تو زندہ اور امور عادیہ کے بارے میں ہے، تو یہ کہا جائے گا کہ اس باب میں زندہ اور میت کے درمیان اور امور عادیہ و خوارق عادات (معجزات و کرامات) کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اس لئے کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقۃً مؤثر نہیں ہے، اور جیسے انبیاء

یسمّٰی بتاثیر الانبیاء و الاولیاء انما ھو بمعنی کان نکان فقط وھذا مذھب اھل السنۃ السنیۃ اما الوھابیۃ فالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیھم السلام شرک عندھم ومایرتکب اکابرھم من الکفر والشرک فھو حسن عندھم واذا قُتل احد منھم عدوہ من الشھداء وان کان ارتکب الکفر او الشرک انظروا الی ھؤلاء الخبثاء وضع الامیر الفیصل الازھار علی سمادھی[عہ] غاندی ایام کونہ رئیس الوزراء فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ کما فی مجلۃ دین دنیا التی تصدر بدھلی لیولیو سنۃ ۱۹۵۵ م واذا قتل بعد ماصار ملک المملکۃ العربیۃ السعودیۃ جعلوہ شھیدا وقالوا فیہ کان المغفور لہ جلالۃ الملک فیصل مؤمنا قوی الایمان شدید التمسک بالدین یعمل من اجل نشرہ ومن اجل توحید کلمۃ المسلمین و استشھد یرحمہ اللّٰہ و لقّبوہ بالامام الشھید وشھید الاسلام و الشھید الحیّ کما فی مجلۃ رابطۃ العالم الاسلامی التی تصدر بمکۃ المکرمۃ لشھر ربیع الاٰخر سنۃ ۱۳۹۵ ھ - ھل تاب الفیصل عن ھذا؟ ھل اشتھرت توبتہ؟ وما ھو الدلیل علی توبتہ واشتھارھا؟ والّا فھل کفّرہ احد من الوھابیۃ؟ فان کفّروہ فکیف جعلوہ شھیدا؟ لا، لا، ماکفّروہ ولکنھم جعلوہ شھیدا بعد ما قتل - فما ھو سبب ھذا؟ وھل یکفّرونہ الاٰن حتی یشتھر تکفیرھم ایاہ؟ و الّا فلیعلموا ان لھم عذابا الیما و شدیدا وعظیما - ھل الھھم سمادھی غاندی فیعظمونہ مع انھم یجعلون المتوسل بالانبیاء والمرسلین علیھم السلام مشرکا؟ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ھذا واللّٰہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

عہ اذا مات احد من الھنود وکیّۃ احرقوہ فان کان احدا من کبرائھم وضعوا شیئا من رمادہ ورفعوا علیہ بناء یقال لہ سمادھی باللغۃ الھندیۃ ۱۲۔

و اولیاء کی تاثیر کہا جاتا ہے، وہ فقط " یہ ہوا تو وہ ہوا " کے معنیٰ میں ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ لیکن وہابیہ کے نزدیک انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنا شرک ہے اور ان کے اکابر جو کفر یا شرک کریں وہ ان کے نزدیک حسن ہے۔ ان میں سے اگر کوئی قتل کر دیا جائے تو اسے شہداء میں سے شمار کریں اگرچہ کفر یا شرک کا ارتکاب کیا ہو۔ ان خبیثوں کو دیکھو۔ امیر فیصل نے سعودی عرب کا وزیر اعظم رہنے کے زمانے میں گاندھی سمادھی پر پھول چڑھائے جیسا کہ دہلی سے شائع ہونے والے رسالہ دین دنیا کے جولائی ۱۹۵۵ء کے شمارہ میں ہے۔ سعودی عرب کا شاہ ہونے کے بعد جب وہ قتل کر دیا گیا اسے ان وہابیہ نے شہید بنالیا اور اس کے بارے میں کہا " مرحوم شاہ فیصل پختہ ایمان والے مسلمان تھے، دین کو مضبوطی سے پکڑنے والے تھے، وہ تبلیغ دین اور توحید کلمۂ مسلمین کی خاطر عمل کرتے تھے، اور شہید کر دیئے گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے" اور اسے امام شہید، شہید اسلام، اور زندہ شہید کے القاب دیئے، جیسا کہ مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے رسالہ رابطۃ العالم الاسلامی کے ربیع الآخر ۱۳۹۵ھ کے شمارہ میں ہے۔ کیا فیصل نے اس سے توبہ کر لی؟ کیا اس کی توبہ مشہور ہوئی؟ اس کے توبہ کرنے اور اس کی توبہ کے مشہور ہونے کی کیا دلیل ہے؟ ورنہ کیا وہابیہ میں سے کسی نے اس کی تکفیر کی؟ اگر اس کی تکفیر کی تو اسے شہید کیسے بنالیا؟ نہیں، نہیں، ان لوگوں نے اس کی تکفیر نہیں کی۔ بلکہ اس کے قتل کر دیئے جانے کے بعد اسے شہید بنالیا۔ اس کا سبب کیا ہے؟ کیا وہابیہ اب اس کی تکفیر کریں گے یہاں تک کہ ان کا اس کی تکفیر کرنا مشہور ہو جائے؟ ورنہ یہ وہابیہ جان لیں کہ ان کے لئے شدید و عظیم عذاب الیم ہے۔ کیا ان کا معبود گاندھی سمادھی ہے کہ اس کی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ وہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کرنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں؟ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اسے اخذ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

رقمہ

الفقیر محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی غفرلہ

خادم صدارة المدرسین

بالجامعة الحبیبیة الہ آباد

۲۸/ ۱/ ۱۴۰۰ھ

ولیعلم انی راسلت الحکومة الهندیة حیث کنت ثقة من منظمة آل اندیا تبلیغ سیرة فرع اتربردیش فی ظلم الحکومة العربیة السعودیة شیخنا المخدوم قدس سرہ فی شهر ذی القعدة وشهر ذی الحجة سنة تسع وتسعین بعد الالف وثلثمائة بایذاءہ فی السجن وعدم تمکینه من الحج وترحیله الی الهند قبل الحج فاعلمتنی وزارة الخارجیة الهندیة بان مولانا الفقیر[عہ] محمد حبیب الرحمٰن القادری کان قبض علیه فی المملکة العربیة السعودیة فی شهر سبتمبر[عہ] سنة ۱۹۷۹م وکان أطلق الیوم السابع والعشرین من شهر اکتوبر سنة ۱۹۷۹م بامر خاص من ملک المملکة العربیة السعودیة وبان القبض علیه کان تبع امتناعه عن اداء الصلوٰة خلف امام المسجد النبوی بالمدینة المنورة وبان القبض علیه نتج من الاختلافات بینه وبین السُّلطة الدینیة السعودیة۔ ثم ارسلت خطابا الی السفیر السعودی بدهلی من تلک الحیثیة وطلبت منه تثبیت ان مولانا الفقیر محمد حبیب الرحمٰن القادری کان اطلق بامر خاص من ملک المملکة العربیة السعودیة فی الواقع فجاء فی الجواب من السفیر السعودی وهو کما یأتی:-

رسالة السفیر السعودی بدهلی الی المرتب

عہ کان الشیخ المخدوم قدس سرہ یکتب لفظ "الفقیر" ایضًا فی توقیعاته - ۱۲

عہ هذا غلط۔ انما کان قبض علیه فی شهر اکتوبر - ۱۲

رقمہ

فقیر محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی غفرلہ
خادم صدارۃ المدرسین
جامعہ حبیبیہ الہ آباد

۲۸/۱/۱۴۰۰ھ

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ سعودی عرب کی حکومت کے ہمارے شیخ مخدوم قدس سرہ یہ ذی قعدہ و ذی الحجہ ۱۳۹۹ھ میں آپ کو قید خانہ میں ایذا رپہنچا کر، حج کرنے سے روک کر اور حج سے پہلے ہندوستان بھیج کر ظلم کرنے کے بارے میں بندہ نے جماعت آل انڈیا تبلیغ سیرت شاخ اترپردیش کا ایک ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے ہندوستان کی حکومت سے مراسلہ کیا۔ ہندوستان کی وزارت خارجیہ نے بندہ کو یہ اطلاع دی کہ "مولانا فقیر عہ محمد حبیب الرحمٰن قادری کو سعودی عرب میں ستمبر عہ ۱۹۷۹ء میں گرفتار کیا گیا تھا اور ان کو ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو سعودی عرب کے شاہ کے مخصوص حکم سے رہا کردیا گیا۔ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے امام کے پیچھے نماز نہ ادا کرنے کی وجہ سے انکی گرفتاری ہوئی اور ان کی گرفتاری ان کے اور سعودی عرب کے مستند علمائے دین کے درمیان اختلافات کا نتیجہ تھی" پھر بندہ نے دہلی میں مقیم سعودی عرب کے سفیر کو اسی حیثیت سے ایک خط لکھا اور ان سے اس بات کی تصدیق طلب کی کہ واقعی مولانا فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری سعودی عرب کے شاہ کے مخصوص حکم سے رہا کئے گئے تھے۔ سعودی عرب کے سفیر صاحب کا جواب بندہ کو ملا اور وہ یہ ہے :-

سفیر سعودی دہلی کا خط مرتب کے نام

عہ حضور شیخ مخدوم قدس سرہ اپنے دستخطوں میں لفظ "فقیر" نہیں لکھتے تھے۔ ۱۲

عہ یہ غلط ہے۔ آپ کو اکتوبر میں گرفتار کیا گیا تھا۔ ۱۲

عکس

MINISTRY OF FOREIGN AFFAIRS
Royal Embassy of the
Kingdom of Saudi Arabia
New Delhi — 110014

No. 2/2/6/971
Dated 13th May, 1980

Mr. M. Ashiqurrahman.
All India Tableegh-e-Seerat,
Uttar Pradesh.
140, Attersuiya,
ALLAHABAD. 3

Dear Sir:

This is with reference to your letter dated 1st May, 1980, regarding release of Maulana Faqir

---

عس ترجمۃ ھذا الخطاب الی العربیۃ ھکذا :—

وزارۃ الخارجیۃ
السفارۃ الملکیۃ
للملکۃ العربیۃ السعودیۃ
نیودھلی - ۱۱۰۰۱۴

رقم: ۲/۲/۶/۹۷۱
التاریخ : ۱۳/مایو/۱۹۸۰

سیدی م - عاشق الرحمٰن
آل انڈیا تبلیغ سیرۃ
اتر بردیش
۱۴۰، اتر سئیا
اللہ آباد - ۳

سیدی الاعز :

اشارۃ الی خطابک المورخ الیوم الاول من شھر مایو سنۃ

وزارت خارجیہ
سفارت شاہی
مملکت عربیہ سعودیہ
نیو دہلی - ۱۱۰۰۱۴

نمبر ۲/۲/۶/۹۷۱
تاریخ ۱۳ر مئی ۱۹۸۰ء

جناب ایم۔ عاشق الرحمٰن
آل انڈیا تبلیغ سیرت
اتر پردیش

۱۴۰ اترسئیا،
الہ آباد ۳

جناب محترم،

یہ مولانا فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری کی رہائی سے متعلق آپ کے

Mohammad Habibur Rahman Qadiri.

Please be advised that Maulana Qadiri was released by a special order of his Majesty King

Khaled Ben Abdul Aziz.

With kind regards,

Yours sincerely,

Sd. Saleh A. Al-Sugair

Ambassador

۱۹۸۰ ، بشأن اطلاق مولانا الفقیر محمد حبیب الرحمٰن القادری.

من فضلك ان تطلع علی ان مولانا القادری کان اطلق بامر خاص من جلالة الملك خالد بن عبد العزیز،

مع تحیات کریمة ،

باخلاص لك،

(التوقیع)

صالح - الصغیر

السفیر

فلما اخبر الشیخ المخدوم قدس سرہ ان السفیر السعودی ایضًا یقول بانه کان اطلق بامر خاص من ملك المملکة العربیة السعودیة قال کیف یکون هذا صحیحا فان نائب رئیس الاحکام بالمدینة المنورة لم یصدر قرارہ بسجنی و ما الامر بالاطلاق من دون الامر بالسجن ولو فرض ان الملك امر بالاطلاق فما هو الحاصل به فان نائب رئیس الاحکام

ارمئی ۱۹۸۰ء کے خط کے حوالے سے ہے۔

آپ براہ کرم اس پر مطلع ہوں کہ مولانا قادری جلالۃ الملک

خالد بن عبد العزیز کے ایک مخصوص حکم سے رہا کئے گئے تھے۔

تحیات کریمہ کے ساتھ،

آپ کا مخلص

دستخط صالح۔ اے۔ الصغیر
سفیر

جب حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کو یہ خبر ہوئی کہ سعودی عرب کے سفیر بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ کو سعودی عرب کے شاہ کے مخصوص حکم سے رہا کیا گیا تھا، فرمایا "یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے، اس لئے کہ مدینہ منورہ کے وہابی چھوٹے قاضی نے مجھے قید کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ قید کے حکم کے بغیر رہائی کے حکم کے کیا معنیٰ؟ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ شاہ نے میری رہائی کا حکم دیا تو اس سے کیا حاصل ہوا، اس لئے کہ وہابی چھوٹے قاضی نے صرف مجھے حج سے روکنے اور مجھے اپنے ملک میں بھیج دینے کا حکم کیا تھا۔ کیا شاہ کے اس حکم سے اس میں تخفیف ہوئی؟" اس کے بعد آپ نے بندہ کو حکم فرمایا کہ بندہ آپ کے خلاف قائم کئے ہوئے جرم کے الزام، آپ کے بیانات، وہابی چھوٹے

كان اصدر قراره بعدم تمكيني من الحج وترحيلي الى بلادي فقط هل حُقّق به شئ من ذلك ثم امرني لطلب صور الشكوىٰ بجرمه وبيانه والقرار الذى اصدره نائب رئيس الاحكام وامر الملك الخاص باطلاقه المصدقة فارسلت خطابا مسجلا الى السفير السعودى المذكور بنيو دهلى (رقم ۳۸۲۶ مكتب البريد كلياني تاريخ ۱۹۸۰/۶/۲ م) طالبا به الصور المصدقة المذكورة ومخبرا انى اؤدى الحقوق القضائية والبريدية بعد الاطلاع - فاستلمه احد فى السفارة السعودية بنيو دهلى ووقع بالاستلام اليوم الخامس من شهر يونيه سنة ۱۹۸۰م ولكن السفير السعودى المذكور ساكت الى الآن -

وبعد اشهر حضر الشيخ المخدوم قدس سره بغداد لزيارة غوث الثقلين سيدنا الشيخ عبد القادر الجيلانى رضى الله تعالىٰ عنه والاولياء العظام والعلماء الكبار الآخرين قدست اسرارهم ثم سافر الى العربية السعودية لاداء الحج وكنت معه فى كلا السفرين فحج حجته السادسة سنة الف واربعمائة ولم يحدث شئ من نوع ما من -

ولما اخبر الشيخ المخدوم قدس سره بعد رجوعه الى الهند بما اجاب به الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز الرئيس العام لادارات البحوث العلمية والافتاء والدعوة والارشاد المملكة العربية السعودية عن استفتائى اراد ان يرسل نفسه خطابا الى ملك المملكة العربية السعودية وان يعرض قضية ولكنه مرض وتوفى يوم الجمعة اليوم السادس من شهر جمادى الاولىٰ سنة ۱۴۰۱ھ قبل ان يفعل ذلك فارسلتُ انا ذلك الخطاب الى ملك المملكة العربية السعودية بالبريد الجوّى المسجّل (رقم ۳۵۳ مكتب البريد الله آباد تاريخ ۲۴-۳-۱۹۸۱م)

وصورته هكذا :-

قاضی کے فیصلے اور آپ کی رہائی کے لئے شاہ کے صادر کئے ہوئے مخصوص حکم کی تصدیق شدہ نقلیں طلب کرے۔ بندہ نے نئی دہلی میں مقیم سعودی عرب کے سفیر مذکور کو ایک رجسٹرڈ خط (نمبر ۳۸۲۶ ڈاک خانہ کلیانی تاریخ ۲/۶/۱۹۸۰ء) بھیجا۔ اس میں مذکور تصدیق شدہ نقلیں طلب کیں اور یہ لکھا کہ میں اطلاع کے بعد اس کی بابت دارالقضاء کی فیس اور ڈاک کا خرچ ادا کر دوں گا۔ نئی دہلی کے سعودی عرب کے سفارت خانہ میں کسی نے اس خط کو وصول کر لیا اور ۵ر جون ۱۹۸۰ء کو اکنالجمنٹ پر دستخط کر دیا۔ لیکن سعودی عرب کے مذکور سفیر صاحب آج تک خاموش ہیں۔

چند مہینوں کے بعد حضور شیخ مخدوم قدس سرہ حضور غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اولیاء عظام وعلماء کرام قدست اسرارہم کی زیارت کے لئے بغداد شریف حاضر ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے ادائے حج کے لئے سعودی عرب کا سفر فرمایا۔ ان دونوں سفروں میں بندہ آپ کے ساتھ رہا۔ اس طرح آپ نے ۱۴۰۰ھ میں چھٹا حج ادا فرمایا اور اس سے پہلے گذرے ہوئے واقعات کی طرح کوئی واقعہ نہیں پیش آیا۔

ہندوستان واپس تشریف لانے کے بعد جب حضور شیخ مخدوم قدس سرہ کو بندہ کے استفتاء پر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، رئیس عام، ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد، سعودی عرب کے دئے ہوئے جواب کی خبر ہوئی، آپ نے یہ ارادہ فرمایا کہ سعودی عرب کے شاہ کو ایک خط آپ خود بھیجیں گے اور ایک مقدمہ پیش فرمائیں گے۔ لیکن اس کے کرنے سے پہلے ہی آپ علیل ہوئے اور بتاریخ ۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ بروز جمعہ آپ کا وصال ہو گیا۔ تب بندہ نے وہ خط رجسٹرڈ ایئر میل (رجسٹریشن نمبر ۳۵۳ ڈاک خانہ الہ آباد تاریخ ۲۴-۳-۱۹۸۱ء) سے سعودی عرب کے شاہ کو روانہ کیا۔ اس کی نقل یہ ہے:-

رسالة المرتب الى ملك المملكة العربية السعودية

من محمد عاشق الرحمن القادری الحبیبی الی الملک خالد بن عبد العزیز ملک المملکة العربیة السعودیة

یاایها الملک!

اجیزونی ان اعرض ان شیخنا محمد حبیب الرحمن القادری زار المدینة المنورة عازما علی حجة فرض عن غیره فی شهر ذی القعدة سنة تسع وتسعین بعد الف وثلثمائة وکان لایؤدی الصلوٰة خلف الامام بالمسجد النبوی الشریف اثناء قیامه بالمدینة المنورة لاجل خلاف بینه وبین الامام فی العقائد فاخذه اهل الشرطة واحضروه بین یدی رئیس الاحکام الشرعیة بالمدینة المنورة الشیخ عبد العزیز بن صالح الذی نقل القضیة الی نائبه بعد ماضبط بیانه والاسف کل الاسف ان نائب رئیس الاحکام الشرعیة بالمدینة المنورة عدّه من المشرکین بسبب اعتقاده بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام حیث قال له ما للمشرک من الحج واصدر قراره بعدم تمکینه من الحج وترحیله الی بلاده وهاهوذا:-

القضیة\ امتناعه عن الصلوٰة مع الجماعة واعتقاده بالتوسل بالانبیاء والمرسلین وقد صدر بحقه القرار الشرعی / ۲۱۶۲ / ١٨/١٩ - ١١ - ١٣٩٩. بعدم تمکینه من الحج وترحیله الی بلاده -

وبعد صدور هذا القرار ادخلوه فی السجن واٰذوه فیه ما اٰذوا ورحلوه الی الهند لیلة السادس من شهر ذی الحجة.

ثم ارسلت استفتاء الی الرئیس العام لادارات البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد بالریاض وکان السؤال هذا:-
ماهو حکم الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم الصلوات

سعودی عرب کے شاہ کے نام مرتب کا خط

از محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی بمطالعہ شاہ خالد بن عبد العزیز شاہ مملکت عربیہ سعودیہ

اے شاہ،

مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ میں ہمارے شیخ محمد حبیب الرحمٰن قادری دوسرے شخص کی جانب سے حج فرض کا عزم کئے ہوئے مدینہ شریف پہنچے۔ آپ مدینہ منورہ میں قیام کے زمانے میں مسجد نبوی شریف کے امام کے پیچھے نماز نہیں ادا کرتے تھے اس لئے کہ آپ کے اور امام مذکور کے درمیان عقائد میں اختلاف تھا۔ پولس والوں نے آپ کو پکڑ لیا اور آپ کو مدینہ منورہ کے بڑے قاضی شیخ عبد العزیز بن صالح کے سامنے حاضر کر دیا۔ قاضی مذکور نے آپ کے بیان کے قلمبند ہو جانے کے بعد مقدمہ کو اپنے نائب کی طرف منتقل کر دیا۔ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ مدینہ منورہ کے چھوٹے قاضی نے آپ کے انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کے اعتقاد کی بنا پر آپ کو مشرکین میں سے شمار کیا کہ یہ کہا "مشرک کا حج کیسا" اور آپ کو حج سے روک دینے اور اپنے ملک میں بھیج دینے کا حکم کر دیا۔ وہ یہ ہے:۔

مقدمہ: اس شخص کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے باز رہنا اور انبیاء و مرسلین سے توسل کے درست ہونے کا اعتقاد رکھنا۔ اور اس کے حق میں یہ شرعی فیصلہ/۲۱۶۲/ ۱۸/۱۹ - ۱۱ - ۱۳۹۹ - صادر ہوا کہ اسے حج نہ کرنے دیا جائے اور اسے اس کے ملک میں بھیج دیا جائے۔

اس فیصلہ کے صادر ہونے کے بعد آپ کو قید خانہ میں داخل کر دیا گیا، وہاں آپ کو ایذا پہنچائی گئی اور آپ کو ۶ ذی الحجہ کی رات کو ہندوستان کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

اس کے بعد میں نے رئیس عام، ادارات ابحاث علمیہ وافتار و دعوت و ارشاد، ریاض کے نام ایک استفتاء بھیجا۔ سوال یہ تھا:۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات سے توسل کا اعتقاد رکھنے کا حکم کیا ہے؟ یہ شرک ہے یا نہیں؟ اور انبیاء و

والتسلیمات هل ھو شرک ام لا وماھو حکم المعتقد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام هل ھو مؤمن او ھو مشرک وهل تعتمد اعماله من الصلوٰۃ والحج وغیرهما ام لا بینوا بالکتاب والسنة والاجماع واقوال السلف۔ ثم ارسل الشیخ عبد العزیز بن عبد الله بن باز الرئیس العام لادارات البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد بعد عشرة اشهر رسالة رقم ۱۳۳۵ وتاریخ ۲۰/۱۲/۱۴۰۰ھ الیٰ واخبرنی بان استفتائی مقید بالرقم ۸۶۶ والتاریخ ۱۲/۲/۱۴۰۰ھ والفتویٰ بالرقم ۳۳۱۳ والتاریخ ۱۹/۱۲/۱۴۰۰ھ وارفق فتوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء بها۔ وکان الجواب عن السؤال المذکور ھکذا:۔ لقد ورد الی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء سؤال عن حکم التوسل بالانبیاء والصالحین واجابت عنه بجواب مفصل نرفق لك صورته۔ وکان السؤال والجواب المنقولان من فتوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء رقم ۱۳۲۸ وتاریخ ۹/۷/۱۳۹۶ھ مرفقین بالجواب المذکور۔ فکان السؤال:۔ هل یجوز للمسلم ان یتوسل الی الله بالانبیاء والصالحین فقد وقفت علی قول بعض العلماء ان التوسل بالاولیاء لا بأس به لان الدعاء فیه موجه الی الله و رأیت لبعضهم خلاف ما قال هذا فما حکم الشریعة فی هذه المسئلة ؟

والجواب :۔ الولی کل من اٰمن بالله واتقاه نفعل ما امره سبحانه به قال تعالی: " الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون " ، وانتهی مانهاه عنه ؛ والتوسل الی الله باولیائه انواع :۔

الاول :۔ ان یطلب انسان من الولی الحی ان یدعو الله له بسعة رزق او شفاء من مرض او هدایة و توفیق ونحو ذلك فهذا جائز ومنه طلب بعض الصحابة

مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حکم کیا ہے ؟
یہ مؤمن ہے یا مشرک ؟ اور اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال معتبر ہیں یا نہیں ؟ کتاب اللہ تعالیٰ، سنت نبویہ شریفہ، اجماع اور سلف کے اقوال سے بیان فرمائیں۔ پھر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، رئیس عام، ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد نے دس ماہ کے بعد مجھے ایک خط (نمبر ۱۳۳۵ وتاریخ ۲۰/۱۱/۱۴۰۰ھ) بھیجا، مجھے یہ خبر دی کہ میرے استفتاء کا نمبر ۸۶۶ ہے اور تاریخ ۱۲/۲/۱۴۰۰ھ ہے اور فتویٰ کا نمبر ۳۲۱۳ ہے اور تاریخ ۱۹/۱۲/۱۴۰۰ھ ہے، اور اس کے ساتھ مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء کا فتویٰ منسلک کر دیا۔ اس میں میرے سوال مذکور پر جواب یہ تھا۔
مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء میں انبیاء وصالحین سے توسل کرنے کے حکم کے بارے میں ایک سوال آیا تھا - مجلس نے اس کا مفصل جواب دیا۔ ہم آپ کے لئے اس کے ساتھ اس کی نقل منسلک کرتے ہیں۔ اس جواب مذکور کے ساتھ مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء کے فتویٰ نمبر ۱۳۲۵ وتاریخ ۹/۷/۱۳۹۶ھ سے منقول سوال وجواب منسلک تھے۔ سوال یہ تھا کہ :- کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب انبیاء وصالحین سے توسل کرے ؟ میں بعض علماء کے اس قول پر مطلع ہوا ہوں کہ اولیاء سے توسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں دعاء کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور میں نے دیکھا کہ بعض علماء اس کے خلاف ہیں۔ اس مسئلہ میں شریعت کا حکم کیا ہے ؟
اور جواب یہ تھا کہ :- ولی ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اس سے ڈرے، اللہ تعالیٰ نے جس کا امر فرمایا ہے وہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون (سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں)، اور جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا اس سے باز رہے، اور اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے اولیاء سے توسل کرنے کی چند قسمیں ہیں۔
اول :- یہ ہے کہ انسان ولی سے اس کی حیات میں یہ مانگے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے وسعت رزق، مرض سے شفاء، یا ہدایت وتوفیق وغیرہ کی دعاء کریں۔ یہ جائز ہے۔ بعض صحابہ کا بارش کے

من النبی صلی اللہ علیہ وسلم حینما تأخر عنہم المطر ان یستسقی لہم نسأل صلی اللہ علیہ وسلم ربہ ان ینزل المطر فاستجاب دعائہ وانزل علیہم المطر، ومنہ استسقاء الصحابۃ بالعباس فی خلافۃ عمر رضی اللہ عنہم وطلبہم منہ ان یدعو اللہ بنزول المطر فدعا العباس ربہ وامن الصحابۃ علی دعائہ، الی غیر ھذا مما حصل زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من طلب مسلم من اخیہ المسلم ان یدعو لہ ربہ لجلب نفع او کشف ضر۔

الثانی :- ان ینادی اللہ متوسلا الیہ بحب نبیہ واتباعہ ایاہ وبحبہ لاولیاء اللہ بان یقول اللہم انی اسألک بحبی لنبیک واتباعی لہ وبحبی لاولیائک ان تعطینی کذا فھذا جائز لانہ توسل من العبد الی ربہ بعملہ الصالح ومن ھذا ما ثبت من توسل اصحاب الغار الثلاثۃ باعمالہم الصالحۃ۔

الثالث :- ان یسأل اللہ بجاہ انبیائہ او ولی من اولیائہ بان یقول : اللہم اسألک بجاہ نبیک او بجاہ الحسین مثلا فھذا لا یجوز، لان جاہ اولیاء اللہ وان کان عظیما عند اللہ وخاصۃ حبیبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیر انہ لیس سببا شرعیا ولا عادیا لاستجابۃ الدعاء، ولھذا عدل الصحابۃ حینما اجدبوا عن التوسل بجاھہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعاء الاستسقاء الی التوسل بدعاء عمہ العباس مع ان جاھہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوق کل جاہ، ولم یعرف عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم انہم توسلوا بہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ وھم خیر القرون واعرف الناس بحقہ واحبہم لہ۔

الرابع :- ان یسأل العبد ربہ حاجتہ مقسما بولیہ او نبیہ اوبحق نبیہ او اولیائہ بان یقول : اللہم انی اسألک کذا بولیک فلان او بحق نبیک فلان فھذا لا یجوز فان

نہ ہونے کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقاء فرمانے کا سوال کرنا اسی میں سے ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے اتارنے کی دعاء فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی اور ان لوگوں پر پانی اتارا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں صحابہ کا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے استسقاء کرنا اور اللہ تعالیٰ سے بارش کے ہونے کی دعاء کرنے کے لئے آپ سے سوال کرنا بھی اسی میں سے ہے۔ (حضرت) عباس نے اپنے رب سے دعاء فرمائی اور صحابہ نے آپ کی دعاء پر "آمین" کہا۔ یہ بھی اسی میں سے ہے اور اس قسم کے دوسرے واقعات بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئے، جن میں مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے یہ سوال پایا گیا کہ وہ اس کے نفع کیلئے یا ضرر کے زائل ہونے کے لئے رب تعالیٰ سے دعاء کرے۔

ثانی :۔ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی جانب اس کے نبی کی محبت، ان کے اتباع، اور اس کے اولیاء کی محبت سے توسل کرتا ہوا اسے اس طرح پکارے کہ "اے اللہ، میں تیرے نبی کی محبت، ان کے اتباع اور تیرے اولیاء کی محبت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے یہ عطا فرمائے" یہ جائز ہے، اس لئے کہ یہ بندہ کا اپنے رب کی جانب اپنے عمل صالح سے توسل ہے۔ یہ جو ثابت ہے کہ تینوں اصحاب غار نے اپنے اعمال صالحہ سے توسل کیا، اسی میں سے ہے۔

ثالث :۔ یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے انبیاء یا اس کے اولیاء میں سے کسی ولی کے جاہ کے وسیلہ سے مثال کے طور پر اس طرح سوال کرے کہ "اے اللہ، میں تیرے نبی یا (امام) حسین کے جاہ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں" یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اولیاء اللہ کا جاہ اور بالخصوص ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جاہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم ہے، پھر بھی یہ دعاء کے مستجاب ہونے کے لئے نہ سبب شرعی ہے، نہ سبب عادی ہے۔ اسی لئے خشک سالی کے زمانہ میں صحابہ نے دعاء استسقاء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ سے توسل کرنے سے آپ کے چچا (حضرت) عباس کی دعاء سے توسل کرنے کی طرف عدول فرمایا، حالانکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جاہ ہر جاہ سے بلند تر ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معروف نہیں ہے کہ آپ حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ سے توسل کیا ہو، حالانکہ آپ حضرات خیر القرون ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، اور لوگوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

رابع :۔ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ولی، نبی، حقِ نبی یا حقِ اولیاء کی قسم کے ساتھ اپنے رب سے اپنی حاجت کے پورے ہونے کا اس طرح سوال کرے کہ "اے اللہ، میں تیرے ولی فلاں یا تیرے نبی فلاں کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں" یہ جائز نہیں ہے، اس لئے کہ مخلوق پر مخلوق کی قسم

القسم على المخلوق ممنوع وهو على الله الخالق اشد منعا ثم لا حق لمخلوق على الله الخالق بمجرد طاعته له سبحانه حتى يقسم به على الله۔

هذا هو الذی تشهد له الادلة وهو الذی تصان به العقيدة الاسلامية وتسد به ذرائع الشرك و صلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم“۔

وكنت ارسلت مثل استفتائ ذلك الى الشيخ ابی الحسن علی الندوی ايضًا فاجاب عنه محمد برهان الدين ناظم مجلس التحقيقات الشرعية بندوة العلماء بلكهنؤ بامر الشيخ ابی الحسن علی الندوی وكان جوابه :۔

۱۔ اختلف العلماء فی جواز التوسل بالانبياء والمرسلين والعباد الصالحين منهم من جوزه ومنهم من لم يجوزه لكن لا نعلم احدا من العلماء المرقومين ان احدا منهم يرى التوسل شركا فاذا ”المتوسل“ ليس بمشرك عند احد من العلماء الموثوقين فيما نعلم والله اعلم۔

۲۔ كما مر فی الجواب الاول ان الاعتقاد بالتوسل بالانبياء ليس شركا فالمتوسل ليس بمشرك فنرجو الله تعالى ان يتقبل اعماله الصالحة من الصلوٰة والحج وغيرها والله اعلم

وكنت ارسلت مثل ذلك الى المفتی بدار العلوم بديوبند فاجاب وكان جوابه نحو الجواب الذی جاء من ندوة العلماء۔

فانا الآن اعرض قضية وهی هذه :۔

ان نائب رئيس الاحكام الشرعية بالمدينة المنورة عدّ شيخنا محمد حبيب الرحمٰن القادری من المشركين بسبب اعتقاده بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام مع انه لم يسأله ای نوع من التوسل اراد بل جعل الاعتقاد بمطلق التوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام شركا وقرر ان حج المعتقد بالتوسل بالانبياء والمرسلين عليهم السلام

ممنوع ہے، اور یہ خدائے خالق پر بہت زیادہ ممنوع ہے۔ پھر مخلوق کے محض خالق کی طاعت کرنے کی وجہ سے خالق پر مخلوق کا کوئی حق نہیں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس کی قسم جائز ہو جائے۔ یہ وہ ہے جس پر دلیلیں شاہد ہیں۔ اور یہ وہ ہے جس سے عقیدۂ اسلامیہ کی حفاظت کی جاتی ہے اور جس سے شرک کے ذرائع بند کئے جاتے ہیں۔ وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔"

میں نے یہی استفتا شیخ ابوالحسن علی ندوی کو بھی بھیجا تھا۔ اس کا جواب محمد برہان الدین ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ نے شیخ ابوالحسن علی ندوی کے حکم سے دیا۔ وہ جواب یہ تھا:۔

۱ - انبیاء ومرسلین اور صالح بندوں سے توسل کرنے کے جواز کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور بعض نے ناجائز، لیکن دیکھے ہوئے علماء کے بارے میں ہم نہیں جانتے ہیں کہ ان میں سے کوئی توسل کو شرک قرار دیتا ہے۔ ایسے میں جہاں تک ہم جانتے ہیں، معتمد علماء میں سے کسی کے نزدیک توسل کرنے والا مشرک نہیں ہے واللہ اعلم۔

۲ - جیسا کہ جواب اول میں گذرا کہ انبیاء سے توسل کا اعتقاد شرک نہیں ہے۔ لہذا توسل کرنے والا مشرک نہیں ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اس کے نماز، حج وغیرہ اعمال صالحہ کو قبول فرمائے گا، واللہ اعلم۔

میں نے یہی استفتاء مفتی دارالعلوم دیوبند کو بھی بھیجا تھا۔ انھوں نے جواب دیا اور ان کا جواب ندوۃ العلماء سے آئے ہوئے جواب کی طرح تھا۔

اب میں ایک مقدمہ پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

مدینہ منورہ کے چھوٹے قاضی نے ہمارے شیخ محمد حبیب الرحمن قادری کو آپ کے انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے کی بنا پر مشرکین میں سے شمار کیا حالانکہ انھوں نے آپ سے یہ نہیں پوچھا کہ آپ کس قسم کے توسل کو مراد لیتے ہیں۔ بلکہ مطلقاً انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کے اعتقاد کو شرک قرار دیا، یہ مقرر رکھا کہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والے کا حج معتبر نہیں ہے اور آپ کو حج سے روک دینے اور

غیر معتد به و اصدر قراره بعدم تمکینه من الحج وترحیله الی بلاده فلم یمکنوه من اداء حجة فرض عن غیره ورحلوه الی بلاده محروما عن ادائها و استهلك بذلك مالا کثیرا لمن کان امره لادائها۔

وانی کنت سألت فی استفتائی المتعلق بحکم الاعتقاد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام وحکم المعتقد به : هل هو مؤمن او هو مشرك۔ والرئیس العام لادارات البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد اجاب عنه بعد عشرة اشهر وارفق جواب اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء به۔ وکان جواب هذه اللجنة انه کان ورد الیها سؤال عن حکم التوسل غیر السؤال المذکور وهی ترفق الجواب عنه به۔ وفی ذلك الجواب ان بعض انواع التوسل جائز ولیس فیه ان المعتقد بالتوسل بالانبیاء والمرسلین علیهم السلام مشرك۔ وسکوت اللجنة عن هذا ایدل علی انها لا تجترئ علی جعله شرکا ومن المعلوم ان السکوت فی معرض البیان بیان۔ وقد مر ان المفتی بندوة العلماء بلکهنؤ الذی اجاب عن استفتائی باسم الشیخ ابی الحسن علی الندوی والمفتی بدار العلوم بدیوبند صرحا بان الاعتقاد بالتوسل لیس بشرك و ان المتوسل لیس بمشرك۔

فظهر ان نائب رئیس الاحکام الشرعیة جعل شیخنا محمد حبیب الرحمٰن القادری مشرکا مع انه لم تنسبه اللجنة ولا ندوة العلماء ولا دار العلوم بدیوبند الی الشرك وجعله بذلك محروما عن اداء حجة فرض عن غیره مستهلکا مالا کثیرا لمن کان امره لادائها علی انه لزمه الکفر علی هذا التقدیر حسب مقتضی قوله صلی الله علیه وسلم من قال لاخیه المسلم یا کافر فقد باء باحدهما رواه البخاری وکذلك لزم الکفر الذین لم یجعلوا الاعتقاد بالتوسل شرکا بناء علی قول نائب رئیس الاحکام الشرعیة۔

والیکم اصدار القرار فی هذه القضیة۔

آپ کو اپنے ملک میں بھیج دینے کا حکم صادر کردیا۔ آپ کو دوسرے شخص کی جانب سے حج فرض ادا کرنے نہیں دیا گیا اور اس سے محروم رکھ کر آپ کو اپنے ملک میں بھیج دیا گیا۔ اس طرح جس نے آپ کو حج کرنے کے لئے بھیجا تھا اس کا کثیر مال انھوں نے برباد کردیا۔

انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے کے حکم اور اس کے معتقد کے حکم سے متعلق اپنے استفتاء میں میں نے یہ سوال کیا تھا کہ "کیا وہ مؤمن ہے یا وہ مشرک ہے"۔ رئیس عام، ادارات ابحاث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد نے دس ماہ کے بعد اس کا جواب دیا اور اس کے ساتھ مجلس دائم برائے ابحاث علمیہ وافتاء کا جواب منسلک کردیا۔ اس مجلس کا جواب یہ تھا کہ اس کے پاس توسل کے حکم کے بارے میں ایک دوسرا سوال آیا تھا اور وہ اس کے ساتھ اس سوال کے جواب کو منسلک کر رہی ہے۔ اس جواب میں یہ ہے کہ توسل کی بعض قسمیں جائز ہیں اور اس میں یہ نہیں ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے توسل کا اعتقاد رکھنے والا مشرک ہے۔ مجلس کا اس سے سکوت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اسے شرک قرار دینے کی جرأت نہیں کرتی ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ معرض بیان میں سکوت کرنا بھی بیان ہے۔ یہ بھی گذر چکا ہے کہ میرے استفتاء پر شیخ ابوالحسن علی ندوی کے حکم سے جواب دینے والے ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مفتی نے اور دارالعلوم دیوبند کے مفتی نے اپنے اپنے جواب میں اس بات کی تصریح کردی ہے کہ نہ توسل کا اعتقاد شرک ہے، نہ توسل کرنے والا مشرک ہے۔

اس سے ظاہر ہوگیا کہ چھوٹے قاضی نے ہمارے شیخ محمد حبیب الرحمٰن قادری کو مشرک قرار دیا حالانکہ نہ مجلس مذکور نے آپ کو مشرک کہا، نہ ندوۃ العلماء نے، نہ دارالعلوم دیوبند نے۔ اس طرح چھوٹے قاضی نے آپ کو دوسرے شخص کا حج فرض ادا کرنے سے محروم کردیا اور جس نے آپ کو حج کرنے کے لئے بھیجا تھا اس کا کثیر مال برباد کردیا۔ اس کے علاوہ بخاری کی روایت کردہ حدیث "جس نے اپنے مسلم بھائی کو کافر کہا، ان دونوں میں سے ایک کی طرف کفر ضرور لوٹا" میں آئے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی بنا پر اس صورت میں اس چھوٹے قاضی کو کفر لازم آگیا، اور اسی طرح اس چھوٹے قاضی کے قول کی بنا پر جن لوگوں نے توسل کے اعتقاد کو شرک قرار نہیں دیا ان لوگوں کو کفر لازم آگیا۔

اور اس مقدمہ میں فیصلہ کرنا آپ کے ذمہ ہے۔

۵/۵/۱۴۰۱ھ محمد عاشق الرحمٰن القادری الحبیبی
۱۲/۳/۱۹۸۱ء ۱۴۰ اترسئیا۔ الٰہ آباد ۳۔ الھند

ولم یرد الی الی الاٰن ھذا الخطاب فاحسب ان الملک قد استلمہ وھو ساکت الی الاٰن۔

فظھر مما مضیٰ ان التوسل حق وان الحق یعلو ولا یُعلیٰ۔

فالحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

نشریات مکتبۂ منوریہ (اتا۱۰۱) صلاح پور ضلع الٰہ آباد اور مرتب کی دوسری کتب

۱۔ بیان الحبیب (انتخاب ملفوظات علیہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ) حصہ اول :- عمر

۲۔ بیان الحبیب (انتخاب ملفوظات علیہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ) حصہ دوم : بار دوم : زیر طبع

۳۔ بیان الحبیب (انتخاب ملفوظات علیہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ) حصہ سوم :- عہ ۲۵

۴۔ بیان الحبیب (انتخاب ملفوظات علیہ حضور مجاہد ملت قدس سرہ) حصہ چہارم :- زیر طبع

۵۔ میلاد رضا انتساب (میلاد نبوی شریف از اعلیٰحضرت قدس سرہ بہ ترتیب جدید)

[illegible] کُنہ جاناں (حالات وکرامات اولیاء کرام قدست اسرارہم) حصہ اول :- ۵۰ پیسے

۷۔ کشف النور از علامہ عبد الغنی نابلسی شامی حنفی قادری قدس سرہ مترجم (اثبات کرامات اولیاء، احقاق مذہب اہل سنت ورد مخالفین) :- صہ

۸۔ القائدہ (تخلیق انسان کے فائدہ کا بیان) :- ۷۵ پیسے

۹۔ دُرِّ حق (اقوال علامہ حسن عدوی مصری مالکی در مسئلہ زیارت وتوسل) :- ۷۵ پیسے

۱۰۔ کأس الساقی (شرح قصیدہ شیخ عبد الباقی عراقی قدس سرہ در مدح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) :- للعہ

۱۱۔ اسلام کے آغاز وانجام :- ے

۱۲۔ مجاہد ملت کا حرفِ حقانیت (سیوف اللّٰہ الاجلّہ بمدد عیں مجد ھذ الملۃ)

Ataunnabi.com

۵/۵/۱۴۰۱ھ
۱۲/۳/۱۹۸۱ء

محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی
۱۴۰ اتر سئیا۔ الہ آباد ۳۔ ہندوستان

یہ خط ابھی تک بندہ کے پاس واپس نہیں لوٹا۔ اس سے بندہ یہ سمجھتا ہے کہ شاہ نے اسے پالیا ہے اور وہ ابھی تک خاموش ہیں۔

جو کچھ گذرا اس سے ظاہر ہو گیا کہ توسل کرنا حق ہے اور حق غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا ہے۔

فالحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

نشریات مکتبۃ الحبیب ایک نظر میں

نام کتاب	نام مصنف	پیسے	روپے	نام کتاب	نام مصنف	پیسے	روپے
الفضل الموهبی	اعلیٰ حضرت قدس سرہ	۵۰	۳	درس القرآن	حکیم الامت علامہ احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ	۵۰	۶
السوء والعقاب علی المسیح الکذاب	"	۵۰	۱	تذکرہ سیدنا غوث اعظم	علامہ نور بخش صاحب توکلی	۵۰	۵
حقوق اولاد	"	۵۰	-	تکمیل الایمان	شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ	-	۱۰
الموت الاحمر	حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم	۵۰	۲	جواہر البحار شریف مجلد جلد اول	علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ	-	[illegible]
تفسیر نعیمی اول مجلد	حکیم الامت علامہ احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ	-	۶۰	شمائل رسول	"	-	۸
" " دوم مجلد	"	-	۴۰	تحقیقات	مفتی شریف الحق صاحب امجدی	[illegible]	[illegible]
" " سوم مجلد	"	-	۵۵				
اسلامی زندگی	"	۵۰	۳				

نام کتاب	نام مصنف	پیسے	روپے	نام کتاب	نام مصنف	پیسے	روپے
تاریخی حکایات	مولانا نسیم بستوی صاحب	۵۰	۳	الصرود الثلثۃ	مجموعہ ظفر الدین الجید وظفر الدین الطیب ومکاتیب ظفر الدین	-	۲
تجلیات نماز	"	۵۰	۱				
حیات جاوداں	"	-	۱				
حلیۂ مصطفےٰ	مفتی محمد مظفر احمد صاحب	۵۰	۱	توضیح البیان مجلد	علامہ غلام رسول صاحب	-	۲۰
نوری تقریریں	"	۵۰	۳				
سیف مظفری	"	۵۰	۱	جماعت اسلامی	علامہ ارشد القادری صاحب	-	۴
گلزار شریعت	"	-	۱	اسلام کا جلوۂ زیبا	"	۸۰	-
مہر درخشاں	"	-	۱	تسہیل المصادر	مفتی عبد الرشید صاحب علیہ الرحمہ	۵۰	۱
تذکار نور	"	۵۰	۲	مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت	مولانا یٰسین اختر صاحب	۸۰	-
احوال کربلا	"	۵۰	۱				
نورانی حکایات	"	-	۴	امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں	مولانا یٰسین اختر صاحب	-	۱۲
حیات صاحب البرکات	"	۵۰	۱				
پاک وصایا مقدسہ	حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ	۵۰	-	سچی حکایات مجلد مع پلاسٹک کور	مولانا ابو النور محمد بشیر صاحب	-	۴۰
چلو تبلیغ کریں	مولانا محمد سعید صاحب	۸۰	۲				
نغمۂ حجاز	شاعر لکھنوی	۸۰	-	یسرنا القرآن	قاری اسمٰعیل	-	۱
بدعت کیا ہے	مفتی عبد المنان صاحب	۸۰	-	قواعد بغدادی	خورد ۱۶ صفحہ	۳۰	-
محاسن کنز الایمان	ملک شمیر محمد خاں	-	۲				
تعمیر ادب مکمل (بچوں کے لئے)	علامہ بدر الدین صاحب	-	۱۱				
اعلان حق انگریزی	علامہ محمد عاشق الرحمٰن صاحب حبیبی	۳۰	-				
دی وے آف اہل سنت	علامہ حسین حلمی صاحب ترکی	۵۰	۲				

۷۸۶

۹۲

مکتبۃ الحبیب الٰہ آباد

حضور مجاہد ملت قائد اہل سنت سلطان التارکین رئیس العارفین
حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمن صاحب قدس سرہ
کی قائم کردہ درسگاہ دینی "جامعہ حبیبیہ" کا ایک دینی ادارہ ہے

مکتبۃ الحبیب کی اشاعت دین کی اشاعت ہے۔ علم دوست
حضرات نشریات مکتبۃ الحبیب زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید
کرکے خدمت دین کی راہ میں ہمارے ہاتھوں کو مضبوط فرمائیں

المعلن

محمد حسن جناح حسینی ناظم مکتبۃ الحبیب الہ آباد

سول ایجنٹ

جنید بک ڈپو پارک منزل گوجیدرہ ضلع بالاسور (اڑیسہ)

رضوی کتاب گھر مینی پیر روڈ بھیونڈی ضلع تھانہ (مہاراشٹر)